ہمہ کلہ گشتہ وستاہم	سپردو زمین شاہ نایافت	جب وہ نامدار شاہ گردون وقار کوہ چلے خوب یار رہے چلے

فریبرز نے کہا جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اگریہ وزاری فریاد و بیقراری سے اب کیا فائدہ صبر کروں دل پر جبر کروں اور کچھ کہا کے

یکساعت از تخت پایش جلو
ہم آنگہ بر آمد یکی باد و ابر
زمین شد سپید از کران تا کران
زبانے طپیدند زیر برف
بر آمد بفرجام شیرین روان

وزان پس بخوردند چیزی کہ بود
ہوا گشت بر سان چشم ہزبر
فشردند بیچارہ گردان نیو
یکی چاہ کندند در جای ژرف

ز خوردن سوی خواب رفتند زود
بر آمد یکی باد و برف گران
چہ طوس و فریبرز و شیران گیو
نماند ایچ کس را از ایشان نشان

ایک شخص زندہ نہ بچا وہ مجمع برف کے تلے [illegible]

رخصت ہو کے پھر اتھا وہ راہ میں انکا منتظر تھا مجبور کسیکو احوال دریافت کرنے کو بھیجا اوسنے برف کے تلے

سب کو جان بحق پایا نفس زندہ نظر نہ آیا اب سلسلہ اور پھر مقدمہ حضرات اسفندیار

پھر لہراسپ کا پوتاہی زمین تن ہوتا ہی اور گشتاسپ کا بیان

کنون تاج و اورنگ لہراسپ شاہ	براریم و اورا نشانیم بگاہ	بیاراست آئین کیخسروی
برافراخت آئین زہر نکوئی	لہراسپ نے عدل و انصاف خسرو سے زیادہ کیا بخشش و جود میں دست ہمت	

بلند کرکے کیخسرو کو سب کے دل سے بھلا دیا ایرانی شکر یزدان بجالائے بہت سے اوسکے واسطے
دست دعا بلند کرکے سر جھکائے پروردگار چار فرزند رکھتا تھا دو اسکو بیٹے تھے اردو اور سپید تو
کاوس کی بیٹی سے تھے اور گشتاسپ و زریر کیسی اور امیر کی لڑکی سے تھے لاسپ میں گشتاسپ

تازہ یہ کہ اندنوں کتاب قصص سلاطین داستان پادشاہان مشتمل بر حمد تفسیر خیالی اعنی
جسکو شاعر رنگین بیان نثار فصیح زمان مرزا رجب علی بیگ سرور نے لکھا اردو معلی میں ترجمہ کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

درِ گنجینۂ سخن کی کنجی حمد محمود کون و مکان مسجود انس و جان ہی جسنے کن کے کنایے مین جو ہوا
اور جو ہی یا ہوگا پردۂ غیب سے ظاہر کیا اور ہر کیفیت کے اسرار سے اپنے برگزیدون کو ماہر کیا ماہ سے
تا ماہی اور ذرے سے خورشید تک اوسکی یکتائی کا گواہ ہی جز و کل کی زبان پر کلمۂ اشہد ان لا الہ الا اللہ
ہی صانع لاشریک لہ ہی ایک خلقت بشر مین کیا کیا مختلف صورتین بنائین کس کس رنگ مین قدرت
کی نیرنگیان دکھائین اگر ماہ ہی تو مشعلخانۂ قدرت کا چراغ افروختہ ہی اگر مہر ہی تو بصد محبت دل سوختہ
ہی شہسوارون کا کمیت فکر اس وادیٔ وحشت مین لنگ ہوا حوصلہ تنگ مجبور رہا اس مرحلے سے ہزار
فرسنگ دور رہا کبھی پشّے سے کار پیل ہوتا ہی کبھی ذرہ جبل ہوتا ہی مدعی ذلیل ہوتا ہی غواصان
بحرِ زخار آشنایانِ محیطِ ناپیدا کنار نے ہزارون غوطے کھائے دُرِ مطلب نہ ہاتھ آیا نہ ساحل مقصد کا
پتا پایا گھبرائے جس جگہ مقربانِ بارگاہِ الوہیت تاجدارانِ اریکۂ نبوت کو صم بکم کا حال رہا ما عرفناک کے
سوا کچھ کہا دوسرے کی کیا مجال ہی یہ اندیشہ کرنا وہم بیجا ہی فاسد خیال ہی نعت خلاصۂ کائنات

عزم نعت سید انام اور پیشکش کرنا تحفہ درود و سلام کا ذریعہ سعادت ابدی وسیلہ عنایت سرمدی ہی کہ وہ
ہادی دین سالک مسالک شرع مبین خاتم المرسلین ہی خورشید سپہر یثرب و بطحا شکنندہ قصر قیصر و طاق کسریٰ
شاہراہ شرع گمراہون پر کہولی باب ضلالت بند کیا تیرہ باطنون کو شمع ہدایت دکہائی نصیحت کی پند کیا
بحکم حاکم ازل جہاد پر کمر باندہی لوای ظفر پیکر بلند کرکے پرچم نصرت کہولا لشکر یزید چپ زبا نبوت کی گواہی
مین اشہد ان محمد رسول اللہ بولا اور وصی رسول خدا کا مقبول پیمبر کا بہائی برگزیدہ کبریائی کرار غیر فرار
صاحب ذوالفقار آیہ رحمت خدا ہی حامی دین قاتل مشرکین دست خدا قوت بازوی مصطفیٰ کیا کہون کہ
کیا ہی اللہم صل علی محمد وآلہ واصحابہ وسلم اور مدح سلطان زمان خدیو کیہان شاہنشاہان تاج بخش
باج ستان یوسف طلعت جم شوکت حاتم ہمت نوشیروان معدلت فریدون منزلت زیب دہ اورنگ
جہانبانی رونق بوستان سلطنت ظل سبحانی شہریار نوجوان سلطان ابن سلطان ابن سلطان ابو المنصور
ناصر الدین سکندر جاہ بادشاہ عادل قیصر زمان **سلطان عالم محمد واجد علی شاہ**
خلد اللہ ملکہ دست و زبان کا مقدور نہین جو تحریر کر سکے تقوی ذات اقدس سے تقویت رکہتا ہی زہد
ورع کو بصد نیاز ناز ہی عین شباب مین سلطان عالم مقید روزہ و نماز ہی اس نوشاہ کے جلوہ حسن
عالم افروز سے عروس نورانی نقاب چرخ چارم چادر شفق مین بصد حجاب روپوش ہی اور عندلیب
خوش صدا نظارہ جمال پر جاہ و جلال سے سدا گلشن در آغوش ہی وہ سرو نوخیز بوستان سلطنت اور
گل گلزار دولت ہی کہ قمری و بلبل بشوق زیارت قد بالا حلقہ اطاعت در گردن آوارہ چمن فاختہ وار

کوکوکنان کم کردہ آشیانہ ہی اور شمع محفل افروز چرخ اطلسی ہوا ہی ضیای رخسار تابانین غیرت پروانہ ہی اور
بار حلم و وقار سے کمر فلک کوز پشت دوتا ہی قدمبوس کو سر جھکا ہی زمین خوف تزلزل سے
امان پا کے سرکا وتری پر پا برجا ہی قضا مطیع قدر کی کیا قدرت جو فرمانبرداری نکرے آسمان کے
باین عظم و شان ہوین اوڑین جو خدمتگاری نکرے بیک چشم خشم زمین چکر کرنے لگے آسمان
تہمجائے بہتا ہوا دریا شیشہ حلب آسا جمجائے صبا جہان کرسی عقلای فرنگ ہون ہر شی کی
کیفیت مین تبدل ہو فتور ہو مرچین اوڑنے مین تیزی کرنے لگین سد راہ کافور ہو ناخن پنجہ
عطا رشتہ امید کا سر رشتہ گرہ کشا ہی ہمت حاتم کا مرتبہ طی کیا وہ حاجت روا ہی اور رعب عدالت
کا جس جا مذکور آئے فتنہ خفتہ فساد بیدار چونک کے وہانسے بھاگ جائے غنم لاغر گرگ دریدہ دہن
سے مٹھ بھیڑ ہو وہ انکہ چرانے لگے باز کبوتر کا ہمراز ہو دمبازی سے خوف کھانے لگے نالہ
عندلیب شیدا کے عوض پہلوی گل مین خلش خار ہو مشاطہ بہار مورد عتاب ہی اور دست برد
خزان سے بہمن دی لوند کے حساب مین سردفتر خراب ہی گلچین سر شاخ گل تر بلبل کا گھر بناتا ہی
صیاد بندہ نے دام ہی جال کے بدلے سر راہ آنکھین بچھاتا ہی صدای مرغ سحر سے جو کوئی خستہ جگر
چونکے تو یہ حرکت اوسکے حقمین بری ہو فورا گلا ہوا اور چھری ہوا اور دم رزم ہیبت شمشیر برق دم سے
اعدا کا لہو خشک دل جو سنگ خارا کی سل ہی دو نیم ہوتا ہی رستم ہیزم ان کی صورت کا [illegible] اسفندیار
ہو تو پردہ قاف سے منہ دکھلانے ایسا حال سقیم ہوتا ہی وہ رہت خم منزل سالان ملک

ملک عدم چلکر سرا چرخ پہ جہکے قدم گاڑ زمین تک نہ سرکے چمک مین برق چلنے مین باد فنا ہی جو سرکش
منہ چڑہاتا اُلٹا گرا دم مین تن دو سر جدا ہی جوہر وہ جو نہ اصفہانی مین سنا نہ خراسانی مین ہی تشنۂ خون اعدا ہی
حاسد جلکر کہتے ہین خدا جانے بجہی کس پانی مین ہی مرنے کے بعد بہی زخمی کا دل تہ و بالا رہتا ہی آدنی
سی صفت یہی کہ حشر تک زخم آلا رہتا ہی الٰہی بتصدق احمد مختار و طفیل ائمۂ اطہار یہ شاہ جم شوکت سلیمان جاہ
سریر سلطنت پر باجاہ و حشم کامران رہے دست بستہ دورہ دوران رہے دن رات در دولت پر عیش و طرب کی
دہوم جان نثار تہنیت خواہون کا ہجوم رہے جب تک کہ یہ طلسمخانہ زنگاری ہے چشمہ فیض جاری رہے گو ہیچ زبان
ہیچمدان خوشہ چین خرمن ارباب معانی مسند آرایان بزم سخندانی سراپا غلط ہمہ تن قصور یعنی جعفر علی سرور کہ
گردش بخت واژون آور نیرنگی سپہر بوقلمون سے سالہای دراز سرگشتہ کوی ناکامی خستہ تن گرفتار رنج
مبتلای محن رہا کوئی پرسان حال نہوا نہ میری سنی اپنے کیے کہا جب یہ شاہ خجستہ نہاد والا نژاد زیب سریر سلطنت
ہوا جلوس فرمایا ہر ناکام کامیاب ہوا عالم کا مطلب ایا تاریخ جلوس میمنت مانوس یہ ہی **للمولف**

بہار جوش مین ہی اور نئی ہی کیفیت — سرور سب کو یہی سے کہتے ہین بتقی در ہند
جو زیب تخت ہوا شب کو شاہ نیک اختر — ہوا ہی سال جلوس اس لیے چراغ ہند
۱۲۶۳

اس تاریخ کو **قطب الدولہ** مفتاح الملک مونس دلپذیر محمد قطب علی خان بہادر مستقیم جنگ
مصاحب خاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ نے پیشکش کیا یہ نامور ستودہ افعال بیمثال ہی علم و ہنر
کا قدردان خود صاحب جوہر باکمال ہی مریدان جان نثار و شیدای سلطان زمان ہی اس عصر مین

جو نظم و نثر کا چرچا یا کسی کمال کی قدر یا توقیر صاحب جوہر شعر کی ہی تو ایکی ذات فرخندہ صفات سے
ہی ورنہ بتقصیر معاف میدان صاف ہی غرضکہ جسدم قبلۂ عالم و عالمیان افصح فصحای زمان نکتہ سنج
معانی شناس باریک بین سلطان دوران نے ملاحظہ فرمایا سر خاک افتادہ آسمان پر پونہچا یا ملازمون
کے زمرے مین آبروبخشی سرفراز کیا خواہش برائی تمنا نے نیاز کیا بعد چند کہ سن ہجری بارہ سی
چونسٹہ تہے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ شمشیر خانی زبان اردو مین لکہ لیکن طول نہو تا قاری و سامع ملول
نہو اگرچہ فقیر کو یہ لیاقت نتہی مگر فیض ارشاد و ہدایت بنیاد سلطان عالم حامی و مددگار ہوا یہ نسخہ طیار ہوا
رنگینی اور نثاری سے نثر اور فقیر عاری ہی خلاصہ مضمون اور مطلب نگاری ہی جو کچہ فردوسی سخندان
نے نظم کیا ہی وہی مضمون شمشیر خانی ہی لیکن اس تحریر حال مین مقدمہ ثانی ہی کہ حسب و نسب شاہان
نامدار مین تحقیق کی طرف طبیعت متوجہ نہین ہوی فقط شاعری کی طاقت سے مرقع بنایا ہر مصرع
تصویر تحریر کرکے دکہایا لہذا کتب تواریخ معتبر سے کہ اونکا نام موقع اور مقام پر آجائیگا دیکہکے لکہا کہ
ناظرین کے نزدیک اسکا عز و وقار ہو شک باقی نرہے نسخہ ذی اعتبار ہو امید خالق لیل و نہار سے یہ ہی کہ سلطان عالم کو
پسند ہو تو خاص و عام کو مقبول ہو جان نثار کی محنت و مشقت بکار نجای ناموری حصول ہو جسدم تمام یہ ترجمہ
شمشیر خانی ہوا نام اسکا **سرور سلطانی** ہوا **جملہ معترضہ** سرزمین بطحا خانۂ نیاز کے باعث
سمت سجدہ و نماز ہوئی کیسا شرف حاصل ہوا کس قدر ممتاز ہوئی اور یثرب مین خاصۂ رب کا مسکن ہوا اوسمین دین معلا
اسلام کا رواج ہوا سفیر قدیر کا نزول ہوا کلام خدا حصول ہوا نبی ہمارا صاحب معراج ہوا بندگان خدا ایکطرف سر

سر جھکاتے ہین دوسری جانب زیارت کو جاتے ہین اور مملکت ہندوستان کہ سواد اعظم چار دانگ عالم
مشہور ہی اگر بنظر غور دیکھو تو یہ بہی بنظر رب غفور ہی یہ مقدمہ صریح ہی کہ اور ملکون سے اسکو ترجیح ہی
اسواسطے کہ خلیفہ روی زمین جنت سے تشریف جو لائے خطہ ہند مین آئے علم ادب نے یہین سے رواج
پایا نظم و نسق سلطنت ہوا بادشاہون نے خراج پایا ہندسہ اور نجوم کو دیکھو پنڈتون کا زہد اونکی عبادت کی
دہوم دیکھو موسیقی کا کمال ہنود کے کامل جنہین دیوتا کہتے ہین پہلے وہی اک لائے عبادت جنکے کیا کیا بہجن گائے
حقیقت مین اس زمین کی بڑی قدر و منزلت نہایت پاس ہی کہ اسکی خاک مخزن الماس ہی پتہرونکا یہان کے
یہ حال تہا کہ سینہ اونکا معدن لال تہا سردی یا گرمی خواہ برسات ہی ہر فصل اعتدال کے ساتہ ہی نسیم و صرصر کا
گرو فر کیفیت صبا و شمال سے دیکہیے یہان کی زراعت کا حال دیکہیے کہ کیسی زرریز ہی کہ وہ صحرا کو غور کرو وہ تختہ
گلگزر ہی چاندی کا دریا سونے کے پہاڑ شہر طلائی بیدار بختون کے مکان سونے کے مطلا سقف و جدار دریا مین چاندی
کی ریت پانی مین نقرے کا کہیت ہاتہی کہین پیل فلک جنکے روبرو پست دانتون پر پلنگ بچہ جا پڑے چیتہ پر
فیلبان نظر نہ آئے ایسے سربلند بجہول سبک رفتار عین مستی مین ہوشیار تیغ ہندی کی آبداری اوسکا
کاٹ اوبلا ہو اجمیر دم کس مین نظیر گہتی سے پیپلے تک اجل کا گہاٹ دو شالے گرانبہا زربفت گجرات کا
ڈہاکے اور بنارس کا ریزہ ہائے در تحفہ خلق مروت ہمت و جرات مردون کے آب و گل مین رحم اور خوف خدا اونمین
رنڈیان کہ خلقت اونکی کج ہی بیوفا نا آشنا مشہور ہین اونکے حصے مین شرم و حیا عصمت عفت
از سرتا پا مہر و وفا اور نشان عصمت مین ایسی جو ہین مصرعہ کز برای مردہ سوزند و جان خویش را

خاکسارانِ ہند اور جگہ کے متفق ہیان کے رندؔ فرمانروایون کی شوکت جبروت شان عدالت سخاوت امارت
کے ساز و سامان سپاہ جرار سر فروش فن سپہ گری مین نادر روزگار اور سرزمین ہند کی اب لکھنؤ جان
ہی جہانکا فرمان روا سلطان عالم ساخسرو نیشان عالی تبار روالا دودمان فیاض زمان ہی

شروع داستان نادر بیان

راویانِ اخبار و حاکیانِ آثار متفق ہین کہ پہلے جسنے گلزار بے ثبات مین روش سلطنت نکالی تخت و تاج
کی بنا ڈالی عدل و داد کو رواج دیا محصول و خراج لیا وہ کیومرث تہا الا بود و باش کوہ و بیابان کی اور
پوشاک پوست حیوان کی بیٹا اوسکا سیامک نام تہا اوسکو عبادت کے سوا اور نہ کچہ کام تہا دیونے اوسکو
مار کیومرث کو بہت قلق ہوا ہوشنگ سیامک کا بیٹا تہا اوسنے باپ کے خون کا بدلا لیا دیو کو قتل کیا
تیس برس کیومرث نے سلطنت کی پہر دار فانی سے رحلت کی یہ قول فردوسی ہی اس نام کی تحقیق
مین کیومرت کاف فارسی اخیر تای فوقانی اور ائمہ اخبار نے اختلاف کیا ہی امام غزالی نے اس ودھی رقم کیا ہی
بزرگترین اولاد صلبی آدم علیہ السلام لکہا ہی بعضے کہتے ہین ولیم بن لاود بن سام بن نوح ہی اور مصنف روضۃ الصفا
لکہتا ہی کہ یافث بن نوح کا بیٹا ہی عرب اسکو عامر عجم کیومرث کہتے ہین اور علمای مجوس آدم اسکو
جانتے ہین گلشاہ کہکے مانتے ہین ہزار برس کا سن اور چالیس سال سلطنت کے دن

ہوشنگ کا حال

بعد ہوشنگ تخت پر بیٹہا پتہر سے آگ نکالی آتش پرستی کی بنیاد اوس سنگدل نے ڈالی جشن سدہ اوسی
آگ کے جشن کا نام ہی یہ جو گبرون مین رسم نہین باہم لاگ ہی آس آتش افروزی کا باعث وہی آگ ہی

موجد آہنگری ہوا چشمہای خوشگوار پہاڑ سے شہر کی طرف وہ نامدار لایا سمور و قاقم بہم پونہچایا آدمی دانا نے زمین
مین دانہ ریزی کی زراعت ہونے لگی پہل اور پتون کی غذا موقوف ہوئی چالیس برس حکومت کی پہر
دنیا سے چلنے کی ٹہہری اور عجم کہتے ہین وہ انبیای مرسل سے تہا حکمت عملی مین اوسنے کتاب لکہی ہی جاودان خرد
نام حسن فضل کا بہائی مامون رشید کا وزیر جو ہوا اوس نسخے کی کچہ عبارت زبان سریانی سے عربی کی
اور ابو علی کہ مشاہیر حکمای اسلام ہی کتاب آداب النفس و العرب مین حسن کا ترجمہ لایا ہی اوس سے وفور دانش اور
جودت طبیعت ہوشنگ معلوم ہوتی ہی اور جو باتین طہمورث کو سمجہائی ہین اوسکی تیزی طبع کی گواہ ہین نظم
سہ خصلت بود در نہاد بشر کزان نفس را سیل باشد بشر یکی نقض عہدست کاندر رود از خصلتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن بہ ہم جنس یعنی کزو دین و دانش بود در خطر گرت ہست در دل بہ ہوش و خرد ازین ہر سہ خصلت حذر کن حذر
بخشش مین اعتدال سے کبہی افراط تفریط کا خیال رکہے نظم مدہ راہ صاحب غرض پیش خویش بناخن
مکن سینۂ خویش را ریش کہ آن جملہ نیرنگ و مکر و فن ست برون دوست اندرون دشمنست اور بادشاہ کو
مستی اور بیہوشی حرام ہی کہ حفاظت خلق خدا اوسکا کام ہی غضب کی جا ہی کہ جب نگہبان کو اپنی نگہبانی کی حاجت
ہوگی تو جسکا یہ محافظ تہا اونکی کیا حالت ہوگی لکہا ہی کہ یہہ غار مین عبادت کرتا تہا دیو نے فرصت پا کے سجدے مین
پتہر مارا کہ پہر نہ اوٹہ سکا ادریس علیہ السلام کا ہمعصر تہا یہ قول ہی اوسکا ہی کہ دنیا مین چار چیزین سخت
ہین بڑہاپے مین بینوائی دوسری غربت مین بیماری اور قرض سکا قلت رزق کا چہٹنا و مسافرت لمبی
تین باتون کی خو کرے تاخیر عقوبات مین جلدی خیرات مین اور جا دشمنے مین صبر کرے مضطر نہو لیکر جبر کرے

بیان طہمورث دیوبند پہر طہمورث سریر جہانبانی پر متمکن ہوا عجب بادشاہ متین تال مین تہا باز و شاہین کا شکار ایجاد اوس نامدار کا ہی دیوون سے بڑی لڑائی ہوئی شکست دی گرفتار کیا ذلیل و خوار کیا دیو قلم و دوات لائے تقریر سے تحریر کی نوبت آئی تیس برس زور شور سے فرمانروائی کی لکہا ہی که جب دیوون کی لڑائی فتح کی تو **بیت** بفرمود تا اہل دیوان سہ سال بعشر از رعیت نخواہند مال دیوون کو مسخر جو کیا تہا اس لیے اوس خسرو خردمند کو طہمورث دیوبند کہتے تہے عدل و انصاف مین وہ موصوف داد و دہش مین معروف تہا بخشش و جود مین ابر بہار دم بیدرنگی شمشیر **نظم** سموم قہر تو ہر جا که بگذرد گردد بسان آتش دوزخ طبیعت کافور نسیم لطف تو در ہر کل زمین که وزد چو سبزه سر بدر آرند خفتگان ز قبور سنت صوم اوسیکے زمانے سے ہی قحط اوس عصر مین واقع ہوا یہان تک که دن کو قرص خورشید تابان سے آدمی آنکہین سینکتے رات کو کلیجه ماہ تابان سے دل ٹہنڈا کرتے سلطان عاقل نے فرمایا غذای شام پر لوگ بہوک کو تمام کرین چاشت کا حصه محتاجون کو دین وزیر اوسکا بہت صائب تدبیر تہا **بیت** دستور نیکخواه چو باشاه یکدل است عقد امور منتظم و عدل شامل است گو نمک ازل سے چلے آتے ہین چند مفسد تیره روزگار جمع ہوئے شاہان اطراف کو آماده کیا که بادشاه نوجوان ہی عیش و طرب کی جانب میلان ہی **نظم** شاه این دو کار میکند از کارها و بس چندانکه میکنیم در احوال او نظر یا در شرابخانه خورد باده چو لعل یا در شکارگاه کند صید جانور اور ظاہر ہی که نگاہبان کشور قہرمان لشکر بضاعت عنفوان شباب شکار اور شراب یا لہو لعب مین خراب کرے تو

تو ملک کا انتظام سپاہ کا اہتمام مظلوم کی داد شہر ویران ہی یا آباد کیا کرے کیونکر دے کسطرح جبرے
غرضکہ حسن تدبیر و بیر نیک نہاد سے اوس شر و فساد سے نجات پائی بد باطن فتنہ پردازون نے منہ کی
کھائی تاب شمشیر بران و حمایت فوج جرار سر و پوش جانفشان و ڈاکہ بھی وہان سخت مشکل ہوتی ہی
جہان نیزہ و شمشیر بیکار ہو فقط تیر تدبیر پر مدار ہو روضۃ الصفا مین لکھا ہی کہ مدۃ العمر طہمورث مکلف ملت
اور آئین کا ہوا لکم دینکم ولی دین پر مدار رکھا ملک بہت بنا نیک کام کیا کیے تاریخ جعفری مین
لکھا ہی کہ ایکہزار چار سو اسی دیو اپنے ہاتھ سے مارے آٹھ سی برس زندگی کی تیس سال بادشاہی ہی مگر قضا سے
مہلت نملی ہال دنیا سے ہمراہ دو گز کا کفن ہوا بلخ مدفن ہوا **بیان جمشید کے حال اور مال کا**
جمشید اولو العزم طبیعت کا تیز تھا لوہے کو گلایا زرہ جوشن بنایا ریشمی کپڑا ایجاد کیا رعیت کو شاد کیا
جس جگہ زمین قابل زراعت دیکھی پانی کا چشمہ پایا خلق کو بسایا دیو محکوم تھے اونسے عمارت مستحکم ایوان
محل سرا پختہ بنوائی آدمیون کو ترکیب سکھائی تخت مرصع جواہر نگار طیار ہوا شروع سال کا نوروز نام
ہوا جشن کا سر انجام ہوا جب تخت پر جلوس کرکے جہان کا عزم ہوتا دیو پری ہوا تخت اڑا لیجاتے ہاتھون ہاتھ
پونہچاتے سات سی برس سلطنت کی مگر **فردوسی** چنین سال ہفصد ہمی رفت کار ندیدند مرگ اندران روزگار
یکایک بادہ نخوت کا دماغ مین جوش ہوا دفعۃً خود فراموش ہوا عبدیت سے ہو لا معبودی کا دعوی کیا شیطان نے
رسوا کیا **فردوسی** یکایک تخت شہی بنگرید بگیتی جز از خویشتن را ندید جسوقت وہ پروردگار سے پھرا
خلق نے اوس سے سرتابی کی اندوہ مین گرا قول مشہور ع چون از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت لکھا ہی

اوسی زمانے مین تازیون کا بادشاہ مرتاس تازی تہا چار ہزار شیر دار چارپائے اوسکے پاس تہے دودہ اونکا محتاجون پر
وقف تہا ضحاک اوسکا بیٹا تہا دس ہزار تازی گہوڑے اوسکے پاس تہے بیور اسپ اوسکو کہتے تہے بیور
اوس زبان مین دس ہزار کو کہتے تہے ایک دن ابلیس لعین پرمین اوسکے پاس آیا تقریر لپذیر سے اوسے
رام کیا زیر دام کیا اور کہا جو تو افشای راز کی قسم کہائے کسیکے روبرو وہ کلمہ زبان پر نہ لائے تو ایک نکتہ بتادون
کہ وہ کافی ہو تیرے کام آئے بہت لطف دکہائے اوس سادہ لوح نے تامل عہد کیا قسم کہائی علیہ اللعن
نے کہا تیرا باپ کثرت سن سے ضعیف ونزار ہی شایان سلطنت نہین بیکار ہی اوسکو قتل کرکے سلطنت کر
پہلے اسنے انکار کیا وہ بولا عہد شکنی سے تجہے ہلاک کرینگے زیر خاک کرینگے یہ مرگ کے خوف سے راضی ہوا قتل
کی تدبیر پوچہنے لگا مرتاس کی عادت تہی کہ آخر شب سے تا صبح عبادت معبود کرتا تہا رستہ ہنے کے مکان
سے نزدیک عبادتخانہ بنایا تہا راہ مین شیطان نے کنوان کہدوا کے منہ پر کہاس کہوا دی جب عبادت کی جگاہ
اندہیرے مین اوٹہکے اوس مکان کو چلا کنوئین مین گرکے سیدہا جہان کو چلا وہ مرگیا ضحاک بادشاہ ہوا شیطان
مقرب درگاہ ہوا روز غذائین لطیف پکا کہلاتا تہا مرغ ہم ہنساتا تہا روز چار سے پچاس کو دام مکر مین پہنساتا تہا
ایک دن اوس کند ہ تجربہ کار کو انڈے پکا کے کہلائے بہت پسند آئے اوسی دن کہا جو حاجت ہو مجہسے طلب کر شیطان
نے کہا تیری عنایت سے سب کچہ مہیا ہی لیکن یہ امیدوار ہون کہ تیرے شانون کو چومون آنکہین ملون ضحاک
ننگا ہوا وہ شانہ چومکے چل نکلا کچہ دیر نگذری کہ دو مار خونخوار وہان سے نمود ہوئے ضحاک گہبرایا اوسکو
ڈہونڈہا تو نپایا کئی دن کے بعد وہ علیہ اللعن بشکل انسان طبیب بنکے آیا غور تامل کرکے کہا یہ مرض لا دوا ہی اگر

اگر انکی عدد اوسکے واسطے آدمی کا بہیجا کوئی نہ بہیجے تجہے تسکین ملے اوس بہیرے نے قبول کیا دو آدمی روز قتل ہونے لگے
اور ضحاک کی ہیبت کا غلغلہ تمام ایران مین مچا آہیر وزیر امرا جمشید سے برگشتہ ہوکے ضحاک کے
پاس آئے جمشید سے لڑوایا برگشتہ ایام وہ ہو چکا تہا شکست ہوئی خود تو فرار ہوا ملک مال پر ضحاک کا
اختیار ہوا **فردوسی** جہان زیر فرمان ضحاک شد ز ہر نامہ نام جم پاک شد اون دنون گور نک
زابلستان کا بادشاہ تہا بیٹی اوسکی حسین مہ جبین شوخ و شنگ لعبت فرنگ غمزہ و عشوہ مین مشتاق
فن سپہگری مین بہی طاق شہرۂ آفاق تہی **فردوسی** بپا گیسو افگندہ تے زہ ناز غم از سینہ بردہ بعمر دراز
لب بادہ نوشش پری زادہ رو دہانش در افگندہ در بستہ شو دو لب پر ز خندہ دو رخ پر ز شرم
برفتار نیکو بہ گفتار گرم باین حسن و خوبی دم جنگ میدان داری کرتی پہلوانون کو عاجز کرتی
شاہان روزگار نامدار کو اوسکی تمنا تہی باپ اوسکا راضی نہوتا تہا اور عقد اوسکا اوسی کی پسند پر موقوف
تہا **فردوسی** مرا اوراز نے کابلی دایہ بود کہ افسون و نیرنگ را مایہ بود اوسنے کہا تہا کہ تیرے
طالع مین مین نے دیکہا ہی کہ تو جمشید کے عقد مین آئے گی اور لڑکا پیدا ہوگا آبرو پائے گی اس امید پر اور
اوسکے باپ کو انکار تہا جم کا امیدوار تہا اتفاقات زمانہ کہ جم جو بہاگا پریشان و سرگشتہ با جان سوگوار
و دل برشتہ وہان وارد ہوا موسم بہار تہا کوہ و دشت لالہ زار تہا شہر سے باہر گور نک کا باغ تہا کہ
رضوان کے دل مین اوسکا داغ تہا اوس روز شہزادی چند خواصین ہمراہ لیکر سیر کو آئی تہی جمشید
بہی در باغ پر آیا سیر کا قصد کیا شہزادی کے باعث نگاہبانون نے راہ نہ دی مجبور جم در باغ پر

باول پر واغ زیر درخت بیٹھہ رہا تا کہان کسی ضرورت کو ایک خواص خاص دروازے پر آئی اور جمشید پر انکہ پڑی
ہر چند کہ چہرۂ درخشان جم پر گرد صعوبت جمگئی تھی مگر نشان فر و شوکت رفتہ کچھ چہرے سے عیان تہا اوسنے
پوچھا صاحب تم کون ہو کہان سے آئے ہو کیا مصیبت پڑی جو ایسے از خود رفتہ گہبرائے ہو جم نے جواب دیا
کہ مرد گم کردہ راہ غریب الوطن خستہ و تباہ فلک درپی آزار مونس نہ غمگسار ایک عالم برگشتہ دشمن ہی یہان
تنہا ہر طرح کا رنج و محن ہی اگر صاحب خانہ سے تہوڑی شراب لادے تو مجہ دل کباب کو بند الم چہڑادے
خواص شاہزادی پاس بہ جو اس گئی یہ نقل بیان کی پہر کہا اگر حضور اوسکو ملاحظہ فرمائین تو اپنی شوکت و شان
بہول جائین شہزادی یہ کلمہ سنکے دروازے پر آئی اور جم سے آنکہ ملائی بمجرد نگاہ دل سے سرد آہ نکلی ہوش فرار ہو کر
عقل کو رخصت ملی جم سے کہا ای وطن آوارہ سرگشتہ دشت غربت مبتلای رنج و مصیبت باغ مین آ القصہ
جمشید کو لیجا کر مکان پر تکلف مین مسند شاہانہ پر بٹہایا جم کو کچہ رعب مکان کا خیال اوس کا فر فتنہ گر کا ہوا
نے تکلف جا بیٹہا اسکے حسن کا شہرہ سن چکا تہا بغور دیکہنے لگا گلابیان مع جو دہین شراب پلائی پہر دلمین
سوچی کہ یہ سب دیسے اسکے کہتے ہین کہ یہ کوئی تاجدار ہی گو گردش چرخ سے ذلیل و خوار ہی اور تصویر جمشید کی
دیکہ چکی تہی سمجہی کہ عجب نہین کہ یہ جم ہو اور مرقع طلب کیا اس عرصے مین باغ کی دیوار پر کبوتر کا جوڑا
باہم سرگرم اختلاط نظر پڑا اوسنے تیر کمان اوٹہا جم سے کہا جسکو تو بتادے انہین سے مین اوسکو گرادون
جمشید نے کہا مرد سامنے عورت کو پسند ستی روا نہین کسی نے ایسا کیا نہین سنکے شرما اور وہی آن ہاتہ سے کمان
رکہدی جمشید نے کمان اوٹہا کے شست کو برابر کیا پہر کہا جو اس کبوتری کو گرادون تو اس جلسے مین حسن

جس عورت کو چاہوں اپنے تصرف مین لاؤن یہ کہکے تیر جو بالا کبوتری چہد کر پڑی شاہزادی نے کہا تو مقرر جمشید ہی آدمی نے انکار کیا اور کہا و شاہنشاہ دوران مین غریب ناتوان مین کہان جم کہان یہ تیرا وہم بیجا غلط گمان ہی شہزادی نے پرچہ تصویر پیکر جم جسمین تحریر کیا تہا اوسکے ہاتہ مین دیا جم نے کہا یہ صنعت مصور ازل ہی اکثر ایسا دیکہا ہی کہ ایک کی صورت دوسرے سے ملجاتی ہی عقل دہوکا کہاتی ہی مگر اپنی شوکت اور سلطنت جو یاد آئی آنکہ ڈبڈبائی بہت ضبط کیا کہ راز کہل نجائے بہت مین خلل پڑے لیکن آنسو ٹپک کے نکل پڑے شہزادی نے رونے کا سبب پوچہا جم نے کہا **فردوسی** بدین پرنیان ز آن دلم شد دژم

که دیدم در و پیکر شاه جم	بیاد آمدم فر و فرهنگ او	بزرگی و دیهیم و اورنگ او
ز خوبی بد چرخ اندر شگفت	که مهر از چنین بادشه برگرفت	یکی زشت را کرد گیهان خدیو
که بر کتف مارست در چهره دیو	القصہ منت و سماجت حد زیادہ شہزادی کی جم کو خوف خدا آیا کہا دو	

چیزین خموشی کی ہین ایک یہ کہ دشمن نہ بروت مین ہمقدور دوسری از عورت سے کہنا عقل کے نزدیک دور ہی **فردوسی** دل آرای گفت ای شہ نیکدان نہ ہر زن دو دل باشد و دو زبان جب اوسنے قسمین کہائین اور موکد عہد و پیمان کیا تب جم نے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت اور اپنا قصہ بیان کیا **فردوسی**

نہان بر و جم راسو کاخ ماه	بشکوی زرین برآراست گاه	درآمد چو در عقد جمشید شاه
بران عقد شد بخت و دولت گواه	فکندید بر مهد از جامی خواب	بہار دل افروز شد در نقاب
شده راز پیدا و گنج نہان آشکار	سرا زدید گنج بهره نشست یار	چو جم سوی آن حور جنت سرشت

جہان غنچہ پیش رحمت خار فتنہ یا   بہ عیسیٰ م خویش شد ہم نفس   قلمرو شد و تنگنائی ہوس   قصیدہ
عجب آ فرو بشست   خدنگی چنان کہ تا پر نشست   اوسی روز حاملہ ہوئی باپ کے پاس آنا جانا کم کیا
جسم صحبت جدائی غلط غم کیا کونکہ کو معلوم ہوا کہ اوسنے شوہر کیا اور حاملہ ہے بہت آزردہ ہوا اور درشت
کلمے زبان پر لایا کہ میری آبرو کو خاک مین ملایا وہ ایہ بیزار فرہا وکش حاضر تہی اوسنے سب داستان بیان
کی زابلشاہ بہت مسرور ہوا ملال خاطر سے دور ہوا دل سے کہا گل بخلش خار اور گنج بے زحمت مار
ہاتہ آیا مگر یہ حسرت شادی جم کی دامادی کی تہی یہ غم ہوا کہ ضحاک اوسکا طلبگار ہے یہ ہمارے دام مین گرفتار ہی
قید کرکے لے چلو ملک اور مال اسکے بدلے لو جسدم یہ حال شہزادی کو معلوم ہوا کہ وہ الم دل پر گذرا رونے لگی
باپ سے کہا یہ قصد بیجا ہے حرکت ناسزا ہے ایسا بادشاہ گردش چرخ سے غریب الوطن گہر مین پناہ اوسکے
قتل کی تدبیر کرنا خوف خدا بشر کو ضرور ہے برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہے اگر سر اوسکا درکار ہے تو پہلے
میرا گلا کاٹ لے پہر تجہے اختیار ہے جسدم بیقراری بیٹی کی دیکھی اوسکو رحم آیا کہا جا اوسکی تسکین کر صبح کو
دیکھنے آ اونکا اپنی جان لڑا اونکا دم سحر بصد کر و فر زابلشاہ باغ مین آیا اوس سروسہی کوہستان سلطنت
کو دیکھکے پہولا سب قصہ بہولا کہا نخل امید بر سینہ بار لایا بہت اعزاز و احترام کرکے فردوسی بجم گفت
شہ کامی جہان شہریار   ازین بندہ چہ شد گمانی بدار   کہ با دختر خویش تا زندہ ام   پرستار تست او
من بندہ ام   ہرچند زابلشاہ نے جم کی تسلی و تشفی کی لیکن اوسکی وحشت کم نہوئی اکثر وزیر کشنے پوشیدہ
جم سے کہا کہ امیر وزیر بادشاہ سے کہتے ہین کہ اگر جم کو قید نکرو گے ضحاک سے جان نہ بچیگی ملک بستا ویران ہوگا

ہوگا بہت برا ساماں ہوگا یہ کلمہ سنکے وہ شل ہوئی کہ دیوانہ را ہوئے بس ست وحشت پاس تہی رفیق
ہراس تہی کسی سے کہا نہ سنا سر جنون خیز دہنا اور پوشیدہ چل نکلا لکہا ہی کہ وہ غزال رم خوردہ
دشت سلطنت آوارہ مملکت غریب دیار با دل خار خار اندوہگین چین بجبین چین کی طرف چلا
لشکر آلام ہمراہ نوبت نشان کے بدلے چہاتی پر دست ماتم کے نشان جلوس مین آہ و فغان
کراہ کراہ بے توشہ و زاد راہ نہ نقارہ نہ کوس پیادہ پا یکہ و تنہا وہ پہاڑ کے کالے کوس طی کر کے چین
مین داخل ہوا اجل جلالہ نیرنگ دنیای دون گردش چرخ واژون دیکہیے جمشید سا بادشاہ کہ تاج
جسکی شوکت و شان کی فخریہ مثال دیتے ہین اور جشن کی سند لیتے ہین اوسکا یہ حال ہو کہ پیادہ پائی
سے گام فرسائی محال ہو جب اس ہیأت کذائی سے شہر مین وارد ہوا وہان کے حاکم نے خوف
ضحاک سے پہلو تہی کیا رہنا وہان کا ناگوار ہوا مجبور ہند کا رستہ لیا مرگ استقبال کو آئی فلک شعبدہ پرداز نے
بے مہری کہائی کئی دن کے بعد تہکلکے ایک منار کے تلے لیٹا اور شکایت چرخ سفلہ پرور دون کی
کہ بخت برگشتہ واژون کا کرنے لگا فردوسی بچرخ آہ گفت کای خود پرست چنین با بدم کرد خواہی نشست
نزادے مرا کاشکی مادرم وگر زادے این نامدی بر سرم اسی گفتگو مین طالع خفتہ نے سلا دیا اوسطرف
سے ضحاک کا ایلچی مع فوج ظفر موج جمشید کی تلاش مین خاقان چین کے پاس جاتا تہا اسکے
سر پر پہونچا دیکہا کہ ایک شیر بیشہ شجاعت روبہ بازی فلک سے غافل خواب خرگوش مین بیہوش ہی
نزدیک آیا تو پہچانا اور صید مطلب کو بستہ دام قضا پایا بہت خوش ہو کے باندہ لیا فردوسی

بر اسپی نشاند جم را روان | دو پایش بزنجیر و بند گران | جهان نیست آرام جای کسی
مشو شاد ز ایوان دنیا بسی | نظر کن که چون بود جمشید شاه | که تاجش همی سود بر چرخ و ماه
جهان بند بر دست و پاش نهاد | بدست غلامان بسالش بداد | جسوقت جمشید کو طوق و زنجیر کرکے
ضحاک کے روبرو لائے تو ضحاک فردوسی | بدو گفت کو تاج کو تخت تو | چو برگشته از تو چنین بخت تو
کجات آن همه شادی و گیر و دار | کجات آن همه رسم و آیین کار | بدو گفت جمشید کای یاوه بس
به بیداد بینم ترا دست رس | چرا از من چنین روی تابرفت بخت | چه نازی تو باری باین تاج و تخت

غرضکہ بعد گفتگو ضحاک نے ظلم کا ڈھنگ نیا نکالا جم کو تختے مین باندھکے چیر ڈالا دفعتہ طالع بیدار برگشتہ ہوگئے جو سوا ایک رگڑے مین جسم دو پرکالا ہوگئے **فردوسی**

چرا دل نهد کس بهر جهان
که ناپایدارست و نا مهربان | منه دل برین گردش چرخ دون | که دون پرورست این خم سرنگون

جسدم خبر قتل جمشید مشہور ہوئی اور زابلستان مین آگاہ وہ مہجور ہوئی از سر تا پا آغشتہ بخون و خاک ہوئی تھوڑے دنون مین بہت سے رنج اوٹھا ہلاک ہوئی اور سچ ہی کہ اوسکے زخم کا کیا چارہ ہو جسکا ارۂ جفا فلک سے ہو پارہ ہو **فردوسی**

شب و روز بیخواب و خور زیستی | زمانه نبودی که نگریستی
سرانجام مر خویشتن را بزهر | بکشت از غم جفت و بیداد دهر | اور جمشید کی دو بہنین تھین شہرناز

اور ارنواز وہ ضحاک کے محل مین گئین اوسکی خدمت مین رہین **کیفیت نام** جمشید اسم اور لقب سے مرکب ہی جم تو نام ہی اور شید لقب ہی شید معنی شیر کے ہین اور شعاع شمس اصطلاح

اصطلاح اہل عرب ہی قیل من ذلک یقال نضور الشمس اور ابو حنیفہ دینوری کہ کہا رائمہ تاریخ سے ہی اوسنے لکہا ہی کہ جمشید نوح علیہ السلام کا پوتا ہی سلسلہ اسطرح سے ہوتا ہی ارفخشد بن سام بن نوح بعض کہتے ہین طہمورث کا بہائی ہی بعضون نے بہتیجا ہونے کی سند پونہچائی ہی ایک روایت مین سپہر صلبی طہمورث رقم ہی آیندہ اللہ اعلم ہی فارسیون کا یہ قول ہی کہ ہفت اقالیم سبعہ پر فرمانروا ہوا ہی جن وانس کو مسخر کیا ہی اور یزدان پاک سے دعا کی کہ موت اور مرض اور غم سے میری مملکت درہم وبرہم نہو تین سی برس تک دعا قبول رہی تمنا حصول رہی اور جہلای فارس کا گمان ہی کہ یہی سلیمان ہی مگر یہ قول سراسر غلط ہی گمان بیجا فقط ہی کسواسطے کہ اخیر سلطنت مین جمشید کافر ہوگیا وہان خدا فرماتا ہی وما کفر سلیمان دوسرے مورخین کا اتفاق ہی کہ کوئی دشمن سلیمان پر مسلط نہین ہوا یہان ضحاک نے جمشید کو چیر واڈالا اور بیت السلطنۃ جمشید والاشان سجستان تہا ایکبار فارس کو چلا راہ مین مکان بنوایا طول اوسکا کیا عرض کرون بارہ فرسنگ لکہا ہی آج تک چند ستون اوس بنا سے برپا ہین چہل منارہ نام ہی عجیب غریب کام ہی ایسا بادشاہ منتظم دوسرا نہین ہوا خلق کو چار طرح پر مثل اربع عناصر منقسم کیا تا خلل انتظام مین نہو تاکید تہی کہ ایک کی شرکت دوسرے کے کام مین نہو عالم اور ارباب قلم سپاہ اہل حشم اور اصحاب حرفت اور زراعت جو زمین کو جوتتے بوتے ہین یا اہل حرفہ جو پیشہ ور ہوتے ہین حکم تہا اہل علم کی توقیر اور تعظیم کرو خدمتگزاری اور تکریم کرو دوسرے

دبیر اہل قلم کہ صریر خامہ اونکا چہچہہ بلبل گلزار بلاغت کا ہی اور زبان کلک مشکبار منقار طوطی فصاحت
کی ہی دستور صائب تدبیر یعنی وزیر کا دستور یہ ہی کہ جس دم بہر تحریر قلم ہاتھ سے آشنا ہوا اور سطرہای
مسلسل سے دام عنبر فام صفحہ کاغذ پر کہچا اور بین السطور سے چشمہ آب بقا لہرایا جب بحر ظلمات
مداد مین قلم نے غوطہ کی دریا سے در نکال کے دکہایا اور زمین کی تہ سے قارون کا خزانہ اوبہر آیا
قطعہ چنانکہ تیغ شہنشہ اساس ملک نہد   زبان خامہ دستور کار دین سازد   دو توامند
حسام و قلم کہ خسرو عہد   بپشت گرمی این ہر دو گردن افرازد   اور مقدمہ جوانان جراریلان خنجر گذار
کا یہ ہی کہ زبان تیغ آبدار اونکی تفسیر آیت فتح و نصرت ہی اور چمک اونکی سنان جانستان اعدا
کی پاسبان دین و دولت ہی مرد میدان کارزار سر فروش جان نثار سرکشون کی گردن کے
واسطے حلقہای کمند کہتے ہین گرز کی ضرب کو جب ہاتھ کہولتے ہین دشمن کا دم بند کرتے ہین نظم اگر
سوی فلک بازو کشایند   ناوک خوشہ پروین بایند   چنان شمشیر کین از کف رانند   کہ
دریا از ہیبت کف بر آرند   اور مملکت کی آبادی زمین کی رونق زمینداروں سے ہی کہ یہ جا کر زمین
بستی کو چہوڑ کر اوجاڑون مین کنوئین کہودتے ہین نہرین بناتے ہین کہیت کے واسطے کہیت ہین پانی لاتے ہین کہ
مین بوتے ہین جوتین غلے کا انبار کرین سرکار کا روپیا طیار کرین انہین کے اعمال سے مال بڑہتا ہی
بہوک بہاگ جاتی ہی دال روٹی کی صورت نظر آتی ہی اگر وہ مشقت سے پہلو تہی کرین خزانے
کس طرح بہرین قحط ہو گرانی ہو مملکت کی ویرانی ہو بقول سعدی شیرازی سعدی کہ بش

گوش تواند کہ ہمہ عمر وی	نشنود آواز دف و چنگ و نی	دیدہ شکیبد ز تماشای باغ
بی گل و نسرین بسر آرد دماغ	ورنہ بود بالش آگندہ پر	خواب توان کرد حجر زیر سر
ورنہ بود دلبر ہمخوابہ پیش	دست توان کرد در آغوش خویش	این شکم بی ہنر پیچ پیچ
صبر ندارد کہ بسازد بہیچ	اور اہل حرفہ کو تکلیف نہو بلکہ انعام سے اور عطا سے محظوظ رکہو کہ	

زینت شہر مین اور صناع جو راضی ہونگے طبیعت لڑاینگے اختراع پردازی کرینگے نئی نئی چیزین
درست کرکے لاینگے اور چار انگوٹھیان مختلف کندہ کی تھین دم جنگ جو ہاتھ مین رکھتا اوسکا
یہ کندہ تھا آہستگی و مدارا یعنی شجاعت یہ نہین کہ قتل مین جلدی کرے مشہور ہی کہ جلدی کا
کام خراب ہوتا ہی ناحق حجاب ہوتا ہی دوسری مین عدل اور عمارت یعنی بے عدالت و
رعایت رعیت شہر آباد نہین ہوتا غربا کا دل شاد نہین ہوتا تیسری مین راستی اور شتاب
یعنی مدار سلطنت خبر پر ہی ہرکارہای خبر رسان ماجرای راست بے کم و کاست بجلدی تمام
پونہچائین جنسے وہ متعلق ہون امین ہون رشوت نکہائین اور ضرورت تو یہ ہی کہ سلطان
اولوالعزم یہ مقدمہ ذات خاص پر رکہے محوّل بغیر نکرے اسواسطے کہ آدمی نہین ملتا دوسرے
مسندین یہ لوگ جو کہتے ہین ہم ہین اوصاف آدمی ہین یہ نرے غلاف آدمی ہین اگر اسکا نفع
ضرر بیان کرون یہ قصہ رہجای نئی کہانی کی جلد ثانی ہوجای چوتھی مین سیاست اور
انصاف یعنی مظلوم کی داد ظالم سے لینا اور ظالم کو حکومت یا کسی چیز پر اجتبا نہ دینا

لکہا ہی کہ جب جمشید کی دعا بدرگاہ خدا قبول ہوئی تین سی برس تک زمانے کا طور ایک سا رہا
اس گرگٹ نے رنگ نہ بدلا نہ کوئی بوڑہا نہ بیمار ہوا نکوئی اجل رسیدہ گور کے کنارہ ہوا اور خزانہ کیسا گنج
بی زحمت و رنج جمع ہوئے تاج کج رکہا ایسا پہولا ٹوپی ٹیڑہی کرکے دعوی الوہیت کیا ایسا بندہ خدا
کو بہولا اپنی صورت کے بت ترشوا ملکون مین بہیجے کہ ہر ایک اونکو پوجے غرضکہ جسنے پرستش کی
دنیا مین مورد انعام ہوا جسنے سرتابی کی خانہ خرابی کی وہ جلایا گیا یا تہ صمصام ہوا دین ہاتہ سے دیا
عقبی مین راحت ملی آرام ہوا جب یہ ہنگامے مچے سہام آہ ستم رسیدگان سینہ چرخ کو تودے
کی طرح توڑ کے گوش حاملان عرش تک پہونچا تہا کہ روز معادنے شداد عاد کے نتیجے کو جم پر غالب کیا
شکست فاش ہوئی بہاگا کچہ دن کے بعد لوگ پکڑ لائے اوسنے مچہلی کی ہڈی سے اوس ناہی مراتب والے کو
چیر والا اور الاش پاش پاش ہوئی اور حافظ ابرو نے اپنی تاریخ مین لکہا ہی کہ مدتون بعد شکست سر گشتہ
دشت ادبار رہا پہر حوالی سجستان مین پوشیدہ ناچار رہا عورت کی اولاد ہوئی چنانچہ گرشاسف اوس نسل
اور رستم اوس اصل سے ہی بعضی تاریخ مین نظر سے گذرا کہ زوال سلطنت کو جب سو برس گذرے
اتنا ہی راہ مین ضحاک گمراہ نے جم کو درخت کے کول مین پایا نخل حیات قطع کیا ہزار برس کا سن تہا سات سو
سال سلطنت کے دن بعض کہتے ہین تین سی برس بادشاہی کی کل سات سی برس مین جان دی
اور وہب منبہ لکہتا ہی کہ ہود علیہ السلام اوسی زمانے مین قوم عاد کے نبی ہوے **جمشید کا قول**
ہی کہ اگر سعادت جلادت سے اور ریاست کیاست سے حاصل ہوتی تو ہر صاحب علم صاحب علم و کیاست ہوکے

ہوکے وارث سلطنت ہوتا زندگی بیکار نکھوتا اور روز ایک زور آور دستور مملکت ہو کر پا دن پہیلا کے سنوتا
اور نزول نوائب اور حدوث حوادث مین نہ نسب ظاہر کام آتا ہی نہ حسب فاخر بلا سے بچاتا ہی
بیت کہ چون پای دولت بلغزد ز جای — نہ مردی کند پای مردی نہ رای خلاصہ یہ کہ بیک
گردش چرخ دون فلک وارثون نہ جم کی رفعت و شوکت رہی نہ جام جہان نما کی عزت و وقعت
رہی جم پر خاک کور جگہی خشت زیر سر ہوا جام کاسہ گدیہ ہوکے دربدر ہوا **قول فردوسی**
بعد قتل جمشید ضحاک کے شعلہ ظلم نے تر و خشک سب جلایا از خاص تا عام کسی بشر نے اوسکے
شہر سے آرام نپایا ایک رات خواب غفلت مین ضحاک بد ذات کیا دیکھتا ہی کہ تین شخص پیدا ہوے
دو جوان ذی شان ایک کم سن اوسنے گرز اوسکے سر پر مارا اور پٹہ سے تسمہ کہینچکے باندہا پہر
کوہ دماوند کی طرف لے چلا ضحاک عالم رویا مین یہ ماجرا دیکہکے خوب رویا اور ایسی چیخ ماری
کہ ہر ایک پرستار نیند سے چونک پڑی دم سحر اوس ستمگر نے کاہن اور تعبیر دان اور ارکان سلطنت
جو دانشمند ذیشان تہے جمع کیے پہر خواب شب بیان کرکے تعبیر پوچھی جتنے زبردست کاہن تہے
وہ خواب سنکے حیرت سے اوسکا منہ تکتے تہے خوف کے باعث کچھ کہہ نسکتے تہے جب ضحاک نے
تعبیر پوچھنے مین کد سے مبالغہ کیا اوس زمرے سے ایک شخص جان جوکہون کرکے بول اوٹہا کہ
اس خواب کی تعبیر زوال مملکت انتقال سلطنت ہی فریدون نام شاہ ذی احترام آئیگا وہی گرز
لگائیگا اپنے باپ کے خون کا بدلا جب تک نلیگا اوسکو چین نہ پڑیگا راحت نملیگی نہ آرام پائیگا

فردوسی چو ضحاک بشنید بگشاد گوش ز تخت اندر افتاد و زو رفت ہوش نشان فریدون بگرد جہان
ہمی باز جست آشکار و نہان لکہا ہی کہ ضحاک نے کیانیون کے قتل پر کمر باندہی تہی جو ہاتہ آتا ذرہ دیر نہ
ہوتی گردن تہ شمشیر ہوتی ناگہان آبتین پدر فریدون **ف** ز طہمورث گرد بودش نژاد پدر بر پدر پادشاہ
با عدل و داد اوسکو تو ضحاک نے ہلاک کیا فریدون دودہ پینے کا تہا فرانک فریدون کی ما تہی وہ بیٹے
کو لیکے بہاگی ناگہان ایک مرغزار مین اوسکا گذار ہوا مالک مرغزار مرد با وقار نامدار تہا اوسکے پاس
وہ گای تہی جسکی دولتین کہای مگر پاس جا بی بسکہ دودہ کثرت سے دیتی تہی وہ مرد جلیل وقف ابن السبیل
کردیتا تہا اور فریدون کی ما کا بسبب غم شوہر و ایذای سفر دودہ خشک ہوگیا تہا اوس صحرا
مین دودہ جو ہاتہ آیا فریدون کو خوب پلایا صبح کو جب چلنے کا قصد کیا تو سوچی کہ اور جگہ دودہ کاہیکو
میسر آئیگا اسطرح کون پلوائیگا مگر اپنا رہنا خوف ضحاک سے مناسب نجانا چار و ناچار بمصلحت آمین بہی
کہ لڑکا بامید پرورش صاحب گاو کو سونپکے آپ کوہ البرز مین جا رہی تین برس فریدون نے
وہان پرورش پائی ہاتہ پاؤن مین تاب و طاقت خوب آئی ایک دن فرانک نے خواب مین
دیکہا کہ کوئی بزرگ کہتا ہی تو اپنے فرزند کو اسی پہاڑ پر لے آ فوراً فرانک صاحب گاو کے پاس
آئی پالنے کا شکر ادا کرکے دعا و ثنا زبان پر لائی اور فریدون کو وہان سے لیگئی اس زمانہ مین **فردوسی**
خبر شد بضحاک بد روزگار ازان گاو پرمایہ مرغزار بیامد ازان کینہ چون پیل مست مر ان
گاو پرمایہ را کرد پست اور کوہ البرز مین ایک بندہ خدا کش بکش اہل دنیا سے جدا صاف باطن

باطن ستودہ خصال مرد باکمال ہتا تہا فراک فریدون کو اوسکی خدمت مین لیگئی اوس
نظر کردہ یزدان دانای اسرار نہان نے فرمایا کہ کشندہ ضحاک جسے کاہن کہتے ہین وہ یہی ہی
اوسنے اپنی بحث آگے کہا ف پس انکہ بہ گفت آن مرد دین   شود این پسر شاہ روی زمین
جسدم وہ ہلال سپہر شہریاری دو ہفتہ ہوا ایک روز ماں سے اپنے باپ کی سرگذشت پوچھی کہ ضحاک
سفاک نے کس جرم پر اوسے قتل کیا اوسنے مشرح وہ قصہ پر غصہ بیان کیا فریدون کو بادۂ جرات سے
نشا سا ہوگیا کہا جب تک ضحاک ناپاک میرے ہاتھ سے مارا نجائیگا مجھکو صبر و قرار نہ آئیگا ماں اوسکی
مانع ہوئی نصیحت کرنے لگی وہان ضحاک فریدون کے خوف سے دن کو نہ کہاتا شب کو سوتا تہا مثل
شجر خزان رسیدہ فصل بہار مین خشک ہوتا تہا ایک روز بہیخواہان دولت ارکان سلطنت کو
جمع کرکے مشورہ کیا کہ گو دشمن چہوٹا ہی مگر خوف بڑا ہی لہذا عزم لشکر کشی ہی وہ ساز و سامان
جمع ہو کہ اس مہم سے خاطر پریشان جمع ہو بسکہ سفر دور و دراز ہی منظور سب سے صلح و
سازی ایک محضر میری عدالت اور انصاف کا لکھو فیاضی اور غریب نوازی میری اوسمین
تحریر کرو پہر اوسپر مہر خاص و عوام ہو مشہور ہو نیکی میرا نام ہو اوسکے خوف سے کسینے دم نمارا
اوسے لکہا قضای کار وہ روز تہا کہ کاوہ آہنگر کے بیٹے کے قتل کی باری تہی اور اصغر
اوسکا سنکے ساتہوین بیٹے کی طیاری تہی کہ دفعتہ کاوہ فریاد و زاری بیقراری کرتا ہوا پہنچا
فردوسی خروشید و زد دست بر سر ز شاہ   کہ ای شہ منم کاوہ دادخواہ   بہاران

دہی مغز فرزند من پس از نیکی و عدل گوئی سخن کاوہ کو یہ کہتے ہی ضحاک کو ایسا خوف چہایا
یہ دغدغہ دل مین آیا کہ اوسکے بیٹے کو چہوڑ دیا پہر اوس سے مخاطب ہو کہا مین تیرے فرزند کے قتل سے
درگذرا اب تو اس محضر پر اپنی مہر ثبت کر کاوہ نے محضر ہاتہ مین لیکر پارہ پارہ کیا بیٹے کو نکل چلنے
کا اشارہ کیا دکان پر آیا اپنے قوم کو بلایا اور چرم آہنگری یعنی وہ چمڑا جو کام کرنے کے وقت
کمر مین لپیٹتا تہا بانس مین باندہا نشان کیا بلوے کا سامان کیا **فردوسی** خروشان ہمیرفت نیزہ
بدست کہ ای نامداران یزدان پرست کسے کو ہوای فریدون کند سر از بند ضحاک
بیرون کند القصہ جم غفیر خلقت کثیر آ کاوہ خبک مستعد پرخاش اوسکے ہمراہ فریدون
کی تلاش مین شہر سے نکلے اور ضحاک سے خاک تدبیر نہو سکی اون لوگون نے بہت خاک
چہانی کو بکو جستجو کی بعد مدت فریدون سے ملاقات ہوئی فریدون ان سبکی اطاعت اور یاری
عنایت باری سمجہا اور وہ نشان جسپر چمڑا باندہا تہا علامت فتح آیت نصرت جان کر زر و جواہر
درخشندہ کرکے درفش کاویانی اوسکا نام رکہا اور یہ رسم کیانیون مین جاری ہوئی کہ جس
بادشاہ کی سلطنت کی باری ہوئی دیبا و مشجر زر و جواہر درفش پر بڑہانے سے کام رکہا
جب اہل اسلام کی فتح ہوئی غازیون کے حصے مین آیا ان صاحبون نے اسکا جواہر بڑہایا غرضکہ
کاوہ فریدون کو لیکے بعزم قتل ضحاک ناپاک کوہ و ہامون و جلہ و جیحون طی کرتا روانہ ہوا ایک روز
فریدون نے لوہار طلب کرکے مینڈھے کا چہرہ آہنی بنوایا اوسمین دستہ لگا کر گرز اوسکا نام کیا گرز

بزدلون کی سرکوبی کا سرانجام کیا ازبسکہ طبیعت کے زور سے نئی ضرب کا ایجاد ہوا اس حسن سے
سے فریدون بہت شاد ہوا حسب اتفاق ایک روز مزار خداپرستان مین اس لشکر قلیل کا
گذار ہوا جا ہی پرفضا جو نظر آئی وہین مقام کیا راہ کے کسل سے آرام کیا شب کو عین خواب مین
نظر توجہ سے کسی بزرگ نے فریدون کو دعا تباہی فرمایا اسکو اور کہنا رنج مین دل کو شاد
رکہنا گہڑی مین آڑے آئیگی تیر بلا کی سپر بنکے جان بچائیگی بعضون نے لکہا ہی
جن جن سے تاریخ کا چرچا ہی وہ کہتے ہین کوئی پری آکے افسونگری بتا گئی القصہ ہر روز
بفر و تمکین سفر دشت و قریہ مین گذر ہوتا تہا اور دو بہائی فریدون کے اوس سے سن مین زیادہ
ہمراہ تہے عزم سلطنت سے آگاہ تہے مرتبے مین دونون اس سے ذلیل تہے مگر یادگار
قابیل تہے اونکو آتش رشک و حسد نے جلایا فریدون کے قتل پر آمادہ کیا الا وقت کے
منتظر رہتے تہے کسی سے حال کچہ نہ کہتے تہے اتفاقا ایک روز فریدون کسل راہ سے
پہاڑ کے ڈانک مین سو گیا برادران گرگ خصال زبون افعال نے موقع پایا بڑا سا پتھر اون
سنگدلون نے فریدون کے اوپر لڑہکایا مگر یہ نہ سمجہے بیت اگر تیغ عالم بجنبد
زجای نہ برد رگ تا نخواہد خدای پتہر کی گہڑگہڑاہٹ سے لڑہکنے کی آہٹ سے فریدون کی
آنکہ کہلگئی سنگ گران کو اپنے اوپر آتے دیکہا وہی دعا پڑہی پتہر اوسی جا جمگیا آتا تہا یا تہمگیا
پروردگار کو اسطرح سبب بچاتے دیکہا فریدون پر کہلگیا کہ یہ عداوت پوشیدہ

بہائیون کی تہی ہر طرف دیکھا بہالا بات کوتا لا الغرض کا وہ سپہ سالار اوس نہنگ بحر شجاعت
کو کوہستان کی راہ سے بر سر دجلہ بغداد لایا ملاحون کو بلایا اونہون نے کشتی لانے سے
کنارہ کیا بیچارا یک شہر یار ستودہ اطوار کو غصے مین یہ لہر آئی کہ کر ہیبت کی بسم اللہ مجریہا و مرسیہا
زبان پر لایا مع گہوڑے دریا مین ڈالا آیا جو جو ہمراہ تہے لطمۂ غضب سلطانی سے آشنا تہے
آگاہ تہے سب نے زیر بند کاٹ کر باگ سنبہالی وہ گہوڑے صبا رفتار بحر زخار مین ڈالے پروردگار
مددگار طالع یار ہوا چشم زدن وہ بیڑا پار ہوا بیت المقدس مین آیا اسکی بنا ضحاک سے ہی
عجب شہر وسیع عالیشان روی زمین ہمسر آسمان بنایا تہا اور جو کچھ نقد و جنس زر و جواہر اوسکے
پاس تہا طلسم بنا کے اوسمین چھپایا تہا اور اوس مکان کے نگہبان دیو قوی ہیکل اژدر شعلہ فشان
تہے فریدون نے وہی دعا دم کر کے دم مین نام نشان سبکا مٹایا پہر تخت پر جلوس کیا
ماہ طلعتون سے کنار و بوس کیا محل کی زنڈیان طلب ہوئین شہرناز اور ارنواز بہی آئین
دعای ترقی دولت و حشمت زبان پر لائین کہ آیسے اژدہا پیکر کی قید سے ایکدم مین چھڑایا
اپنا رخ انور دکہایا فریدون تو بجای ضحاک تخت نشین ہوا کل بغداد زیر نگین ہوا ایک شخص
کندرو نام اوس طلسم کا مہتمم تہا دامن تار تار گریبان چاک سنہ ہاتہ آلودہ بخون و خاک
پیش ضحاک پہونچا اور کہا **فردوسی** سہ مرو سرافراز با لشکری بیامد دوان از در کشوری
ازان سہ یکی کہتر اندر میان ببالای سرو و بچہرہ کیان بیکی گرز دارد چو یک لخت کوہ همی

سپہ ماند اندر سپاہان گروہ	بیامد بر تخت کی بر نشست	ہمہ بند و نیرنگ تو کرد پست
ہر آنکس کہ بود اندر ایوان او	ز مردان و گردان و دیوان او	سر جملہ از تن فرو ریخت شان

ہمہ مغز با خون برآمیخت شان

ضحاک سمجھا پیام قضا پہنچا جان ہفت گئی ملک الموت آ پہنچا
اجل سے دوچار ہوا اتفاق سے نے صدای کوس رحلت دی مجبور سوار ہوا جسدم بیت المقدس مین آیا
لشکر نے رفاقت سے منہ پھرایا شب تاریک مین وہ بخت سیاہ مسلح ہو بقصد شبخون چلا کہ سوتے
مین کام کیجیے نصیب کو جگا لیجیے طالع کو آزمائیے فریدون کا کام تمام کیجیے محل کی دیوار پر چڑھ کے
دیکھا کہ مسند شاہی پر فریدون پر فر بخواب ناز ہے جلیس شاہزادی ارنواز ہے غیظ کی آگ مین جلکے
اوس سیاہ رو نے ایوان پر کمند پھینکی چڑھ آیا یہان طالع بیدار شاہ ذی اقتدار نے ہوشیار
کیا خبردار کیا بسان شہباز اجل اوس لٹیرے کے سر پہنچکے وہی گرز لگایا ہرچند اوس نے دم
دبائی مگر کاسہ سر سے اوس چغد کے صدای پاش پاش آئی دوسری ضرب کے عزم مین
غیب سے ندای حالا باش آئی کہ ابھی اسکی اجل موعود مین تاخیر ہے لازم اسکی تدبیر
ہی کہ قید کرکے پہاڑ کی طرف بھیجے تا بدترین عذاب سے سڑ سڑکے جان دے [illegible]
موافق خواب ضحاک اوسکی پیٹھ سے تسمہ کھینچکے باندھا اور کوہ دماوند کے غار مین اوسکے
نصیب واژون کی طرح اولٹا لٹکایا آپ نے دغدغہ غیر سلطنت کر لگا ستم رسیدون سے رنج و الم
دور ہوا اسکو راحت ملی ایک عالم نے دعای خیر دی جتنا ملک اور مال ضحاک کا تھا

اوس سے بہت زیادہ فریدون کے قبضہ تصرف مین آیا شہرون کو آباد کیا رعیت کو دل شاد کیا

یہان سے بیان شادی اور ملک تقسیم کے بعد نوبت خانہ بربادی باہم کی لڑائی

لکھا ہی کہ فریدون کے فرزند یہ جو تین تہے سلم اور تور اور ایرج لیکن ایرج جو سب سے چہوٹا تہا وہی بڑا لیاقتدار خوش اطوار شایان تخت سلطنت قابل ریاست و حکومت تہا ایک شخص صندل نام تہا فریدون نے اوس سے فرمایا کہ جس بادشاہ کے تین بیٹیان ہون اوسکو تلاش کر کہ انکی شادی ایکجا کرون صندل نے حسب ارشاد بڑے دردسر سے دریافت کیا کہ حاکم یمن سرو نام ہی اوسکے تین بیٹیان ہین ہر ایک شمشاد قامت لالہ رخسار گلفام ہی القصہ یمن مین جاکر اوسکو راضی کیا پہر فریدون نے یہ چال کہا شاہ والا جاہ نے بیٹونکو باساز و سامان و امرای کارگزار جانفشان وہان روانہ کیا اپنے جانے مین تخلل امورات سلطنت کا بہانہ کیا سلطان یمن نے بعد فراغ رسم شادی بہت سا مال اسباب نقد و جنس کنیزان حورپیکر غلامان زرین کمر جہیز مین دیکر اس بار سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل کی جب فریدون کے پاس پہنچے آئے اوسنے بہی کل مملکت فرزندون کو تقسیم کر دی روم و خاور زمین سلم پر مسلم رکہی توران کی سلطنت تور کو سپرد کی اور ایرج والاشان کو ایران دیا آپ خالق کی عبادت یزدان پرستی کو گوشہ تنہائی لیا رشک و حسد نے ہزارون فساد اوٹھائے ہین لاکھون گہر بنا کر بگاڑے ہین سلطنت کے نقشے مٹائے ہین بہت سے سر بے افسر و تاج ہوئے صدہا صاحب ایوان و محل گور گڑھے کو محتاج ہوئے سلم کو ایرج کی سلطنت پر رشک آیا حرص کی ہوا نے

بغض و عداوت کی آگ کو بھڑکایا تور کو خط لکھا باین مضمون کہ پدر پیر نے دم اخیر حق تلفی کی ایرج کو بہتر حاصل ملک دیا شہر ہای ویران پر خوف و خطر جگہ کا ہمکو تمکو حاکم کیا اوسکو وزرات شغل سیر و شکار ہی خطۂ ایران باغ و بہار ہی ہم ہر دم حیران پریشان رہتے ہین ہمسرون کے جور ستہے ہین روز معرکہ جنگ و جدال ہی گرم بازاری عرصہ قتال ہی ہر گھڑی خون کی ندے بہتی ہی خلق خدا ہمکو مفسد آزار دہ کہتی ہی جب قاصد مکتوب فساد اسلوب لیکے تور کے پاس پونہچا اور اوسنے ابتدا سے انتہا تک حرف حرف پڑہا باعث تنگ ظرفی باوہ نخوت آبل چلا چہوٹے بہائی کے قتل پر آمادہ ہوا جواب لکھا کہ پہلے پدر نامہربان کو اس حال سے مطلع کرو جو زمین ایران ہمین دین تو خیر نہین شعلہ شر آسمان تک پونہچا و سلم نے اوسی ایلچی کو فریدون کی خدمت مین روانہ کیا سن رسیدہ باپ کو ہدف آلام بنایا سہام ستم و جور کا نشانہ کیا مطلع ہونا

فریدون کا کید سلم و تور سے

جسدم فریدون بیہودہ عزم سے سلم و تور کے آگاہ ہوا انجام کار مد نظر کرنے سے سخت حال تباہ ہوا ایرج کو بلایا بدلداری سمجہایا کہ تشنہ خون تیرے دونون بہائی ہین آمادہ فساد و بیحیائی ہین صلاح وقت یہ ہی کہ تو ادنسے آشتی و نرمی کر در فتنہ و شر سے درگذر او رنامہ لکھکے ایرج کو دیا مضمون اوسکا یہ تہا کہ یہ تمہارا چہوٹا بہائی ہی تمکو بزرگ بجای پدر جانتا ہی بجز اطاعت اور تمہاری رضامندی کے نہ تمنای تخت ہی اسکو نہ خواہش تاج ہی تمہاری خوشنودی خاطر کا محتاج ہی

تمکو لازم ہی کہ مرآت سینہ زنگ حسد اور کینے سے صاف کرو اگر سہوا کوئی خطا سرزد ہوئی ہو الطاف
بزرگانہ مقتضی ہی کہ دست شفقت اسکے سر پر رکھکے تصور معاف کرو باپ کا دل محزون تمسے شاد ہو ایسا
نکرنا کہ ملک ویران ہو کے برباد ہو

جانا ایرج کا ترکستان مین اور مرکا آنا ایران مین

ایرج بامردم چند جسے چہڑی سواری کہتے ترکستان کی طرف چلا وہان وہ دونون مغرور
یعنی سلم و تور لشکر کو بعزم فتور فوج سے معمور کرتے تہے جب کہ ہرکارون نے عرض کی کہ ایرج محزون و
نامہ فریدون لیکے آتا ہی یہ دونون واسطے نامے کی پیشوائی کے لینے کو غریب دیار بہائی کے
مع فوج باجاہ و حشم باہم چلے تہوڑی دور سے اوس مسافر ملک عدم کو لے آئے اسباب ظاہر
تشفی کی خاطر داری کی دربردہ قتل کی تیاری کی فوج نے جو اوس جوان رعنا سہی قامت سرو بالا
کو دیکہا سبکا میلان اوس کم سن جوان کی طرف ہوا جب اس خبر وحشت اثر سے وہ بانی فتور
یعنی سلم و تور آگاہ ہوئے خوف سے سینے مین دل دہڑکا رشک کا شعلہ اور بہڑکا دوسرے روز
حیلے سے اوس نو خیز بوستان سلطنت کا سر قلم کرکے فریدون کے پاس بہیجدیا اور لکہا کہ
آج اسکو ملک کا مالک کیجیے یا تخت عاج دیجیے خواہ افسر تاج دیجیے جو ہونا تہا ہوچکا لکہا ہی کہ
جب سر اوس بیگناہ پسر کا مطیع فرمان پدر کا بوڑہے باپ کے روبرو آیا اوسنے اپنا حال عجب
بنایا تمام شہر کو سیاہ پوش کیا اپنا گریبان پہاڑا سر کو در و دیوار پر دے مارا اسکو رنج و غم نے
ہم آغوش کیا کئی روز تمام خلقت نے کچہ کہایا نہ پیا آہ و نالے سے عرش اعظم کو ہلا ہلا دیا آخر کار

آخرکار اوس نونہال بوستان سلطنت صاحب افسر کا سر ازتن جدا بعد کریہ بکا باغ مین دفن کردیا
مگر فریدون کی نظرین زمانہ سیاہ خلش خار الم سے غنچۂ دل پژمردہ بہت حال تباہ پنجہ غم گریبان کے بدلے
سینہ چاک کرنے مین مشغول ہوا اور تاج پٹکنے کے عوض سر پٹکنا معمول ہوا روز و شب فکر انتقام
خون دلبند تہی ایسی زیست سے مرگ پسند تہی ایک روز بہجت افروز معلوم ہوا کہ مخدرات عصمت ایرج
مین ایک گلفام ماہ آفرید نام اوس بدر کامل سے حاملہ ہی یہ مژدہ فرحت افزا سنکے فریدون
اس مرتبہ مسرور ہوا کہ حزن و ملال بالکل اوسکے نزدیک سے دور ہوا ہر سحر پروردگار سے یہ دعا تہی
ہر شام خالق لیل و نہار سے یہ التجا تہی کہ وہ بلند اختر پیدا ہو جو ایرج کے قاتلون کو ناپید کرے
اتفاقات زمانہ جب وضع حمل ہوا تو لڑکی پیدا ہوئی دادا نے یہ امر خدا داد سمجھکر اوس حور وش کا پیچہر
نام رکھا پرورش سے کام رکھا حد بلوغ کو جو پونہچی پشنگ سے نامزد ہوئی چند مدت مین وہ
نخل نوخیز گلستان شہریاری بارمراد لائی لڑکا پیدا ہونے کی باری آئی فریدون نے جو اوسکو گود مین
لیا مشابہ کیسا بعینہ ایرج نظر آیا منوچہر اوسکا نام ہوا دل کو اب چین آیا جی کو آرام ہوا
ہر دم اوسکے دیکہنے بہالنے سے کام تہا ہر ساعت پرورش مین اہتمام تہا صاحب نصیبونکے
زبردست مقسوم ہوتے ہین لڑکے کے پاؤن پالنے مین پالنے والون کو معلوم ہوتے ہین ہنوز سن تمیز
کو نہ پونہچا تہا کہ علم و ہنر کسب و فن سپہ گری مین کامل ہوا زور خداداد سے پہلوانون مین شامل ہوا
فریدون نے سریر سلطنت پر اوسکو جلوہ افروز فرما کے انتقام ایرج پر عازم کیا سلم و تور کا قتل اوسپر لازم کیا

یہ خبر وحشت اثر سلم و تور کو پہونچی کہ عنایت منتقم حقیقی سے خون ایرج کا انتقام لینے والا پیدا ہوا ہی
صاحب حسن و جمال آہو چشم ہنر بر خصال ایسا ہی کہ فوج و رعیت کا دل اوسپر شیدا ہوا ہی وہ دن
قریب ہی کہ با لشکر جرار و فوج بیشمار اسطرف آئے تیرہ بختی کی شام غم انجام ہمکو دکہائے غرضکہ
بعد مشورہ و گفتگو وہ غدار مکار حیلہ جو یہ فریب سوچے کہ ایلچی چرب زبان لسان با تحفہای تحف
فراوان اور بہت سا نقد و جنس گہوڑے ہمسر صرصر ہاتہی کوہ پیکر بطریق ہدیہ دیکر روانہ کیے
اور عرضداشت فریدون کو لکہی کہ وسوسہ شیطانی اور حرص جاہ نے ہمین دنیا مین روسیاہ رسوا و
خراب کیا عقبی مین پیش داور سوز و رنج و عذاب کیا امید عاطفت شاہانہ الطاف خسروانہ سے
یہی کہ شاہنشاہ قصور ہمارا معاف کرے دل صفا منزل سے صاف کرے اور منوچہر کہ یادگار
ایرج نامور ہمارا لخت جگر نور بصر ہی اوسکو ایدہر روانہ فرمائے کہ ہم شرط خدمت بجا لائین تخت و تاج
اوسکو دیکے انکہون مین بٹہائین بدنامی ہماری دور ہو جائے جسدم فریدون کے روبرو وہ اسباب و مال
آیا خون ایرج نے جوش کہایا غیظ بمرتبہ کمال آیا ایلچیون سے یہ کلمہ فرمایا **فردوسی**

سر بی بہار استانم بہا — نہ از تخم آدم سرشتم اژدہا — درختی کہ از کین ایرج برست
بخون برگ و بارش بخون شستہ ایم — کنون زان درختی کہ دشمن بکند — برومند شاخی برآید بلند
بیاید کنون چون ہژبر دمان — بکین پدر تنگ بستہ میان — پدر تا بود زندہ در پیش سر
ازین کین نخواہد گشادن کمر — قاصد بے حصول مطلب مایوس پہر سلم و تور سے مفصل حال کہا وہ

وہ بیچیا لشکر روان مثل جیحون مور و ملخ سے کثرت مین افزون ہمراہ لیکے روانہ ہو جسدم قریب
پونہچے فریدون جگرخون کو اطلاع ہوی اور منوچہر کو خبر پونہچی اوس جہاز نے پیچ و تاب کہایا
حرف رخصت زبان پر لایا فریدون نے جوانان تہمتن پہلوانان لشکرشکن ہمراہ کرکے خدا

کو سونپا **فردوسی**	دلیران یکایک چو شیر ژیان	ہمہ بستہ بر کین ایرج میان
بہ پیش اندرون کاویانی درفش	بچنگ اندرون تیغہای بنفش	زدہ برکشیدند یکسر سپاہ
منوچہر چون سرو در قلبگاہ	سپہدار قارن بہار زچو سام	سپہ تیغہا برکشید از نیام

طرفین سے مقابلہ ہوا اوس روز تو گفتگو زبانی رہی تا شام نوبت بگرز و خنجر و سام نہ آئی دوسرے
دن جسوقت سلطان خاور بالباس گلنار نیزہ شعاعی در دست تخت زنگاری پر جلوہ گر ہوا نقیب
دونون طرف سے نکلے کرگیتون نے گرز کا شروع کیا جانبین سے لشکر آمادہ شور و شر ہوا **فردوسی**

بیابان چو دریای خون شد درست	تو گفتی زروی زمین لالہ رست	چنان شد ز بس کشتگان روی دشت
کہ پویندہ را راہ دشوار گشت	سپاہ توران کو ہزیمت ہوئی تور نے شبخون کی تجویز کی مگر جسطرف سے	

آیا اسکو ہوشیار پایا بازگشت کی راہ لی لڑائی ہونے لگی منوچہر نے جستی تمام نیزہ تور پہ لگایا
خنجر ہاتھ سے اوسکے چھٹکے زمین پر آیا اوسی گرم جوشی مین ہاتھ کو کمربند مین ڈالکر اوس بدافعال کو
گھوڑے سے اوٹھا سر سے بلند کیا زمین پر پٹک دیا وہ سر پر غرور جو ہوای خودسری سے بہرا تہا تاج
شاہی جسپر کج دہرا تہا جسم ناہموار کاٹا خنجر جو اوسکے خون کا پیاسا تہا اوسنے لہو چاٹا اجل کو فرق کے

کہلانے کو جنگل میں جسم بچا کا بہیجا اور دادا کی نذر کے واسطے سر چچا کا بہیجا جب تور نے جان دی
سلم تاب جنگ لایا بہاگکے قلعے میں پناہ لی منوچہر نے اوسکے قتل سے منہ نہ پہیرا مشعل خطر پر لگا قلعے کو گہیرا
کا کو پہلوان ٹہی شوکت و شان سے غرق دریای آہن میدان میں آ کے للکارا ایرج نوجوان نے اوسکو بہی
ما سلم غافل اس سے کہ لو کنتم فی بروج مشیدۃ قلعے سے باہر آیا دفعۃً طعمۂ شہباز اجل ہوا اور منوچہر
کا کل مملکت میں عمل ہوا پہر وہان سے با فتح و ظفر مع فوج و لشکر فردوسی چو آمد بنزدیک شاہ
سپاہ فریدون آمد پیادہ براہ منوچہر بہی گہوڑے سے کود کر شرط قدمبوس بجالایا فریدون نے
مثل جان ہمین لیا چہاتی سے لگایا برابر تخت پر بٹہایا تہوڑے دنون کے بعد فریدون کو پیام اجل آیا ہوش و
حواس میں خلل آیا منوچہر کو سام و نریمان کے سپرد کیا اور یہ کہا فردوسی سپردم ہما این نبیرہ بتو کہ من
رفتنی گشتم ای نیکخو بدست خودش تاج بر سر نہاد بسی پند و اندرزہا کرد یاد فریدون بشد نام زو ماندہ باز
برآمد برین روزگار دراز منوچہر نے بعد فریدون کے دہوم دہام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد
دی خلق خدا کو آسایش ہوئی کوئی شخص محتاج نرہا بجز یزدان پرستی کسی مذہب و ملت کا رواج نہ رہا

یہ قول فردوسی و مضمون شمشیر خانی سے لیا تہا یہا اور مورخون کے قول کو تحریر کیا نام اونکا لکہدیا

مورخان حکایات کہن و مہران صاحب سخن سے لکہتے ہیں کہ ضحاک جمشید کا بہانجا تہا اور ایک فرقے نے
یہ فرق نکالا ہی کہ اولاد سیامک سے ہی اور مجوس جتنی پشت اسکی کیومرث تک پہنچاتے ہیں اور

اور عجم دہ آک کہتے ہین آک بمعنی آفت و عیب دس عیب اوسمین بتاتے ہین کریہ منظر قامت یعنی قصر
قامت حیا نخوت کا زور شور احمق اور پرخور ظالم بدزبان جلدباز نامرد نطفہ شیطان عرب
نے دہ آک کو معرب کر کے ضحاک کہا اور اوسکے باپ کا نام عرب نے علوان عجم والون
نے مرداس لکھا ابتدا مین ضحاک سحر سیکھتا تھا مرداس مرد خدا پرست تھا مانع ہوا اوسنے
یہ حال اپنے استاد سے کہا وہ شاگرد ہاروت ماروت باد نخوت سے مست قتل پدر پر اوس سادہ کو
اوسنے آمادہ کیا القصہ وہ پدرکش باپ کو مار کے تخت نشین سالک اسفل السافلین ہوا اساس ظلم
و جور برپا کیا رعیت اور سپاہ کے ساتھ کیا کیا سات سو برس کہ اوس عمر مین کوئی دقیقہ بدعت اور
عیب آزاری کا اوٹھہ نرہا آخر کارسے آنچہ در وقت سحر با مظلوم کند   بخدا گر بخنجر مسموم کند
تاریخ طبری مین لکھا ہی کہ بسبب اختلاط شیطان شانون پر سانپ نکلے اور مغز انسان اونکی دوا
تجویز ہوئی پہلے تو قیدیون نے زندان جسم سے رہائی پائی پہر اہل شہر کی باری آئی خونسالار
ایک آدمی کو بہگا دیتے بکری کا بہیجا اوسکے بدلے ملا دیتے غرض کہ کاوہ آہنگر اصفہانی کے دو بیٹے
قتل ہوئے اوسنے در دکان بدگرا بے قنقہ کہولا اور اصفہانیون کو کہ جرات دلائی کہتے ہین اپنا شمر
کیا پہر بانس مین چمڑا باندہ کے نشان بنایا پہلے داروغہ اصفہان کو مارا خزانہ اور اسلحہ اوسکا اوسکے
ہاتھ آیا جوانان جرار کو جہانڈارو بیا اور سامان حرب سبکو بانٹا پہر اسوا سپر لشکر کشی کی وہان گیا گماشتہ
کی ضحاک کا گماشتہ تھا اوسکو مارا عراق اور فارس کے ملکون مین عمل کیا اپنا دخل کیا

اس عرصے مین جب ضحاک کی فوج لڑنے کو آتی کاوہ سے شکست ہوجاتی جن دنون ضحاک طبرستان مین تہا
کاوہ رَی مین آیا اور تجویز کیا کہ کوئی شخص کیانیون مین سے اگر ہاتہ آئے مقدمہ ہمارا روبراہ ہوجائے اوسکو
تخت پر بٹہا کر حاکم بناکر ضحاک کو ذلیل وخوار گرفتار کیجیے یہ سنکے سالکان ری نے کہا اولاد جمشید سے فریدون
نام بخوف ضحاک اور بیسامانی کے باعث پوشیدہ ہی یہ خبر دریافت کرکے کاوہ بشاش ہوا سرگرم تلاش
ہوا فریدون سے ملاقات ہوئی سب نے بیعت کی ضحاک کو مطابق تحریر اول قید کرکے کوہ دماوند مین
لٹکا دیا سب کہٹکا مٹادیا اور اوس دن کا نام فریدون نے مہرجان رکہا اور مروج الذہب مین لکہا ہی
کہ کوڑے لگانے دار پر کہینچنا ایجاد اوس ستمگر ضحاک کا ہی ہزار برس زمانہ رہا اور جناب جلیل الرحمن
اوسی نطفہ شیطان کے زمانے مین مبعوث ہوئے **فریدون کا حال** اور فریدون کو بالاتفاق
ائمہ اخبار نے جمشید کا پوتا لکہا ہی کہ صاحب جود ومی شوکت وصولت مالک جاہ وحشمت تہا ضبط
سیاست کا کمال عقل وکیاست کا جمال جمع رکہتا تہا اوسکے عہد مین عدل واحسان نے خوب رواج
پایا اوسنے بہی خاطرخواہ رعیت سے محصول اور گردنکشان دہر سے خراج پایا **نظم** فریدون فرخ فرشتہ نبود

ز مشک وز عنبر سرشتہ نبود
بداد ودہش یافت ان نیکوئی
تو داد ودہش کن فریدون توئی

جب ضحاک کو قید کرکے سریر سلطنت پر جلوہ فرما ہوا تو کاوہ اصفہانی کو سپہ سالار کرکے روم مین بہیجا
اور کرشاسف جد رستم کو ترکستان کاوہ تیس برس پہرا جس ملک کو گہیرا جب تک عمل نکیا منہ نہ پہیرا
اور جس ملک سے لڑا فتح پائی اس کارگزاری سے حکومت عراق واصفہان تا حد آذربایجان ملی تا آئی وس

دس سال بفر و اقبال خوب نیکنامی سے حکومت کی پہر سرای فانی سے کوچ کیا دار البقا کی راہ لی
فریدون کو نہایت الم ہوا اعیان ملک شرفای قوم سپاہ کے سرداروں کو ہمراہ لیکے صاحب ماتم ہوا
نوکر ایسا چاہیے کہ جب وہ مر جاے خاوند عزیزوں سے زیادہ ماتم کرے پہر سب مال و اسباب اوسکے
وارثون کو دیا مگر وہ درفش کاویانی فتح و نصرت کی نشانی سمجہکے آپ منگوالیا زر و جواہر بہت سا
اوسپر نصب کیا اور یہی رسم کیانیون مین جاری ہوئی کہ جسکی سلطنت کی باری آئی وہ سامان نشان
بڑہاتا گیا جب قادسیہ کی فتح ہوئی اہل اسلام کے ہاتہ آیا مسلمانون نے اوسکا جواہر اور اسباب بڑہایا
غازیون کے حصے مین آیا پہر فریدون نے قارن اور قباد پسران کاوہ کو پاس بلا کے مقرب بارگاہ بنایا
ابن المقفع کہ راوی اخبار ملوک عجم ہی تحریر اوسکی بیش و کم ہی لکہتا ہی کہ پچاس برس بعد ضحاک فریدون نے
سلطنت جب کی تو ضحاک کی بیٹی سے اوسوقت عقد کیا دو برس مین سلم و تور اوس سے پیدا ہوے
مگر جتنی بری خصلتین ضحاک مین تہین سلم و تور نے پائین نانا کی میراث سے ہاتہ آئین اور
ایران دخت کہ مخدرات عظمای فارس سے تہی اوس سے ایرج پیدا ہوا اوسکی وہ کیفیت ہے کہ ایک جہان
اسکا شیدا ہوا **مقدمہ** لکہا ہی کہ جب ضحاک کی ذلت و خواری یعنی گرفتاری سے فریدون کو جمعیت ملی
کاوہ اصفہانی کو روم کر شاسف اور نریمان کو ترکستان کی مہم پر بہیجا جیسا قبل تحریر ہو چکا اور قارن
بن کاوہ کو چین وہان ایک بڑا زبردست پہلوان نام فیل دندان تہا اوسکا کان پکڑ کے قارن
حضور شاہ لایا اور نریمان نے مازندران سے کروش شاہ کو کہ دم نخوت و عصیان بہرتا تہا در دولت دکہایا

پھر ہندوستان مین آکے راے ہندوان کی بیٹی کو بھر کیف ام کیا روم مین جاکے بت پرستون کا
کھانا پانی حرام کیا پھر حصار سکاوند کو تہ وبالا کیا ایک روز عالم خواب مین دشمنون نے موقع پاکے اوسپر ہاتھ
اوٹھاکے ایسا سر پر مارا کہ پھر نیند سے نہ چونکا اور مہراج شاہ نے فریدون سے مدد چاہی سام کو ہمراہ کیا اوسوقت
ملک بیٹیون کو بانٹنا فوج کو چھانٹنا اور ماجرای قتل ایرج مین اتفاق ہی اس سے مگر لکھا منوچہر

کاحال روضۃ الاحباب اور مروج الذہب مین لکھا ہی کہ منوچہر پسر صلبی ایرج بطن ماہ آفرید سے ہی
یہ جب بلوغ کو پونہچا تو کوئی علم وہنر ایسا نتہا کہ جسمین یہ کامل نتہا اور عدل وداد وعطا وایثار مین
فریدون سے بھی چل نکلا سران سپاہ اعیان مملکت ترتیجی اوسپر جان نثار تھے اوسکے پیچھے
اپنا خون بہانے کو ہر بہانے سے طیار تھے اوسوقت منوچہر نے فوج کا جائزہ لیا طیاری کا حکم دیا یہ خبر سلم و تور کو پہنچی
خوف سے پریشان اپنی حرکت بیجا سے منفعل سر در گریبان ہو مصلحت اسی مین دیکھی کہ بہت ساز و جواہر
اور ایلچیان طرار سخنور بھیجے کہ زبانی تقریر مین کام نکالین لڑائی کا انجام شکست ہی اوسکی طرح نہ ڈالین القصہ
رسولان سخن سنج جواہر اور گنج لیکے منوچہر کے پاس پہنچے اوسنے حکم دیا کہ دم سحر بصد کر و فر بکار آ(?)
صحرای وسیع در پہ بہار دشت لالہ زار مین ہو صبح کو فریدون والاجاہ منوچہر نکلا رونق افروز ہو چار ہزار
غلام ترک قبچاقی با شمشیر ہای جوہر دار قبضے مطلا زرنگار مرصع پوشش وشن بار وشش گرداگرد
چشم وگوش بجا اور استادہ ہر کھڑے آمد ورفت کی راہ بند دست قبضہ تلوارین لیے تو اور سر راہ تمام سپاہ
صف دو رویہ باندھے خود مغفر سر پر زرہ جوشن در بر بیت تو گفتی اختران لشکر کشیدند زماہی

زماہی تا بہ صف برکشیدند جسدم یہ سامان درست ہوا قاصدون کو طلب کیا فوج ظفر موج کو
دیکھکے ایلچیون کے ہوش و حواس گئے بید کی طرح کانپنے لگے دم چڑھگیا ہانپنے بہزار دقت و دکت
سلم و تور کا پیام عرض کیا فریدون نے فرمایا اونسے وہ برا کام ہوا کہ بعد مرگ بہی نہ بہولیگا اور تخم
فساد اونہون نے جو بویا ہی قریب اوسکا گل بہولیگا اور منوچہر کا جو اونکو اشتیاق ہی اسکو
بہی بیان نہ ہنا شاق ہی تمہارے بعد روانہ ہوگا یہ کہکے خلعتہای فاخرہ زر و جواہر اونکی لیاقت
سے زیادہ مرحمت کرکے رخصت کیا ایلچیون نے وہان پہونچکے منوچہر کا جاہ و حشم فوج جرار
ہزار در ہزار کا خم و چیم اس طرح بیان کیا کہ سلم و تور کا جی چہوٹگیا امید کا سلسلہ ٹوٹگیا
مجبور ناچار پیادہ و سوار جمع کرکے اجل کے منہ مین چلے اسطرف شاہزادہ منوچہر نے نظم

بفرمود تا قارن رزم خواہ — بدشت اندر آرد بہر سو سپاہ — سراپردہ و فرش بیرون برند
درفش ہمایون بہامون برند — بحکم شہنشاہ گردون شکوہ — بجوشید لشکر چو دریا و کوہ

جب لشکرون مین مسافت کم رہی صف کارزار آراستہ ہونے لگی دلاورون نے شمشیر گرز و خنجر کو دیکہا بہالا
کمانین چڑہائین ترکش سے تیر کہینچے نیزون کو سنبہالا عرصۂ جنگ مین قدم نکالا نامرد بہاگنے کی راہ
سوچنے لگے گہبرا کر منہ نوچنے لگے دلاوران نبرد آزما بہادران خشمگین نبرد آسا گرز و سنان
شمشیر و خنجر جان ستان لیکے غت پٹ ہوگئے تلوار سے لہو ایسے جیسے باران ابر سے برسنے لگا
کشتون کے دشت مین پشتے ہوگئے صفحۂ صحرا کا یہ حال ہوا کہ تنفس کو گذر محال ہوا اسقدر ستون سے

مردان مبارزت کی اور اجساد سے سواران دلاور کے ہاتھون اور گردون کو حکم تساوی تھا تھوڑی دیر مین لشکر
سلم و تور پایمال فتنہ و فتور ہوا یہ دونون معرکے سے فرار ہو کر سرگشتہ وادی ادبار ہوے مگر قباد اور قارن نے
تعاقب کر کے حدود بلاد شرقی مین پایا پھر لڑائی ہونے لگی سر و تن کی جدائی ہونے لگی منوچہر بنفس نفیس مانند
شیر ژیان و ببر دمان کے حملہ کرتا تھا روح سے پیکر خالی کر کے دشت لاشون سے بھرتا تھا القصہ
مطلع فلق سے مقطع شفق تک دار و گیر کی صدا بلند رہی جسوقت پیر فلک نے سلم و تور کے ماتم مین
چادر سیاہ شبرنگ اوڑھی روشنی خورشید ہی سے بچے ہوے لشکر سلم و تور مجبور لاشون مین چھپے بامید
صبح ستارہ شماری اور درد جراحت سے گریہ وزاری کرنے لگے نظم

ز ہر سو نالہ میکردند و فریاد	ہمہ شب خستگان تیغ بیداد
کہ ای شب گر نہ روز رستخیزی	چرا آخر سبکتر بر نخیزی

دوسرے روز سفینۂ صبح لجۂ تیرگی شب سے ساحل افق پر آیا چھپی ہوئی سپاہ نے عذر خواہ ہو حلقۂ اطاعت
منوچہر کان مین ڈالا سر بلای اجل کو ٹالا تور نے چاہا کہ عذر مجہول باتین نامعقول پیش کر کے
کبر سن اور قرابت قریبہ کے وسیلے سے پھر عذر و مکر مین پناہ لے عین گفتگو مین ضرب تیغ منوچہر جنگجو سے
تور کا سر مغرور جسم سے دور ہو کے گھوڑے کے پاؤن کے پاس آیا اور قارن رزم زن نے
سلم کو حلقۂ کمند مین پھنسایا غلغلہ فتح و ظفر گوش چرخ اخضر تک پونہچا غازیان نصرت نصیب
پہلوانان مہیب نے مال و اسباب اتنا پایا کہ اوٹھ نسکا ہزارہا اطفال خرد سال رنڈیان پری تمثال
لوگون کے ہاتھ آئین بعد فتح عظیم اور قتل غنیم منوچہر بصد کر و فر فریدون کے پاس آیا

مطلب دلی برایا خلق خدا کے ساتہ با عدل و احسان زندگی بسر کی اور شب عشرت پری طلعتون مین سحر کی

اور بعض تواریخ مین نظر سے یہ گذرا کہ جب ایرج قتل ہوا تو فراق نور چشم مین نور چشم فریدون نے نذر

گریہ کیا گوشہ تنہائی مین بیٹہہ رہا وہ جو ایرج کی حرم حاملہ تہی خوف سے بہاگ کے ایک پہاڑ پر پوہنچی اور اس

کوہ کو مانوشان اور انوشہران سب کہتے تہے جب لڑکا پیدا ہوا تو اوسکو بہی مانوش اور مانوچہر کہنے لگے

کثرت استعمال سے مانوچہر منوچہر ہو اجب وہ سن تمیز کو پونہچا تین سی تیس ہر دمیدان نبرد

پہلوانی مین یکتا فرد منوچہر ہمراہ لیکر سلم و تور پر شبیخون آیا دونون کو گرفتار کر کے قتل کیا باپ کا بدلا

لیا اسکے بعد فریدون کی خدمت مین حاضر ہوا باعث ضعیف بصری پوچہا تو کون ہی اوسنے جواب دیا

ایرج کا پور قاتل سلم و تور فریدون نے فرمایا اگر تو سچا ہی دست راست میری آنکہ پر لگا مجہے

ضیای چشم ہو تو مالک جاہ و حشم ہو منوچہر نے ہاتہ رکہا پردہ ہی تو تہا فوراً پروردگار بینائی عطا فرمائی ہر چیز

یں و نہار نظر آئی ذکر پہلوان سام کا اور پیدا ہونا زال سیمن فام

کا کراہیت کرنا کوہ البرز پر چہوڑنا پرورش سیمرغ کی سام

بعد نریمان صاحب صمصام ہوا اوسکو پروردگار نے فرزند عطا کیا بہت صاحب حسن و جمال مگر تمام جسم

مین سفید بال سام اوسکو دیکہکے الام مین گہرا فردوسی ہمہ موی اندام او ہسپجو فار قد چشم

راست چون سرخ چون بہار . الغرض نام اوسکا زال ہوا لوگون کے نزدیک بد فال ہوا سب نے

بدمین جو کہا سام نے کوہ البرز پر اوسکو رکہوا دیا وہان سیمرغ رہتا تہا اوسنے لڑکا تنہا پڑا

جو پایا پرورش کنندۂ عالم نے محبت اوسکی دل مین پیدا کی اوٹھا لایا آپنے بچون کے پاس رکھا پالنے لگا
بچون کو بھی ہمصحبتی سے رغبت ہوگئی تھوڑے دنون مین بہت محبت ہوگئی قدرت کے کارخانے عجیب و
غریب ہین جسکو وہ پالتا ہی تو دشمن کے دل مین دوستی ڈالتا ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
آزر کے گھر سے سر نکالا موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو فرعون نے پالا **فردوسی** خداوند مہر
سیمرغ داد نکرد او بخوردن ازان خوردہ یاد جب زال جوان ہوا اودھر کو گذر کاروان ہوا وہ اوسکو لیچلے
اوسی شب سام نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہی تو نے اپنے فرزند کے سفید بال دیکھکے نفرت کی
اپنی داڑھی کی خبر نہ لی یہ چونکا آنکھین ملتا کوہ البرز پر گیا نالہ وزاری بیقراری کرنے لگا چارہ ساز
درماندگان نے اوسکے حال پر رحم فرمایا سیمرغ قریب آیا زال کا حال سب کہدیا یعنی
سوداگرون کے لیجانے کا حال سنکے سیمرغ کی منت کرنے لگا القصہ سیمرغ نے خود کاروانیون سے
زال کو لاکے سام کے سپرد کیا اور کچہ اپنے پر دیے کہ عند الضرورۃ انکو آگ پر رکھنا مین آونگا
شریک رنج وراحت ہونگا سام فرزند خوش انجام کو ساتھ لیکے شہر کی طرف روانہ ہوا قریب
جب آیا خبردارون نے یہ سانحہ منوچہر کو سنایا تو وزیر کو حکم ہوا کہ مع نوبت ونشان سب پہلوان
جائین سام کا استقبال کرکے حضور مین لائین جسدم منوچہر کے روبرو پسر سام آیا آداب شاہانہ
بجالایا گرز زرین کلاہ پرتمکین سے سرفراز ہوا ہمسرون مین ممتاز ہوا اختر شناسون سے
شاہ ذی جاہ نے زال کا حال پوچھا سب نے عرض کی اسکے طالع سے معلوم ہوتا ہی کہ پہلوانی مین لاثانی

لاثانی ہو اولوالعزم صف شکن باعث ترقی سلطنتِ کیانی ہو سنتو چہرے نے یہ سنکے اوسیدم سند
حکومت کابل وزابل سام کو دی اور ہند کی خدمت بہی عنایت ہوئی سام نے زابل مین پہونچکے
جتنے علم وہنر اور سپہ گری کے فن ہین زال کو تعلیم کروائے اور سلطنت زابل کی سپرد کی
آپ حسب فرمان سلطان کرساران کو روانہ ہوا مہراب نام نسل ضحاک سے وہان کا حاکم تہا
بیٹی اوسکی پریچہرہ رودابہ تہی زال نے اوس سے عقد کیا آرام چین سے بسر کرنے لگا
کچہ دنون کے بعد وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کا وقت آیا دائیان تہک گئین ہمت ہاری کوئی
ترکیب اور عیاری نہ چلی لڑکا اس صورت کا زبردست اور طیار تہا کہ نکلنا اوسکا دشوار تہا رودابہ بلا کت
کے قریب ہوئی بچے کی صورت دیکھنی نہ نصیب ہوئی زال نے مضطر ہوکے سیمرغ کا پر آگ پر کہا وہ
طائر قوی بال عہد کا سچا فوراً آپونچا یہ حال دیکہا ماجرا سنا خوش ہوکے کہا یہ وہ لڑکا پیدا ہوگا
جو دنیا مین بےمثل لاجواب ہوگا گردنکشان دہر کو زبردستی سے زیر کریگا اسکے دیکھنے سے
پہلوانوں کا زہرہ آب ہوگا یہ کہکے اوڑ گیا تہوڑی گہاس لیکے زال کے پاس آیا کہا پہلو اسکا چاک کرو
پہلو سے لڑکو نکالکے بجای مرہم یہ گہاس پیسکے لگاؤ **فردوسی** بیاید یکے موبد چرب دست

مران ماہ رخ را بمی کرد ست	بکافید بے رنج پہلوی ماہ	بتابید مر بچہ را سر ز راہ
چنان بے گزندش برون آورید	کہ کس در جہان زان شگفتی ندید	شگفت اندران ماند ہر مرد و زن
کہ آمد یکے بچہ پیل تن	سمجھو نے کچہ دیکہ بہا رستم اوسکا نام کہا زال بیٹے کی تصویر کہنچوا کے	

اپنے باپ کے پاس بہیجی جو مازندران مین لڑتا تہا یہ مژدہ سنکے تصویر دیکہکر بہت خوش ہوا سات دایان رستم کو
دودہ پلاتی تہین اسپر وہ شیر کا بچہ سیر نہوتا تہا بہوک کی جہانجہ مین روتا تہا جب وہ بڑا ہوا تو پانچ مرد کا گوشت چبایا

بدی پنج تن مرد را خورشش	بماندند حیران ازان پرورش	کس اندر جهان کودک نارسید
بدین شیرمردی و گردی ندید	بجنبید مر سام را دل ز جای	بدیدار آن کودک اندیش رای
چو چهرش سوی پور دستان کشید	سپه را سوی زابلستان کشید	فرط محبت سے رستم کو دیکہنے گیا
بہت پیار کیا رستم کلمے یہ زبان پر لایا	یکی بنده ام پہلوان سام را	نشایم خور و خواب و آرام را
همه پشت زین جویم و درع و خود	همه تیر و ناوک نه ساز و سرود	سر دشمنان را سپارم بپای

بفرمان دادار برتر خدای — سام نے جشن عظیم کیا محتاجون کو بہت کچہ دیا دفعۃً غنیم کے اوٹہانے
کی خبر آئی پہر مازندران کو روانہ ہوا مگر سام نے اپنے سامنے زال اور رستم کو سیستان مین بہیجا یہانکی حکومت زال
کو دی رستم ہنسنے لگا ایکروز رستم سوتا تہا اور شہر مین غلغلہ ہوتا تہا اسنے پوچہا یہ غوغا کیا ہی لوگون نے کہا فیل سفید
بادشاہ کا چہوٹا ہی اوسکے پکڑنے کا ہنگامہ ہی آدمیون کو گزند ہی راہ بند ہی اسنے جلدی مین نریمان کا گرز پایا

جو کبہی کسی نے نہ اوٹہایا تہا اور دوڑ کے	تہمتن یکے نعرہ زد ہمچو شیر	نترسید و آمد بر او دلیر
یکی گرز پولاد زد بر سرش	که خم گشت بالای که پیکرش	بفتاد پیل دونده ز پای
تهمتن بیامد سبک باز جای	زال حال سنکے بہت شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا	
بفرمود تا رستم آید بپیش	ببوسید آن دست و بال و برش	دل سے کہا زبان کے خون کا لا

مرگ نریمان کا حال فریدون نے اپنے عہد مین نریمان کو مع فوج و لشکر سفید دیو کے قلعے پر بہیجا تہا وہان نریمان مارا گیا سر پر پتہر ایسا لگا کہ جان سے بیچارہ گیا بدلا بہی لیگا سفید دیو کو سزا دیگا

قصہ کوتاہ زال نے رستم سے کہا | بخون نریمان میان بر بہ بند | بر و تا زیان تا بکوہ سپند

رستم یہ ماجرا سنکے تردد نہ ہوا یہ خبر سام کو پہونچی پریشان اور بد مزہ ہوکے اپنی لڑائی موقوف رکہی رستم کی مدد کو چلا زمانہ دراز قلعے کو گہیرا مایوس ہوکے ناکام پہر مازندران کو منہ پہیرا اور رستم کو رخصت کیا انکے جانے کے بعد قلعے کا دروازہ کہلا لوگ آنے جانے لگے رستم نمک اونٹون پر لادکے اون شتربانون مین گیا فردوسی

چو شب تیرہ شد رستم تیز چنگ | برآراست با نامداران جنگ | سوی مہتر بارہ آورد روی
پس مردی دلیران پرخاشجوی | چو آگہ شدہ کوتوال حصار | برآویخت با رستم نامدار
تہمتن یکی گرز زد بر سرش | کہ زیر زمین شد سر و مغفرش | شب تیرہ و تیغ رخشان شدہ
زمین ہمچو لعل بدخشان شدہ | تمام رات رستم لڑا کشتون کے انبار ہوے آدمی کیا دیو فرار ہوے

دم سحر سردار کا سر اوتار کے منہ چڑہا لاوے مارا فردوسی | بدر زور نماندہ تنے زان گروہ

چہ کشتہ چہ از رزم دیدہ ستوہ | غرضکہ وہان مکانات عجیب عجیب نظر آئے سنگ خارا مکان عالیشان اوسکے گرد دیوار فولادی چہچین گنبد طلائی شدادی جمع اہر او موتی آبدار لولوی شاہوار جڑے فردوسی

فرو ماند رستم چو زانگونہ دید | ز راہ شگفتی لب اندر گزید | چنین گفت با نامور سرکشان
بدینگونہ ہرگز کہ دارد نشان | ہمانا کہ خر و ارپا نصد ہزار | بود نقرہ ناب و زر عیار

پھر رستم نے فتحنامہ زال کے پاس بھیجا نامہ دیکھتے ہی پہلوان کہن سال نوجوان ہوگیا بیٹے کا امتحان ہوگیا جواب مین بہت تعریف لکھی اور کہا قلعے کو جلا کے مسمار کر و اور قطار در قطار شتر ان بار بردار آتے ہین اسباب مال بھیجدو رستم نے موافق تحریر بلا تاخیر شہر کو جلا یا قلعے کو خراب کیا نقد و جنس روانہ بے حساب کیا اور اس سے پہلے عرضداشت سام کو روانہ کی تھی اب یہ زر و جواہر کا ہزار شتر پر بار آیا جہان پہلوان پھولا نہ سمایا مگر کہا بہادرون کے بہادر بیٹے پوتے ہین اچھون کے اچھے ہی ہوتے ہین **فردوسی** جہان زو پر امید شد یکسر ز روی زمین تا بہ برج برہ اور مولف روضۃ الصفا نے لکھا ہی کہ بعد قتل سلم و تور فریدون نے منوچہر کو صاحب تاج و تخت کیا مملکت کا مالک یکلخت کیا اون دنون مدار مملکت عمدہ دولت مقرب شاہ حاکم سپاہ سام نریمان تھا جہان پہلوان لقب تھا سفید و سیاہ وہین اختیار سب تھا مروت مین مردانہ کیاست مین فرزانہ سام عالی مقام نزدیک و دور مشہور تھا شب و روز بدل و جان کمر بستہ منوچہر کی خدمتگاری مین رہتا تھا اور ہر ساعت وہ پہلوان دست دعا کشادہ بدرگاہ بخشندہ بے منت تضرع و زاری مین رہتا تھا کہ فرزند رشید خلف سعید وہ مجھے عطا کر جو نیک سیرت فرخندہ خصال ہوا و بعد میرے گھر کا وارث ہو مالک ملک و مال ہو القصہ بعد چندے ارحم الراحمین نے قرۃ العین عنایت کیا یعنی سام کو لال مگر تمام جسم مین سفید بال کبھی جو اس صورت کا لڑکا کسی نے نہ دیکھا تھا آہ سام کے دل مین کیا کیا خیال آئے خاطر شگفتہ پژمردہ ہوئی رنج و ملال آئے سیمرغ نام

سیمرغ نام زاہد عالیمقام دامن کوہ مین تنہا ہجوم خلقت سے جدا رہتا تہا خدا کے سوا کسی بندے
سے کچھ نکہتا تہا سام نے محتاج اور اپنا لڑکا اوسکو سونپا کہ جیسے بیٹا مگر زاہد اسکو پرورش کرے
القصہ جب وہ سات برس کا ہوا الفت پدری نے جوش کیا سام اوسکے لیے آیا وہ خردسال بنام زال
مشہور ہوا آثار رشد و نجابت اسکی پیشانی سے ظاہر ہوا اور اوسکی متانت و ظرافت سے ایک
عالم ماہر ہوا منوچہر کو خبر پونہچی شاہ جہان نے جہان پہلوان کو تہنیت نامہ لکہا اور اشارہ بہی
ہوا کہ جب احرام بارگاہ فلک اشتباہ باندہے بکشادہ پیشانی وہ اختر تابان فرزند نوجوان ہمراہ
ہو تا فیض تربیت شاہانہ عاطفت خسروانہ سے سعادت دارین اوسکو حصول ہو بندگان خاص
مین شمول ہو بمجرد ورود فرمان وہ فرمان بردار شہریار بحر و بر زال سے جوان بخت پسر کو
ہمراہ لیکر حاضر ہوا بعد حصول شرف آستان بوس زال خوشخصال مقبول طبع شاہ
فرخ فال ہوا اور تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوا پہر تاکید تربیت زال سام کو فرما کے رخصت کیا
سام وطن مالوف مین آیا بعد چند گاہ ہند کو چلا نیمروز کی ساری حکومت زال کے سپرد کی عدل
اور احسان کی تاکید کی سام کے بعد زال باعث زور شور جوانی کبہی مجلس بزم کی تدبیر کرتا گاہ
دشت و صحرا مین فکر صید نخچیر کرتا ایکبار عین جوش بہار کہ پہاڑ اور جنگل گلزار تہا سجستان سے
کابلستان مین آیا محراب نامے اوس نواح کا حاکم سام کا خراج گزار تہا اوسنے تحفہای لائق پیشکش
کرکے عرض کی بیت ہمای اوج سعادت بدام ما افتد   اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

زال خلاف مذہب سمجھکے اوسکے گہر نگیا کہ اہل توحید مہراب بندہ اصنام پلید تہا مگر نوازش و احسان بہ
فراوان کیا مہراب نے اپنے گہر مین جا بعد ادای شکر زال شمہ فضائل اور خوبی شکل و شمائل بہی بیان کی
مہراب کی بیٹی رودابہ صورت و سیرت مین یادگار روزگار تہی باپ کی تقریر سے نادیدہ عاشق زال ہو گئی
اپنی لونڈیون کو حیلہ گلچینی قریب لشکر زال ارسال کیا زال نے لونڈیان صاحب جمال دیکہکے حال پوچہا
ان دام داران مطلب سب تہین اور پیام رسانی مین مشتاق لسانی مین شہرۂ آفاق جو کہتی کب
تہین انہن خوبصورتی سے اپنی بی بی کا حسن و جمال مزے سے اور شوکت کا احوال بیان کیا کہ زال لوٹ پوٹ
ہو گیا غرض کہ پہنسا لیا اونہین کے وسیلے سے رودابہ تک رسائی شناسائی ہوئی بعد استحکام شرائط محبت
وعدہ وصلت پر جدائی ہوئی نیمروز مین پہر آیا مگر تمام روز بیقرار رہنے لگا رنج فرقت سہنے لگا مدت
کے بعد شفاعت سام اور معاینہ خرابی حال زال سے منوچہر دونون کے وصال پر راضی ہوا سام نے
کابلستان مین جا کے زال کا نکاح رودابہ سے کیا مشتاقون کو ملا دیا اور رستم دستان جسکی صفت فزون

تحریر و بیان سے ہی اوس سے پیدا ہوا **ذکر اختتام سلطنت منوچہر اور نوذر**
کی تخت نشینی افراسیاب کی لڑائی اسکی گرفتاری فردوسی نے لکہا ہی

کہ جب منوچہر ایک سو بیس برس سلطنت کر چکا کاہن او رنجومیون نے آمد مرگ سے اوسکو مطلع کیا فردوسی

بفرمود تا نوذر آمد به پیش	ورا پندها داد ز اندازه بیش
مرا بر صد و بیست شد سالیان	ببیچ و بہچی ببستم میان

اور کہا کہ مین جو اپرست تہا تو نہ چاہیے ست ہونا سلسلہ نیران بر سی ہا

ہاتہ سے نکلنا اور موسیٰ پشنگ پیغمبر خدا ہی فرعون جرم نافرمانی سے غرق دریای غضب ہو چکا ہی سیر کر
آبرو نہ ڈبونا اور پشنگ کا پور تجسے ضرور لڑنے کو آئیگا روز سیاہ دکہائیگا تو سام اور زال
سے مدد چاہنا اور پسر زال خردسال بڑا پہلوان بردست صاحب اقبال ہوگا اوسکی توقیر کرنا جو کام کرنا
سمجہکے اور قتل و قصاص مین تاخیر کرنا غرضکہ او بہت سی نصیحتین کرکے راہی ملک بقا ہوا نوذر تخت پر بیٹہا
فرمانروا ہوا چند پند پدر پر کاربند رہا چہوٹا بڑا خرسند رہا بعد ظلم و ستم کی بنیاد ڈالی خانہ خرابی کی راہ
نکالی سران سپاہ رئیس شہر عالیجاہ برگشتہ ہوگئے رعیت جور دیدہ فریادی ہوئی بی انتظامی بروکی ہوئی
اوسوقت بدحواس ہوکر نامہ سام کو بہیجا طلب کیا سام یہ ماجرا تمام پہلے سن چکا تہا کف افسوس ملکے
سر دہن چکا تہا فورا روانہ ہوا قریب پہنچا تو اعیان سلطنت روسای مملکت استقبال کو گئے
ملاقات کے بعد تخت نشینی کے سام سے مکلف ہوئے تہمتن نامدار نے انکار کیا اور کہا نمک حرامی حلال زادون کا اون
کا کام نہین ہے عادت سام نہین اگر منوچہر کی بیٹی ہوتی تو یہ حرکت نکرتا اوسکی بہی اطاعت کا دم
بہرتا مگر اوسکو نصیحت کرونگا حرکت بیجا طریق جور و جفا سے باز رکہونگا غرضکہ سام نے از سر نو سبکو مطیع
اور فرمانبردار کیا نوذر نے ظلم و ستم سے انکار کیا سرکشون کو دہمکایا سلطنت کو پہر چمکایا خبر سلطنت
کی برہمی کی توران مین جو پہونچی پشنگ نام تور کی نسل سے تخت نشین توران زمین تہا اوسنے افراسیاب
اپنے بیٹے کو پاس بلا کے سمجہایا کہ جب تک منوچہر والی ملک تہا ہمکو اوس سے لڑنے کی طاقت نتہی اب نوذر
سے انتقام خون سلم و تور لینا ضروری لکہا ہی کہ افراسیاب پہلوان بڑا زبردست جوان تہا

اور فن سپہ گری مین سررشتہ رزم مین وہ اولوالعزم یکتا تھا جسوقت باپ سے یہ کلمے سنے تو فردوسی

بپیش پدر شد کشادہ زبان دل آگندہ از کین کمر بر میان که شایستہ جنگ شیران منم

ہم اور سپالار ایران منم لیکن منوچہر کا ہمسر کوئی نہین الا جوانان تھین خون آشام مثل قارن

سام اور کس کس کا نام لون یہ سب اسکے ہمراہ ہین بارہا لڑے بھڑے ہین ہزارون سے نہین گھٹے ہین طریقہ

رزم سے خوب آگاہ ہین ہمارے پہلوان انکے مقابلے کی تاب نہ لائینگے منہ چھپا کے پیٹھ دکھائینگے

اگر چند روز اور توقف کیجئے تو عین مصلحت ہی پشنگ نے کہا اس سے بہتر وقت ہاتھ نہ آیگا بعد کار از دست رفتہ

کا ملال ہوگا پچھتائیگا افراسیاب نے باپ کو اسقدر آمادہ جو دیکھا حکم سے منہ نہ پھیرا سپاہ فزون

از شمار اور پہلوانان جنگ آزمودہ خنجر گزار ہمراہ لیکر روانہ ہوا صحرا نوردی اختیار کی نصیبا پانی

نیا دانہ ہوا اور تماشا سانس وجروان کہ یہ دونون نامی پہلوان تھے انکو سپہ سالار کیا بڑی چمک کا

لشکر طیار کیا راہ مین خبر مرگ سام جو سنی جان تازہ پائی جسدم نوذر نے سنا کہ پسر پشنگ مثل نہنگ فوج جرار

پہلوانان نامدار لیکے آ پونہچا یہ بھی ایک سی چالیس ہزار سوار کار آزمودہ انتخاب ہمراہ رکاب

لیکر بعزم رزم نکلا جب لشکرون کا مقابلہ ہوا صف کارزار طرفین سے طیار ہوئی پہلے افراسیاب

نے بر سر میدان بارمانکو بھیجا ادہر سے قباد غرق دریای فولاد پسر کاوہ کھوڑے کو کاوہ دیتا

آیا بارمان کو للکارا باہم لڑائی ہوئی بارمان نے قباد کو مارا قارن قباد کا بھائی تھا تاب نلایا گھوڑا بڑہایا

دونون طرف کی فوج ملگئی تلوار چلنے لگی فردوسی ز آواز اسپان و گرد سپاہ نہ خورشید پیدا

پیدا نہ تابندہ ماہ تا شام خون کے دریا بہہ گئے لاشون کے انبار رہ گئے رات کو طرفین کے پہلوانون نے آرام کیا
دم سحر پھر جنگ کا سر انجام کیا نوذر نے دیکھا ہزارہا بندۂ اللہ بے سر میدان جان دہی عدم کی راہ لی
پرسے گھوڑا بڑھا کر افراسیاب سے کہا ہم تم باہم لڑین دونون لشکر سیر دیکھین جسکو سرِ میدان یزدان
فتح دے وہ تخت و تاج لے افراسیاب گھوڑا چمکا کر نکل آیا نیزہ بازی ہونے لگی تا شام یہ نوبت ہوئی
کہ ہاتھ مین ڈانڈ رہ گئے فوج تحسین و آفرین کرتی رہی خورشید نے رخ انور کو مغرب کی طرف
کیا ہر ایک شہریار جرار نبرد گاہ سے اپنے اپنے خیمے کو چلا اوسی دار و گیر مین آج نوذر کا تاج
سر سے زمین پر آیا تھا کسی ملازم نے میدان سے اوٹھایا تھا اس شگون بد سے نوذر کو امید فتح جو تھی
وہ شکست سے مبدل ہوئی سلطنت سے یاس حاصل ہوئی شب کو یہ صلاح ہوئی کہ بیٹون کو فارس
روانہ کیجیے دو دن لڑائی سے مہلت لیجیے کوئی بہانہ کیجیے افراسیاب سے دو دن کا عذر کیا وہ ٹال گیا
پھر طوس اور گستہم کو قارن کے ساتھ فارس کی طرف رخصت کیا دو دن کے بعد جنگ کی طیاری ہوئی کی
گرم بازاری ہوئی نوذر تاب جنگ نلا یا حصار بند ہوا گرفتاری کا زمانہ نزدیک آیا افراسیاب نے
چار طرف سے قلعے کو گھیرا اور قارن کے تعاقب مین بارمان کو روانہ کیا نوذر سمجھا کہ فوج افراسیاب کی
ہمراہ کم رہی شب تیرہ و تار مین قلعے سے فرار ہوا فوراً اس حال سے افراسیاب خبردار ہوا نوذر کے سراغ مین
سوار ہوا رات بھر آگے پیچھے دونون سے چلے گئے جس دم تاجدار زرین کلاہ بغیظ تخت زنگاری پر ٹہرانے لگا
ایک نے دوسرے کو پہچانا اپنا بیگانہ نظر آنے لگا لڑائی شروع ہوئی کچھ جان سے گئے کچھ فرار ہوے اور

ہزارون نوذر سپاہ گرفتار ہوئے	شب تیرہ تا شد بلند آفتاب	بہ پیوست با نوذر افراسیاب
ز گرد دلیران جہان تار شد	سر انجام نوذر گرفتار شد	بسے راہ جستند و بگریختند
بدام بلا در نیاویختند	بہ بندش درآمد ہزار و دو بیست	تو گفتی کہ شان در جہان جای نیست

وہان بارمان نے قارن کو گھیرا اوسنے نیزہ پکڑ کے منہ پھیرا بارمان کو جان سے مار ڈالا شاہزادونکو ہمیح و

سالم فارس مین جاؤ تا را فردوسی	چو افراسیاب این خبر را شنید	ہمہ پشت دستش بدندان گزید

پھر شماساس اور خزروان دونون پہلوانونکو تیس ہزار سوار یکتای روزگار دیکے افراسیاب کابل اور زابل کی طرف بھیجا آپ ایرانکا مالک ہوا جسدم سواران نامدار اور دونون سپہ سالار کا کابلستان مین گذر ہوا

رستم کے اونٹ نون جیکے نکلی تھی مگر زال آمادہ کارزار ہوا فردوسی | دمان زال پور شمید ساز نبرد

باسپ اندر آمد بکردار گرد	سپاہش نشستند بر پشت زین	سر پر ز کین ابروان پر ز چین
پس آنگہ خروشید زال دلیر	بجنگ اندر آمد بکردار شیر	بدست اندرون داشت گرز پدر
سرش گشت پر چشم پر خون جگر	بر و حملہ آورد چون اژدہا	بمیدان درون تنگ کرد ش رہا
بزد بر سرش گرزہ گاو رنگ	زمین شد ز خون ہمچو پشت پلنگ	خزروان کو سر میدان مارا اور

شماساس کو ڈانٹکے للکارا وہ تو خوف سے بھاگا فوج بنجون پراگندہ فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی ناگاہ اس جانبازکی خبر افراسیاب کو ہوئی مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا اور تو بس

پچھلا نوذر کو قتل کیا فردوسی	بزد گردن نوذر تاجدار	تنش را بخاک اندر افگند خوار

سات برس ایران کی سلطنت نوذر نے کی پہر افراسیاب کی نوبت آئی وہ مملکت پائی بعد قتل نوذر وہ
پر شہر پارس کو چلا کہ طوس اور گستہم کو گرفتار کیجیے ذلیل و خوار کیجیے وہ طفل جفا دیدہ بے پدر خستہ جگر
یہ خبر سنکر سیستان کو چلے کہ جان بچے زال یہ حال دریافت کرکے پیشوائی کو گیا بہت اعزاز
اکرام سے دونون کو لایا تسکین و تشفی کرکے جای بیخوف مین ٹہہایا فوج شکست خوردہ نوذر کی زال
کے پاس جمع ہوئی اونکی بہی دلداری کی ساز او ر سامان سے مددگاری کی لیکن فکر یہ ہوئی کہ
نسل کیان سے کوئی سرو روان اگر ہاتہ آئے تو بوستان خزان دیدہ سلطنت شاداب ہو بااب و
تاب ہوجائے پہر افراسیاب سے نوذر کا انتقام لیجیے خورد و خواب حرام کیجیے طوس اور گستہم بچے
خردسال تہے اس باعث سے زال کو یہ خیال تہے القصہ اغریث برادر افراسیاب کہ
خلق و مروت ہمت و شجاعت مین وحید عصر تہا تجویز ہوا ایلچی صبا رفتار خوش تقریر بہیجا اور نامہ اس
مضمون کا تحریر کیا کہ لشکر عظیم الشان بیحساب ہر ایک جوان جنگ دیدہ سردار آزمودہ انتخاب جمع ہی
قدم رنجہ فرمانے کی دیر ہی افراسیاب پرست سیر ہی مملکت ایران مین اپکا عمل ہوگا افراسیاب کی
سلطنت مین خلل ہوگا یہ مژدہ سنکے دوری سے ملک کی چاہ مین تا بابل آیا کسی نے اس حال مفصل سے
افراسیاب کو خبر دی سنتے ہی اوس خونخوار کی انکہون مین خون اوبل آیا تیغ وہ بہوت بیر و روت و بار تا
جا پہونچا اوس سرہ جبین پرچین کو قتل کیا یہ حکایت ال شخصال نے سنی عداوت دونی ہوئی بعد تفحص و
تجسس سلم کا پتا طہماسب کا پوتا ہاتہ آیا اور اسکا نام تہا پشنگ رشیدہ بہار کی ڈالک مین وہ دہی احتشام تہا

زال نے قارن نامدار کو روانہ کیا وہ زوار و جار رو کو لایا سلطنت کی روشنی ہوئی بادشاہ بنایا نوذر کو مرگ منوچہر

اور سلطنت نوذر پسر پشنگ کا بٹھانا افراسیاب کا آنا نوذر کی گرفتاری ایران کی خواری

اور تاریخ معجم مین رقم ہی کہ ابن المقفع جو مؤلف اخبار ملوک عجم ہی اوسنے لکھا ہی
کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم نوذر پر مقرر ہوئی وہ نہایت خویشتن داری
اور غایت کم آزاری سے سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام نکرسکا اسی سبب سے امارت کی
عمارت بیٹھی اور اقبال کے زوال نے فتنہ خوابیدہ کو جونکا فساد کو اوٹھایا نظم نہ شاہ و نہ سالار لشکر بود

کہ نازک تن و ناز پرور بود | ترا افسر و گنج و فرمان دہی | حرام است گر سر بہ بالین نہی

اور حافظ ابرو لکھتا ہی کہ جب خبر رحلت منوچہر توران مین پونہچی اون روزون پشنگ کو ترکستان
کی حکومت تھی اوسنے اپنی اولاد کو جمع کرکے کہا کہ اِنَّ بُلُوغَ الآمالِ فِی رُکُوبِ الاَهوالِ وَالفُرَصُ
تَمُرُّ مَرَّ السَّحابِ وَالقُعُودُ مِن اَخلاقِ العاجِزِینَ وَالقَناعَةُ مِن طَبائِعِ البَهائِمِ خوف و خطر مین آنا پہونچنا ہی
طرف مراد کے اور وقت و ساعت روندہ ہی مثل ابر و باد کے اور ایک جا جمکے بیٹھنا عاجزون کا کام
ہی اور قناعت طبائع بہائم یعنی بیل گای اور خصلت دد و دام ہی بیت کسی بگردن مقصود دست حلقہ کند
کہ پیش تیر بلاہا سپر تواند بود مرد قوی رای صاحب عزم اور اولو العزم طالب جاہ و دولت یا خواہش
عزت و حکومت سے کسی وقت مین باز نہین رہتا اور جسکو کم ظرف پست حوصلہ کبہی عنقا بلند پرواز کے مساز نہین ہوتا
یہ دہنگا ہی کہ مصاحبت مصیبت سفر اختیار کرو وقت صحت ہاتہ نہ دو سلم و تور کا کینہ دیرینہ منوچہر

منوچہر کی اولاد سے لوا نمین افراسیاب فرزند شید خلف سعید پشنگ کا تہا کبہی باپ کے حکم سے
منہ نہ پہیرا تہا اور سابق ازین ایران مین جاکے منوچہر کو گہیرا تہا سے ورنگ اپنی سرخروئی کے
واسطے اس کام کا بیڑا اوٹہایا چار لاکہ سوار پیادہ لڑائی کا آمادہ ہمراہ لیکر ایران کی طرف آیا
جب تواتر یہ خبر ایران مین پونہچی ریسون نے سام کو اس ماجرے سے آگاہ کر کے طلب کیا سام جناح
تعجیل پر بسبیل سیل یلغار نوذر کی خدمت مین حاضر ہوا اور جو طریق نصیحت شاہانہ ہوتا ہی اوسطرح
پند مشفقانہ کر کے خلاف حرکات کا مانع ہوا اور طیاری لشکر کو اجازت لیکر نیمروز کو روانہ ہو وطن پہونچکے
سپاہ مرگ مین گہرا جیتا پہر نہ پہرا یہ تو دار البقا کو راہی ہوا ایران تیغ فنا او تختہ مشق تباہی ہوا نوذر
مبتلای الم مشغول نالہ و فریاد ہوا افراسیاب یہ مژدہ سنکے بہت شاد ہوا اور بجلدی تمام افراسیاب
جسطرح نشیب کی طرف سیلاب جاتا دریا کی راہ سے ناگاہ آیا اور نوذر خستہ جگر ری سے
مازندران مین لشکر لایا جسدم مقابلہ ہوا صف کارزار طیار ہوئی سنفیر تیر تو اتر طرفین سے پیام
اجل دلیرون کے کان مین پونہچانے لگے نامردنہ تو چہ سر کہجانے لگے بہادران صف شکن پیلا
پیلاین بداتقہ تمام زخم شمشیر و خنجر لپٹ لپٹ کر جسم و خنجر پر کہانے لگے پہلے ترکون سے بارمان نکلا
اودہر سے قباد نوجوان نکلا ساغر زیست بادۂ اجل سے لبریز ہو چکا تہا زخم شمشیر بارمان نے جام اجل پیلا
قارن لپسر کاوہ جو اسکا بہائی تہا اوسنے بڑی کوشش کی قریب تہا کہ افراسیاب کا حال خراب ہوا
مگر دفعتہ ابر تیرہ و تار آیا کہ روز روشن شب تاریک سے تیرہ تر ہو گیا اندہیرا افراسیاب کی سپر ہو گیا

خو … لشکر راہ ٹٹولتا اپنے خیمون مین پہر آیا جب نوذر کو آثار شکست نظر پڑے

طو … فارس کو روانہ کیا کہ ناموس کو والبرز مین پونہچا نا یہ حال فوراً افراسیاب

کومع … رمان کو مع فوج تعاقب مین راہی کیا وہان توبارمان کو قارن نے

جان ج … س فرار ہوا یہان نوذر گرفتار ہوا افراسیاب نے چاہا کہ اسکو بے دریغ

تیغ کرے … بہائی شفاعت خواہ ہوا جان بچ گئی مگر قید رہے اور اغریرث سے کہا

قلعہ ساری مین اسارا کو لیجا حفاظت کرنا مگر نوذر کو قتل کیا اسکا سبب یہ ہوا کہ جب شاہزادگان عجم نے

جیحون سے کہا تو تیس ہزار سوار دو سپہ سالار سجستان کو بہیجے کہ دلیران بہادر یلان خنجر گذار ہیں وہ آکے

نوذر کی شراکت نکرین اور نیمروز مین مطلع صاف تہا کہ سام مر چکا تہا زال ملک کے بند وبست کو نکلا تہا فقط

محراب وہان تہا جب وہ سوار داخل ہوئے محراب حیلہ سوچا الحرب خدعۃ کہ بہت سا مال اور اسباب

بطریق پیشکش سپہسالارون کے پاس بہیجا اور کہا مین ضحاک کی اولاد سے ہون مجبوری سے نسل فریدون کی

اطاعت کرکے منتظر وقت تہا الحمد للہ کہ جلد دعا نے تاثیر دکہائی سلطنت ہمارے شہریار کے قبضے مین آئی مین بندہ

فرمان پذیر خدمتگار ہی عنایت خسروانہ کا امیدوار ہی اور فوراً پوشیدہ یہ حال زال کو لکہا وہ مثل برق

خاطف اونکے سر پر آیا ایکو قتل کیا مگر وہ دونون سرفراز ہوکے افراسیاب کے پاس بلخ سے آکے پہونچے

ماجرای گذشتہ قتل کا ہنگامہ بیان کیا اوسکو جو غیظ آیا نوذر کو قتل کیا سات برس نوذر نے

سلطنت کی لقب اوسکا آزادہ ہی اور فارسی ایک لغت اوسکو کم بخت کہتے ہین چند

خداوند اخبار کسری و جم — چنین کرد ذکر ملوک عجم — که بعد از منوچهر والا جناب

چو شد سلطنت حق افراسیاب — درشتی و بدخوئی آغاز کرد — در فتنه بر مملکت باز کرد

اگر فتنه ورزید اگر مهر داشت — نظر بر خلاف منوچهر داشت — تاریخ معجم مین لکھا ہی کہ جب ظلم و

تعدی افراسیاب کی حد سے گذری کشواد اور بقیہ پہلوانان پیشداد باہم مشورہ کر کہنے لگے کہ بے تحریک سلسلہ خنجر و شمشیر یہ ظلم کی زنجیر جو گلوگیر ہی قطع نہوگی اور قارن خوش تدبیر کی مصلحت یہ ہوئی کہ قاصد اغریرث پاس بھیجو وہ ایرانیون سے محبت رکھتا ہی اور لکھو کہ قیدیون کو رہا کرے یہان قدم رنجہ فرمائے تا شرط خدمت بجا لائین اپنا حاکم بنائین سبنے اس بات کو پسند کر ایلچی روانہ کیا نامہ بر وہان پہونچا اغریرث حال سے مطلع ہوا جواب دیا کہ اگر زال فرخ فال اس طرف کو آئے تو اس عہد کا سر انجام بے تکلف ہو جائے پیامبر نے جواب باصواب آکے دیا اون لوگون نے زال کو آگاہ کیا جہان پہلوان یہ سنکے بشاش ہوا پھر کہا وہ کون ہی جو اس مہم کا متکفل ہو یہ اموری آسے حاصل ہو کشواد نے باول شاد یہ مقدمہ قبول کیا زال نے کچھ فوج ہمراہ کر کے روانہ کیا جس دم اغریرث نے کشواد کی آمد سے آگہی پائی حسب وعدہ قیدیون کو رہا کیا خود رہی کا رستہ لیا کشواد کی تمنا بر آئی اون سبکو ساتھ لیکے زابلستان مین آیا زال کو مسرت تازہ حاصل ہوئی سران سپاہ نے پیشوائی کی بعد از ملاقات و حرف و حکایات سبنے باہم نوذر کا ماتم برپا کیا

دریغا که سلطان کشور نماند — دریغا که شهزاده نوذر نماند — دریغا که خالی شد از شاه تخت

دریغا که شد ملک شوریده بخت — اسی عالم مین خبر پہونچی کہ افراسیاب نے اغریرث اپنے بہائی کو بعلت رہائی

اسیران جان سے نار غضب تازہ برپا کیا اوسکے ہر عضو کو مثل حروف تہجی جسم سے جدا کیا یہ خبر موحش
سنکے آتش خشم و غضب کانون سینہ مین زال کے شعلہ زن ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جا بجا
فوج کو نامے لکھے اسباب حرب جمع کرنے لگا سامان جنگ و جدال مین مشغول ہوا بیان

سلطنت نوذر افراسیاب کا فرار پہر مرگ زو اور حکمرانی گرشاسف

افراسیاب چڑہائی رستم کی لڑائی

بروز ہمایون و نیکبخت بیامد برآمد بر افراز تخت پہلے
پارس کو تسخیر کیا پہر افراسیاب کی تدبیر مین ہوا وہ تاب جنگ نلایا بہاگ گئے توران مین پشنگ کے پاس آیا
پانچ برس زو رشور سے سلطنت کی زیادہ مہلت اجل نے ندی گرشاسف اوسکا بیٹا بعد پدر سریر سلطنت پر
جلوہ گر ہوا لیکن یہ خرد سال تہا طبیعی پارس کا حکمران زال تہا اور پشنگ بسبب قتل اغریرث افراسیاب سے
تنگ تہا اسقدر بیزار تہا کہ اوسکا منہ دیکہنا ناگوار تہا جس دم پشنگ نے سنا زو کی شمع حیات صرصر فنا سے گل ہوئی
سلطنت کی روشنی اندہیرے سے بدل بالکل گئی گرشاسف لڑکا کمسن ہی فرصت کا دن ہی آیا افراسیاب
کو روبرو بلایا تقصیر معاف کی تدبیر مصاف کی فردوسی یکے لشکر ساخت افراسیاب ز دشت سپنجاب
تا رود آب برآمد ہمہ کوہ بیزن بجوش ز ایران برآمد سراسر خروش ایران کے رئیس صاحب جاہ و جلال
زال کے پاس گئے افراسیاب کا پیچ و تاب لشکر کا حساب بتایا زال نے کہا ایک بار رستم نامدار کو بہیجونگا نظم

برستم چنین گفت کای پیلتن | ببالا سرت برتر از انجمن
یکی کار پیش است رنج دراز | کزین بگسلد خواب و آرام و ناز
چگونہ ز رستم بدشت نبرد | ترا نزد شیران پر کین و درد

چنین گفت رستم بدستان سام　　کہ من سیستم مرد آرام و جام

زال خوش اقبال خوش ہوا رستم نے اسباب حرب طلب کیا گرز سام اوس پل نکنام کو دیا سبک زمین سے اوٹھا لیا پھر زال طویلہ شاہ مین لایا رستم نے جس گھوڑے کی پیٹھ پر سے گھوڑے ہاتھ رکھا وہ بیٹھ گیا اس عرصے مین ایک گھوڑی سامنے آئی اور وہ بچھیرا جو ابلق ایام کی نظر سے نکذرا تھا پیلتن سینہ کشادہ کشین گردن ساتھ لائی رستم نے چاہا کہ اوسکو روکے نگہبان اوسکا روکے چلّایا کہا یہ گھوڑا نہین دیو کا بچّا ہی میرا قول سچا ہی رخش نام ہے اسکی ماں خون آشام ہی جسنے اسکو چھوا اوسنے زار و زبون کیا ہی بہتون کا خون کیا ہی یہ سنکے فردوسی

بینداخت رستم کیانی کمند　　سر رخش آورد ناگہ ببند
همیخواست کندن بدندان سرش　　بغرید رستم چو ببر دمان
بیامد چو شیر ژیان مادرش　　ز آواز او خیرہ شد مادیان

غرضکہ رستم نے اوسکو گرفتار کیا خوش ہو پیار کیا **شعر**

بزین اندر آورد گلرنگ را　　سر رخش سیر شد کینہ و جنگ را

جب گھوڑا ہاتھ آیا سامان جنگ سے فراغ پایا لشکر انبوہ ہ پرشکوہ لیکے افراسیاب کے مقابلے کو چلا دو دن کے بعد زال کو تاب نہ آئی بیقرار رستم کے پاس وہ با وقار آیا زال کو سلطان خرسال کی طرف سے تشویش تھی کہ سینے خوشخبری سنائی یعنی نسل فریدون سے ایک شاہ عالیجاہ نیک نہاد کیقباد نام کوہ البرز مین ہی ایسا ذی شوکت عالی ہمت باعدل و داد نظر نہین آیا

یہ مژدہ سنکے **فردوسی**

برو تازیان تا بہ البرز کوہ　　گزین کن یکے لشکری هم گروہ
برستم چنین گفت فرخندہ زال　　کہ برگیر کوپال و بفراز یال
ور کیقباد آفرین کن یکی

تکن پیش او پر زرنک آمدند | بگوی که لشکر ترا خواستند | همان تاج شاهی برآراستند

تهمتن بمژگان زمین را برفت | چو زال زر این داستان را بگفت | برخش اندر آمد هم آنگاه شاد

گزاران بیامد بر کیقباد | اتفاقاً کیقباد کوه البرز سے اوترکے ایک ٹیکرے پر بیٹھا سیر کرتا تھا سامنے

رستم نظر پڑا عجب زبردست پہلوان عجیب اسپ پر سوار دیکھا دل میں وہ گرز گران جانستان کیقباد کو خواہش ہوئی کہ اس جوان سے ہمداستان ہو آواز دی کہ اس شہسوار قاری برق کرداری سے مطلب کیا ہی رستم نے جواب دیا شہریار کیقباد کی جستجو ہی عزت کا سبب اوسکی آرزو ہی قباد نے فرمایا جو تم ہمارے پاس آؤ تو نشان

بتادین بالا دین **فردوسی** | چو بشنید زیشان نشان قباد | تهمتن ز رخش اندر آمد چو باد

قباد نے رستم کی بہت تعظیم و تکریم کی | دگر جام باده برستم سپرد | بدو گفت کای نامبردار گرد

بپرسیدی از من نشان قباد | تو این نام را از که داری بیاد | رستم کہا ای فرخنده خصال میرا باپ ہی زال

مرا گفت تا به البرز کوه | قباد دلاور گزین با گروه | بگویش که گردان ترا خواستند

سر تخت شاهی بیاراستند | ز گفتار رستم دلیر جوان | بخندید و گفتش که ای پهلوان

ز تخم فریدون منم کیقباد | پدر بر پدر نام دارم بیاد | چو بشنید رستم فرو برد سر

بخدمت فرو بست زرین کمر | که ای خسرو خسروان جهان | پناه دلیران و پشت جهان

سر تخت ایران بکام تو باد | تن زنده پیلان بدام تو باد | القصه قباد نے وہ جام جو دیا تہمتن

نے پیا اختلاط ہونے لگا پھر قباد نے جو خواب میں دیکھا تھا وہ رستم سے بیان کیا **فردوسی**

تہمتن چو بشنید آن جواب شاہ | زمار و زتاج فروزان چو ماہ | عرض کی جلد سوار ہجیے فوج و لشکر طیار

ہی فقط شاہ خجستہ نہاد کا انتظار ہی غرضکہ رستم کیقباد کو باخاطر شگفتہ و شاد وہان سے راہی ہوے سرحد
ایران مین پہنچے قلون نام پہلوان کرشاسف کی طرف سے وہان تہا انکے آنے سے جو آگاہ ہوا مسلح
ہوکے سد راہ ہوا اور نیزہ رستم کو مارا اس نامدار نے چہینکے جو وار کیا ڈانڈ سمیت سینے کے پار کیا قلون مثل بخت
واژون سرنگون گرا جان دی ہمراہیون نے راہ گریز لی پہر دونون نامدار عالی جاہ ان کو صحرا مین شب پویدہ
رہتے رات کو مانند ماہ از شام تا پگاہ راہ طی کرتے زال کے پاس داخل ہوے ایک ہفتہ پسر سام نے اون ماہ دو ہفتہ
کو خفیہ رکہا مہمانداری کی بعد موبدان کو جمع کرکے بساعت فرخ و روز سعید تخت پہ بٹہایا سلطان کیا ایران زمین کا فرمانروا کیا

تخت پہ بیٹھنا کیقباد کا رستم کی لڑائی شکست کہانا افراسیا
بانی بیداد کا پشنگ کا پیام صلح قباد کا ماننا

جب کہ قباد والا نژاد فرمان روا ہوا چند سے ساز و سامان کی درستی مین تامل کیا پہر بعزم رزم صحبت بزم سے
سوار ہوا لشکر اتراک سے دو چار ہوا پہلے جو صف شکن میدان مین نکلا وہ قارن تہا اور افراسیاب کی
طرف سے شماساس بد حواس آیا قارن نے سر میدان للکار لیا جہٹ پٹ مار لیا رستم کا جی کلبلایا
زال سے کہا مین افراسیاب کو طلب کرتا ہون اوسکا مقابلہ کرتا ہون زال نے جواب دیا وہ گرگ باران دیدہ
تو طفل نارسیدہ ہی اوسکو تلاز ور آزما رستم نے کہا یزدان مددگار ہی مرد جنگ ہے خیال خام بیکار ہی
یہ کہکے رخش کو ٹہکرایا مثل برق چمککر فوج کے دل بادل سے نکل آیا اور افراسیاب کو آواز دی

م کمر رستم کو دیکھا پھر کہا تجھسے ہتیار کرنا ننگ ہی سر میدان باندھ لیجاونگا
م بھی گرز ہاتھ سے رکھدیا باہم زور آزمائی ہونے لگی افراسیاب نے ہر چند
ا کاویل ارجمند نے کمر بند مین ہاتھ ڈالکے مثل پر کاہ پشت زین سے اوٹھالیا
، غلغلہ تحسین و آفرین ہوئے لگا رستم نے چاہا اسی طرح اسس بانی فساد کو پیش
پا لبدستی دکھائے مگر رشتہ حیات اوسکا مضبوط تہا دوال ٹوٹ گیا وہ چھوٹ گیا

اندر او پروردہ جنگ	جدا کردش از پشت زین پلنگ	ہمی خواست بردن بہ پیش قباد
ش یاد	بچنگ سپہدار جنگی سوار	بیامد دوال کمر نامدار
اندر آمد نش	سواران گرفتند گرد اندرش	جسدم سلیپن کے ہاتھ سے

ی مین گراماند ماہی آب بہت سا پیچ و تاب کہایا لشکر نے ہجوم کر کے بچایا دونون طرف کی
ن و سر جدا ہونے لگے رستم نے اوس روز جنگ عظیم کی ہنگامہ محشر برپا ہو گیا دریا دشت و
را مین سیل خون روان تہا موج زن تلوار کا کہاٹ تہا دریا مین لاشے پٹ گئے تھے

نہ کنا طرا تا تہا نہ پاٹ تہا	فردوسی	ہزار و صد و شصت مرد دلیر

بیک زخم شد کشتہ از دست شیر	افراسیاب خفیف بادل تنگ پشنگ کے پاس گیا شکست کا حال کیقباد

کا فر و اقبال بصد حسرت و یاس بیان کیا اور ذکر رستم مین بہزار الم یہ تقریر کی **فردوسی**

سواری پدید آمد از نسل سام	کہ دستانش رستم نہادست نام	بیامد بسان نہنگ دژم

که گفتی زمین را بسوز و بدم ‌ ‌ بزو دست اندر کمربند من ‌ ‌ تو گوئی که بگسست پیوند من

چنان برگرفتم ز زین خدنگ ‌ ‌ که گفتی ندارم بیک پشه سنگ ‌ ‌ کمربند بگسست و زرین قبای

ز چنگش فتادم نگون زیر پای ‌ ‌ بدان زور هرگز نباشد هژبر ‌ ‌ دو پایش بخاک اندر و سر بابر

اب صلح کے سوا چارا نہین محکوا ور فوج کو اوس سے لڑنے کا یارا نہین تیچنگ نے جب یہ حال مفصل سنا
بہت سا سر دہنا سمجھا افراسیاب کا رستم جی چھوٹ گیا رشتہ امید فتح ٹوٹ گیا پیران ویسہ
کو سپہ سالار اور نامہ دار کیا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ سلم و تور نے جو ایرج مغفور سے کیا منوچہر
نے اوسکا بدلا لیا پھر افراسیاب نے کینہ سلم و تور منوچہر کے پوتے سے نکالا تاکی یہ فساد برپا رہیگا
ایک جہان کشتہ شمشیر ہوا ابھی تک لڑنے سے جی نہ سیر ہوا کب تک لہو کا دریا بہیگا لازم ہی
کہ ہم تم بر سر صلح ہو کے تقسیم قدیم پر راضی رہین باقی ماندہ خونریز نکہین جو ملک ایرج کو فریدون نے
تا کنار جیحون دیا تہا تم لو اسطرف کی حکومت ہمکو دو دو گو طرفین سے قتل و خونریزی کی کدہی اگر
خیال کرو تو ہمارا تمہارا ایک جد ہی جب یہ نامہ پیران ویسہ کیقباد کے پاس لایا رستم تو راضی
نہوا مگر زال و محراب نے مشورہ کر کے فیصلہ کر دیا القصہ صلح کے بعد کیقباد نے اوس
عدل و داد کے ساتھ سلطنت کی کہ خلقت فریدون کا نام بہول گئی جب ہنگام اجل آیا طاقت
چل دی ہوش و حواس مین خلل آیا چار بیٹے تہے کیکاوس آرش رودم آرمین تاج و تخت تو
کاوس کو دیا سلطنت کا مالک کیا اور بیٹون کو اطاعت کی تاکید کی مملکت فریدون کیطرح نہ بانٹی

زاب کا حال گرشاسف کا ذکر کیقباد کا آنا رستم کی لڑائی بموجب تحریر محققین و ایمۂ تاریخ حافظ ابرو کی یہ گفتگو ہی کہ جب زاب جسکو فردوسی نے زو لکہا ہی افراسیاب سے

لڑنے لگا تو یہ نقشہ ہوا کہ صبح سے تا شام ہنگامۂ رستخیز اور مقابلہ و مقاتلہ قیامت کا قیام رہتا تہا بعد غروب خیمون مین آتے سوتے مین چونک چونک جاتے سانپ جیسے صدای دار و گیر تلوار کی برق کی سن سن تا فلک اثیر بلند رہی نوبت باینجا رسید کہ قحط عظیم ہوا سبکا حال سقیم ہوا طرفین سے دو بدو یہ گفتگو ہوئی کہ ہمارے ظلم و ستم سے یہ روز سیاہ پیش آیا ناحق کی خونفشانی نے قحط و گرانی کا منہ دکہایا اس تقریر کے بعد سالار ترکان نے جنگ ترک کرکے تورانکی راہلی کسی منزل پر مقام کرنے کی مجال نہ دیکہی

بتوران زمین رفت افراسیاب		جهان جملگی شد مقرر بزاب		بارہ برس ہو چکے بعد ایران

مین افراسیاب کا عمل رہا افراسیاب کے معنی جناج طاحونہ یعنی چکی کا پاٹ لکہے ہین اور زو و زاب بہی اسکو کہتے ہین جسدم ایران زاب کے قبضے مین آیا اسی برس کا سن تہا اسنے بتدبیر پیرانہ جو جو خرابی لشکر بیگانہ سے ملک مین واقع ہوئی تہی سبکی اصلاح کی مستحق اور صاحبان کو خوبی کیا محتاج فقرا کو اشرفی روپیا و پاسات برس رعیت دہقین سے محصول نہ لیا نہرین جو افراسیاب نے بند کی تہین اونکی طیاری کی پانی جاری کیا کہانے وہ وہ لطیف لذیذ و بہت سے انواع کرکے پکوائے کہائے اور کہلائے جو کسی کے دیکہنے سننے مین نہ آتے تہے اور جو غنیمت عزت حاصل کی فوج کو بخش دی ایک کوڑی خزانے مین نہ جمع کی تین برس سلطنت قبضے مین ہی جسدم مرگ قریب پہنچی گرشاسف

کرشاسف بن یامین بن یعقوب علیہ السلام کا نواسا اسکا بھتیجا تھا سلطنت اوسکے سپرد کی اور مفاتیح العلوم

مین یہ مرقوم ہی کہ زاب اور کرشاسف باہم سلطنت کرتے تہے اور طبری کی یہ تحریر ہی کہ کرشاسف

زاب کا وزیر ہی اور تاریخ معجم مین یہ رقم کیا ہی کہ زاب کے بعد تیس برس تک کرشاسف بادشاہ ہا ہی

مگر پیشدادیونکی حکومت کا کرشاسف تک انتہا ہی پہر کیانیونکا سلسلہ چلا ہی بیان کیقباد

والانژاد کا افراسیاب سے لڑائی ستم کی جرات نمود آزمائی اور فتح کیانیون سے

پہلے جو بادشاہ ہوا بالاتفاق وہ کیقباد نیک نہاد تہا کہ جسکے معنی پہلوی زبان مین جبار ہین بیت

جہاندار والا کیقباد	کہ بود با فر و آئین و داد
شنو جہر کی نسل سے تہا کرشاسف کے	

بعد زال نے بڑی جستجو سے پایا تاج شاہی اپنے ہاتہ سے اوٹہا کے سر پر رکہا سریر سلطنت پر بٹہایا قباد

لشکر کی سپہسالاری سپاہ کی سرداری رستم دستانکو دی اور در انعام خاص و عام پر کہولے لگے جسکا

افراسیاب پر کمر باندہی	سپاہی بحر موج سیل رفتار	سپاہی ابر سیر کوہ دیدار
سپاہی از شمار اختر افزون	سپاہی از حساب عقد بیرون	جمع کرکے رستم زابلی مجبر

کابلی قارن پیل تن کشواد صف شکن کے ہمراہ کی اور آپ تمام پہلوانان ایران بصد شوکت

وشان ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے اونکے بعد چلا اور سالار ترکان یہ خبر سنکر لشکر مصراع

زیادہ ز مور و فزون از ملخ • لایا تاریخ معجم مین لکہا ہی کہ جب صفین آراستہ ہو چکین تو رستم

پیلتن گرز کوہ شکن جانستان ہاتہ مین لیکے سمند میدان نکلا اور جوہر جلادت فن سپہ گری

اسن جستی اور جلوہ گری سے دکہایا کہ افراسیاب کا حوصلہ بلند پست ہوا صلح کا بندوبست ہوا
اور قباد ہی بر سر ترحم آیا فرمایا کہ ملتمس دشمن مقہور راہ عذر و ہی اگر نہ سنے تو وہ دن دیکہے کہ
تلافی جسکی ممکن نہو القصہ بعد فتح افراسیاب ملک بیحساب قبضے مین آیا ہمراہ سپاہ پہلوانان زرخواہ

کو خلعتہای گرانمایہ عطا فرمائے
بیاراست پیلان گردون شکوہ
زیاقوت پر کردہ ور کہسر
اگر باشدم زندگانی دراز
زبان و عاو ثنا مین کہولی نظم
وگرچہ پایہ گردون فزود قدر

درم داد و دینار و تیغ و سپر
تکاور چو ابر و تن اور چو کوہ
فرستاد نزدیک دستان سام
ترا دارم اندر جہان بے نیاز
ہم برای زمین بوس درگہ شاہ است

گرانبود در خور کلاہ و کمر
یکی جامہ شہریاران بزر
کہ بخشش مرا زین فرزون بود کام
رستم نے دست ادب باندہکے
اگر ہسرے زتفاخر بر آسمان دارم

چو بندگان سر خدمت بر آستان دارم — وہان سے فارس مین

آکے ایک سی بیس برس سلطنت کی جیسا کہ شیوہ مقبلان و سنت صاحب دولتان روشندل
ہی او سطرح پر عدل کی داد دی نیکنامی سے زندگی بسر کی بعد نامور ی حاصل کرنے کے جب زمانہ کوچ کا
اس مقام سے قریب آیا تو درگاہ یزدان مین پناہ لی مدد اوس سے چاہی اور کہا نظم

از وجود خود نکردم ہیچ سود
چون ندانستم توانستم نبود
صد و بست سالش چو نزدیک شد

انچہ کردم انچہ گفتم ہیچ بود
چون توانستم ندانستم چہ سود

پہر کیکاؤس کو بلا کے نصیحت کی جیسا فردوسی کہتا ہی نظم

زبان کند و چشمانش تاریک شد
بدانست کامد بنزدیک مرگ

چو پژمرده خواهد همی سبز برگ	سر گاه کاوس کی را نجواند	زداد و دهش چند بروی اند
بدو گفت با بر نهادیم رخت	تو بسپار تابوت بردار تخت	اگر دادگر باشی و پاک رای
بیابی نکوئی بهر دو سرای	وگر آز گیرد سرت را بدام	برآری یکی تیغ تیز از نیام

یہ کہہ کے سرای فانی سے روانہ ہوا اور اوسکا افسانہ ہوا القصہ اوسکا اول ہی الیاس و یسع اشموئیل و حزقیل علی نبینا وعلیہم السلام اوسکے عہد دولت مین مبعوث ہوے ہین اور اونکی ملت قبول کی تاریخ گزیدہ مین ہی کہ کوس اور فرنج کا تعین کیقباد سے ہی اور بیت السلطنۃ صفہان تہا اور قاضی بیضاوی نے نظام التواریخ مین لکہا ہی کہ ہمیشہ کنار جیحون وہ شہریک فریدون ہتا تہا وہان اوسکو افراسیاب اور ترکون کا خیال تہا بر خلاف و جدال تہا ہوا کا کہ اوس کہاٹ پر محال تہا

کاوس کا مازندران جانا رستم کا ہفتخوان کی راہ سے آگے جانا سفید دیو کا قتل مازندران کا عمل پھیر ہاماوران کا عزم

چو کاوس بگرفت گاہ پدر مر او را جہان بندہ شد سر بسر

ایسا شاہ نیک تہا و با عدل و داد تہا کہ فوج خوش رعایا کا دل شاد تہا باپ دادے کے طریق پر قدم با قدم تہا نکوئی اندیشہ نہ غم تہا مملکت زیر آباد کوئی فتنہ نہ فساد ایک روز گویا خوش الحان مازندران سے وارد ہوا اکا بجانے کے بعد او مازندران کی تعریف بہت کی کہ ہوا اوسکی فرح افزا ہی پہاڑ دشت و صحرا ہی شہر ہی نفیس ہی ایران سے بیس ہی گرد حسن حسین نفر رنگین رنڈی طرحدار حسین ماہ پیکر زہرہ جبین اس حسن سے زبانی اور لسانی سے تقریر کی کہ کاوس کی طبیعت پہسل گئی وزیر امیر جوان پیر جو ہمصحبت اور مشیر تہے

اوسنے فرمایا کہ صحبت بزم کو بہت عرصہ ہوا ای نوش کا شغل رہا چندے معرکہ رزم دیکہیے صدای
شمشیر تیر سنیے مازندران کو ضرور جاؤنگا اوس سرزمین کو تحت حکومت لاؤنگا سنتے ہی نشستہ
عرض کی خیر ہی وہ شہر ای شہریار کون کہتا ہی کہ قابل سیر ہی دیو اور ساحر ونکا وطن بلا کا مسکن
ہی سابق کے شاہان نامدار کو اس عزم سے انکار رہا کاوس نے مطلق کسیکا کہنا نہ مانا عزم بالجزم رہا تو
اور طوس و گستہم گیو و بہیرہ جو جو مقرب بارگاہ مازندران کے حال سے آگاہ تہے روک نسکے مگر یہ صلاح ٹہری
کہ زال کو بلائیے شاید اوسکے کہنے سے بادشاہ یہ سفر پرخطر موقوف کرے یہ سنتے متفق ہوئے زال کو لکہا
وہ سنتے ہی روانہ ہوا کیکاوس کو زال کی آمد معلوم ہوئی سردار استقبال کو گئے وہ آیا شرط
زمین بوس بجالایا مورد مراحم شاہانہ ہوا کاوس نے حال پوچہا قیل و قال کے بعد سفر کا ذکر آیا

زال نمک حلال نے منع کیا بہت سمجہایا بادشاہ نے یہ جواب دیا
جہان آفریننده یار من ست

سر نره دیوان شکار من ست
تو با رستم اکنون جهاندار باش
نگهبان ایران و بیدار باش

سبک شاه را زال پدرود کرد
دل از رفتنش پرغم و درد کرد
کاوس نے میلاد کو جانشین کرکے

مازندران کا رستہ لیا — فردوسی
بمیلاد بسپرد ایران زمین
کلید در گنج و تخت و نگین

اور گیو کو پہلے با سپاہ فراوان سوی مازندران روانہ کیا کہدیا کہ جب سرحد مین اوسکی پہونچے زراعت و
باغ سبکو بے چراغ کرنا اور جو شخص نظر پڑے یا قتل یا گرفتار ہو تاکہ وہ سرزمین یکسر خراب و خوار ہو القصہ
حسب فرمان گیو نے تا دیار مازندران آدمی قتل کئے ملک ویران کیا کیکاوس بہی متصل جا پہنچا حاکم

حاکم وہاں کا تاب جنگ کاوس نلایا ناچار قلعہ بند ہوا اور دیو سفید سے مدد چاہی نامہ لکھا فردوسی

کنون گر نباشی تو فریاد رس	نہ بینی ز مازندران زندہ کس	دیو سفید کو یہ ماجرا سنکے بہت ملال

ہوا غصے سے وہ سیہ رو لال ہوا مع فوج فوراً آیا ایک ایک دیو فیل سیاہ مستعد جنگ
زرہ خواہ ایران کے جوان اونکی ہیبت سے ہیبت کہا کے شعر و واد حیران ہوئے القصہ ایک ہفتے میں
لشکر کی صفائی ہو گئی کچھ طعمہ نہنگ اجل بذریعہ خنجر و شمشیر ہوئے باقی کاوس کے ساتھ اسیر ہوئے
ارژنگ دیو کو سپرد کیا کہ کیکاوس کو فوج سے جدا قید بزنجیر کرنا اور ایرانیونکے جدا بند کرنے کی
تدبیر کرنا بارہ ہزار دیو خونخوار چوکیدار مقرر ہوئے کاوس نے گرفتاری سے پہلی سامان بد دیکھکے
زال کو نامہ لکھا تہا کہ از راست کہ بر راست تیرے کہنے پر عمل نکیا آہ صد آہ روز سیاہ پیش آیا جس وقت

زال کو یہ خبر پہونچی گریبان پارہ کرکے سر کو دے مارا فردوسی	چو بشنید بر تن بدرید پوست
ز دشمن نہان داشتان ہم زد ہم	مگر پوشیدہ رستم کو بلا کے کہا حیف ہی ایسا فرمان روا این اژدہا

دام بلا مین گرفتار ہو کسطرح جی کو آرام و قرار ہو مین ضعیف فراز جنگ سے بیکار ہون تو فضل الہی سے

تو جوان از در پہلوان ہی	ہمانا کہ از بہر این کارزار	ترا پرورانید پروردگار

رستم بصد الم اوسی دم عازم ہوا زال سے کہا خوف یہ ہی کہ راہ دور دراز ہولناک ہی کاوس
غم و غصے سے ہلاک ہو جائے بادشاہ غیور راہ دور ہی زال نے کہا دو راہ ہی ایک رستہ تو سفر بعید
ہی تو اکا ہی دوسری جانب سے سات دن کی راہ ہی مگر خطر عظیم ہی ہر منزل مین

مقام خوف و بیم ہی خبردار ہوشیار جا بار رستم نے کہا **فردوسی** تن و جان فدای سپہبد کنم طلسم
جادوان بشکنم زال نے بصد گریہ وزاری دست دعا بدرگاہ حاجت روا اوٹھاکے مدد چاہی اور رستم کو
رخصت کیا **پہلی منزل** رستم فضل یزدان نظر کرکے سیستان سے روان ہوا اوسی راہ پر خطر
کی طرف تمام دن روان دوان چلا گیا قریب شام وہ پہلوان ایک نیستان مین پوہنچا چشمہ
خوشگوار نظر آیا گورکا شکار کیا وہین کباب لگائے رخش کی لگام اوتار کے چرنے کو چھوڑا آپ
کباب کھاکے لب چشمہ سو رہا قضارا وہ مقام شیر بر خون آشام کا تھا شام کو وہ جو آیا اپنی جگہ پر ایک
ہیرو مان کو سوتا پایا اور گھوڑا بھی نظر پڑا پہلے اوسی پر حملہ کیا **فردوسی** سوی رخش رخشان
بیامد دمان چو آتش بجوشید رخش آنزمان دو دست اندر آورد و زد بر سرش ہمان
تیز دندان بہ پشت اندرش غرضکہ رخش نے شیر کو زیست سے سیر کیا مارے ٹاپون کے
زمین پر ڈھیر کیا رستم جو اوٹھا یہ ماجرا دیکھکے رخش پر خفا ہوا کہا تو اگر زبون و زار ہوتا تو مین یہ گرز و
کمند لیکے کس پر سوار ہوتا **دوسری منزل** دوسرے روز دم سحر وہ پہلوان اژدر در
سوار ہوا شام تک پانی کہین نظر نہ آیا پیاس کی شدت سے بہت گھبرایا زاری و مناجات بدرگاہ
عالی بر آرندہ حاجات کی دعای تشنہ دہن سے ہرن رہبری کو آیا اور آہستہ آہستہ
ایک سمت کو چلا رستم یہ رمز سمجھا اوسکے ساتھ ہوا ایکساعت مین ہرن نے پیش قدمی کرکے خضر وار
بسر چشمہ و مرغزار پوہنچا دیا رستم نے پانی پیا اور داور کا شکر کیا اوس روز بھی گورکے شکار سے تمام

تمام دن کی بھوک کا افطار کیا گھوڑے کو چھوڑ کے سو رہا نصف شب جب گذری اژدر دریدہ دہان شعلہ فشان

پیدا ہوا فردوسی	چکویم ازان اژدہائے دژم
	ہمی تا و گز بود از دم بدم

رخش نے اوسکو دیکھکے ایسی آواز دی کہ رستم کی آنکھ کھل گئی اژدر تو اوسنکر زمین مین غائب ہوگیا
رستم نے ہر طرف نگاہ کی کچھ نہ دیکھا گھوڑے پر غصہ آیا کہ مجھے کیون جگایا پھر سو رہا ایکدم کے بعد
وہ مار خونخوار پھر نکلا گھوڑے نے غل مچایا رستم اوٹھ بیٹھا ہر چند چپ و راس ہوش و حواس دیکھا
کچھ نپایا گھوڑے سے کہا اب کی بار جو چونکا تو اندھیر ہوگا تو تہ شمشیر ہوگا یہ کہکے لیٹ رہا وہ سانپ
پھر نمود ہوا رخش چپکا دیکھنے لگا جب وہ رستم پر آتا گھوڑا سامنے ہوجاتا آہستہ سے رستم کی آنکھ کھل گئی
دیکھا اژدر کو پیکری جھپٹ کر تلوار لگائی خطا نہ پڑا کھال مین بھی نہ در آئی اژدہے نے یہ قصد کیا
کہ دم سے کھینچ کے نگل جائے رستم نے لنگر جما کے چاہا کہ گرز لگائے کہ رخش نے فردوسی

بلند اژدہا را بدندان گرفت	بمالید گوش و ذرا اندر شگفت
بدرید جوشن برو چو شیر	بر و چیرہ شد پہلوان دلیر
بزد تیغ و انداخت از تن سرش	فرو ریخت چون رود خون از برش

رستم اوسکا قد دیکھکے حیران ہوا بصد عجز ثنا خوان یزدان ہوا تیسرا کوچ نرا پیچ
تیسری منزل سخت گرمی سامنے پڑی دو گھڑی دن سے مقام کیا نظر آیا چشمہ ہا
آب روان دیکھے صحرا نمونہ گلستان پایا وہان مقام کیا دن کو تمام کیا گھوڑا سبزہ مین چھوڑا
آپ لیٹ رہا شام کو عورت پری پیکر با صراحی و ساغر وارد ہوئی ایک ہاتھ مین شراب کا پیالہ

دوسرے مین طنبور بہت اچھی رستم نے پاس بٹھایا اختلاط کیا و قدح شراب ناب پیا یہ سمجھا کہ ساحرہ ہی اوسکا حال پوچھا کہنے لگی شباب کے سن سے کہ لہو و لعب کے دن ہوتے ہین صحبت بشر کو اوسمین نراشر ہی کنارہ کیا عبادت معبود کو دامن صحرا اختیار کیا تو کون ہی کہان سے آیا ہی رستم نے پہلے حمد خدا بزبان لایا اور کچہ کہنے نپایا تہا کہ اوسنے بل کہایا تیوری چڑہائی رو کہی صورت بنائی اوسوقت رستم سمجہا کہ یہ جادوگرنی ہی فوراً مضبوط باندہا کہا سچ بتا تو کون ہی لاچار بتایا کہ مین ساحرہ ہون مجہے قتل نکر جو تو کہے گا وہ بجالاونگی بہت کام آونگی رستم نے کچہ نسنا دو ٹکڑے کیا پہر سو رہا چوتہی منزل جبکہ مسافر مغرب بمطلع مشرق سے نمودار ہوا رستم سوار ہوا ایک دشت تیرہ و تار مین گذار ہوا ہول سے آفتاب اودہر کم جاتا تہا ہر طرف اندہیر انظر آتا تہا رستم راہ بہول کے ایک زمین سبزہ زار مین جا نکلا چشمہ آب بہی آب تاب کا دیکہا راہ کے کسل سے اوتر پڑا خود مین رخش کو مطلق العنان کیا اپنے سونے کا سامان کیا وہان کا نگہبان جو آیا رستم کو خواب غفلت مین پایا بے تکلف چوب دست پاؤن پر لگائی اور کہا تو نہین جانتا کہ یہ دشت اوس پہلوان زبردست کا ہی جسکی دادہی نفریادہی نام اوسکا اولادہی اوسکے خوف سے اولاد آدم کا تو ذکر کیا پرند و پرند جلتے ہین قوی ہیکل دیو بہ نہین چلتے ہین رستم نے اوس ہکان سے اوٹہکے دونون کان اوسکے پکڑکے تکان جہدی جڑ سے چہوٹ گیے اور آہستہ طمانچہ جو لگایا کئی دانت ٹوٹ گیے بہاک کر اولاد پاس پونہچا وہ مع فوج شکار کہیلتا تہا دشتبان

دشت بان کو لہو لہان دیکہکے حیران ہوا جب حال سنا غصے مین بہا رستم قریب آکے کہا

جلد اپنا نام بتا کہ تیرے ہاتہ سے گمنام تمام ہو

فردوسی

چنین گفت رستم کہ نام من ار
بہ نیرو چو پیل و بہ قوت ہزبر

پہر پوچہا تو کس راہ سے یہان آیا رستم نے جواب دیا کہ ای

نادان ہفتخوان سے تین بلا عنایت یزدان سے گذر رہون مین آج تیری باری ہی یہ کلمہ سنکے
اولاد گہبرایا خوف کہایا فوج سے کہا اسکو قتل کرو زندہ جانے نہ دو چار طرف وہ گہر آئے
تلوار چلی روی زمین ہزارون سر آئے لشکر پراگندہ ہوکے فرار ہوا اولاد بہاگا رستم نے
تعاقب کیا جان بچانا دشوار ہوا پانچوین منزل آخر کار پانچوین منزل مین رستم نے
زیر کمند کیا ایک جہٹکے مین ڈہیلا بند بند کیا دونون ہاتہ باندہکے ساتہ لیا راہ اوس گمراہ
سے پوچہی ڈرکے مارے بہ سر چشمہ سرو شیرین لایا رستم اوترا رخش کو کہولا اولاد کو درخت
سے باندہا نیل گای اور ہرن اوس پیلتن نے شکار کرکے کہائے اور بکہیڑے سنکے نہ آئے
کہ یہ منزل بہی اولاد کی تہی پہر رستم نے کیکاوس کا حال پوچہا اولاد نے سب قصہ مفصل سنایا رستم
نے خنجر کہینچکے چاہا کہ اوسکا تن و سر جدا کرون وہ شفاعت خواہ ہوا رستم نے کہا اگر تجہے قتل
نکرون تجہے کیا فائدہ ہوگا اولاد نے بتبسم کہا جانفشانی کو ہمراہ ہونگا یہانکی راہ سے دیوون
کی رسم و راہ سے آگاہ کرونگا رستم یہ سنکے خوش ہوا اولاد کو کہول دیا کہا جلد سے چل انعام
دونگا تیرے حوصلے سے زیادہ کام دونگا اولاد نے کہا جس پہاڑ مین کاوس قید ہی وہ نزدیک ہی

مگر دو رو ارژنگ دیو زبردست پاسبان ہین ہر دم سر راہ نگران ہین اور بارہ سی فیل مست جنگی
روبرو فیل فلک پست نظر آتا ہی دورویہ کہڑے ہین ہان اور پٹے سونڈ مین چڑہے ہین راہ کا
یہ حال ہی ہوا کا چلنا محال ہی

فردوسی

بدو گفت کر بامنی راہ جو — ببینی تو ارژنگ تن بیلتن
بخندید رستم بگفتا راو — چہ آید بران نامدار انجمن

غرضکہ اولاد کی رہبری سے ایک دن رات راہ طی کی آدہی رات کو پہاڑ پر کچہ روشنی نظر آئی رستم نے
کہا یہ کیا جلتا ہی اولاد نے کہا مازندران کے شہر کا دروازہ ہی سفید دیو یہ آتش افروزی دلسوزی سے
کر رہا ہی رستم نے رخش سے اتر کے سونے کا قصد کیا ہر چند اولاد سے عہد و پیمان تہا دغا
کا نہ گمان تہا الا احتیاطًا دشمن سمجہکے درخت سے باندہ دیا چہٹی منزل صبح کو کمر
باندہی اولاد کے ہاتہ کہولے چلا تہوڑی راہ طی کی تہی اولاد بہت گہبرا کر بولا خبردار ہوشیار رہو جادو
ارژنگ دیو کا خیمہ قریب ہی یہ سنکے رستم نے

فردوسی

یکی نعرہ زد در میان گروہ — کہ گفتی بلرزید دریا و کوہ
چو آمد بگوشش از آنسان غریو — برون جست از خیمہ ارژنگ دیو

ارژنگ نے آ کے رستم کے کمربند مین ہاتہ ڈالا تہمتن نے پہر ایک ہاتہ سے شانے کا نشانہ بنا کے دوسرے
سے گردن پکڑ کر زور سے کہینچکر دیو رنگ کے غول مین دہڑ سے پہینک دی دیو تو ٹکڑے ہو گئے بہاگ گئے کسی نے
ستایا باسیدان مصاف یکسر صاف ہو گیا رستم پہاڑ پر چڑہا جہان کاوس قید تہا اوسطرف ہوا
جہجہو دیو چپا پیا رہ کے رات بہر بیدار رہے دم سحر ٹہنڈی ہوا پاکر سو گئے تہے رستم نے دیکہا کہ

کہ کاوس نامدار دیو کی زنجیر مین گرفتار ہی اور کیکاوس نے جو دیکہا ہنسکے اوٹہا اور کر لپٹ گیا رستم سے
سبکا حال پوچہا اوسنے بیان کیا جہان پہلوان زنجیر کاٹنے کے خیال مین تہا کہ یہ خبر پہونچی کہ دوار
ہوے بیدار رنگ اس گروہ کا سردار تہا مقابلے کو آیا پیلتن نے ارزنگ کا سر تن سے جدا
کر دیا ہفتخوان سے گذرنا کہلے کہا اب سفید دیو کی اجل میرے ہاتہ ہی اوسکا مار ڈالنا کیا بات ہی
تو اپنی جان مفت کیون کہوتا ہی ملک الموت کے روبرو ہوتا ہی یہ باتین سنکے بیدار رنگ کے
دل مین رستم کی ہیبت چہاگئی بدحواسی آگئی ہنوز رستم کی تلوار نہ چمکی تہی کہ اوسنے گردن خم کی
ہتیار کہوسکے سامنے کہدئے اطاعت قبول کی ملازمت حصول کی رستم نے دلاسا دیا
اوسکا اطمینان کیا دیو سفید کے قتل کا سامان کیا ایک دیو وہان سے راہ بتانے کو ہمراہ لیا راہ میں چلا
ایکجا مجمع اور انبوہ نظر آیا رستم اوس سے مخاطب ہوا وہ بولا دیو سفید کا لشکر ہی تمام رات جاگتے ہین
صبح کو سوتے ہین دن بہر بیدار نہین ہوتے ہین رستم نے وہان تامل کیا ساتوین منزل
جسدم روز روشن ہوا پیلتن گرز لیکے جہپٹا اور اس وجہ چہپا چہپ گرز لگانے لگا
بہت تو سوتے کے سوتے رہے کچہہ جو جاگے رستم کی ضرب نہ اوٹہا سکے وہ مرنے نوک دم
بہاگے کشتون کے پشتے ہوے انبار ہوے باقی ماندہ فرار ہوے رستم سفید دیو کے سر پر پہان اجل آیا
وہ بہی غار سے نکل آیا رستم نے ایک ہاتہ مین اوسکا پاؤن کاٹا وہ گہبرا کر لپٹ گیا کشتی ہونے لگی
قضا اوسکے سر پر رونے لگی یہان تک ہوا کہ دونون تہکگئے تہکگئے جابجا لہو کے تہکے جمگئے

یکایک **فردوسی** بدو دست و برد آشتش نرہ شیر بگردون درآورد و افگند زیر

زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان چنان کز تن او برون شد جان اولاد با دل شاد گرد پہرا پہر کیا

فتح مازندران اور مخلصی کیکاوس شہنشاہ ایران مبارک رستم نے جواب دیا بفضل یزدان جہان کم مازندران فتح کر ونگا اولاد بند تفکر سے آزاد ہوا بفتح و ظفر و دیو کش اٹھ در در کاوس کی خدمت مین حاضر ہوا لڑائی کا حال سفید دیو کا قتل اولاد نے شرح عرض کیا **فردوسی**

بر و آفرین کرد کاوس شاہ کہ بی تو مبادا کلاہ و سپاہ بید ارژنگ دست بستہ حاضر ہوا

بندگران کاوس کا اور ان کا پہلوانون کی رہائی ہوئی ایک تخت مرصع مطلا رستم کے روبرو لایا رستم نے کیکاوس کو تخت پر بٹہایا طوس فرامرز گودرز گیو رہام گرگین گرد صف بستہ کہڑے ہوئے دست راست تہمتن کرسی زرین پر جاگزین ہوا بید ارژنگ دیو و نکا پرا باند ہکے روبرو آیا جائزہ دکہایا پہر جشن کی طیاری ہوئی ایک ہفتہ شراب کباب ناچ گانا جلسہ بے تکلفانہ رہا اسکے بعد کاوس نے فرہاد کو برسم رسالت شاہ مازندران کے پاس بہیجا اس مضمون کا نامہ لکہا کہ بعد شکر پروردگار و حمد خلاق لیل و نہار واضح ہو کہ وہ نرہ شیر جسنے جہان کے زبردست زیر کیے رستم نام نبیرہ سام ہمان ہفتخوان کی راہ سے آیا ساتون منزلون مین مقام کیا کہکا ٹہایا تنکے کی طرح ارژنگ دیو کی گردن توڑی سفید دیو کی فوج زندہ نہ چہوڑی اور سفید دیو کو اوسکے ہاتہ سے بلند کرکے زمین پر پٹک دیا تن سے سر جدا کیا اگر آبادی مملکت اور اپنی زیست اور سلطنت درکار

درکار ہو دست بستہ حاضر ہو ملازمون مین ہمین عز و وقار ہو نہین تو شہر لٹے کا تخت چھنے کا تن و سر جدا ہوگا بہت برا ہوگا نہ چتر نظر آئیگا نہ تاج رہے کا ملک تاراج ہو جائیگا تو گور و کفن کو محتاج رہے گا جسدم یہ نامہ شاہ مازندران کے پاس آیا مضمون سنکے بہت پیچ و تاب کہایا جواب دیا سابق مین بے خبر تہا ملک زیر و زبر ہو گیا اب مثل سفید دیو اور رستم بہت سے خادم رکہتا ہون ابکی بار وہ قید شدید ہوگی جس سے بے جان و رہائی نظر آئے گی فرہاد بے نیل مراد جان شیرین تلخکامی سے بچا کر حاضر ہوا اور اوسکا جاہ و حشم پہلوانون کا عالم اسطرح سے بیان کیا کہ کاوس حیران ہوا ایران کا سامان ہوا رستم یہ رنگ دیکہکے کہا ایلچی نامہ لیکے ہم جائینگے ایلچی ہو نیکی شرط بجا لائینگے القصہ نامہ لیکے چلا شاہ مازندران کو خبر پونہچی **فرد**

فرستادہ چون شیر برد رزم	ببر اندرون بارہ کام زن
بکی زندہ پیل ست کوئی بتن	کمندی بفتراک چون شست خم

شاہ مازندران نے پہلوانان نامی گردان گرامی استقبال کو بہیجے رستم نے اونکو دیکہکے ایک درخت اوکہاڑ لیا نیزے کی طرح ہلاتا چلا وہ پہلوان جب قریب آئے درخت ہاتہ سے پہینک دیا کچہ بے ادب اوسکے تلے دبگئے یہ سنکے کلاہور نام برا زبردست پہلوان تہا شاہ مازندران نے اوسکو بہیجا کلاہور سے پنجہ ہوا کلائی کلاہور کی توڑ ڈالی اوسنے دست شکستہ جاکے سر دست بادشاہ کو دکہایا کہا ہیہات میرے ہاتہ سے صدمہ مجکو پونہچا اسی گفتگو مین رستم نامہ لیکے دو بدو ہوا اور سخنان درشت بزبان لاتا

شاہ مازندران سے اور تو کچھ نہو سکا غصہ کہا کے خلوت مین اوٹھ گیا رستم کاوس کے پاس آیا دوسرے
روز سامان جنگ درست کرکے کاوس سوار ہوا شاہ مازندران دیوون کی فوج لیکے نکلا ایک
ہفتہ دونون لشکر خوب لڑے طرفین کے لاشے نگرے کشتون کے پشتے لاشون کے ڈہیر
تھے باقی ماندہ مشتاق اجل پست سے پست تہے آٹھوین روز رستم بگڑ کے میدان مین آیا شاہ مازندران
پر سپہ پہر لایا جو فیل مست رو برو ہوا گرز کوہ شکن سے پست ہوا فوج کو درہم و برہم کرکے شاہ مازندران
تک رستم پونہچا ناگہان گرز گران ہاتہ سے گر پڑا مگر رستم کا منہ پہرا کیونے پچھتی
نیزہ اژدہا پیکر جہپٹ کر دست تہمتن مین دیا **فردوسی** ازان پس تہمتن ہمان نیزہ باخت

سوی شاہ مازندران رفت راست	براسیخت با شاہ مازندران	ہمہ لشکرش خیرہ گشت اندران
ہمان نیزہ زد بر کمر بند او	جدا ساخت آن بند و پیوند او	غرض کہ شاہ مازندران کو

نیزے پر اوٹھا لیا تمام لشکر کو دکہا کر پہینکا ہنوز سر زمین نہ آیا تہا بیچ مین ایک ضرب
شمشیر سے دو ٹکڑے کیا لشکر بہاگ نکلا پہر تو کیکاوس بنقارہ و کوس مازندران
مین داخل ہوا مطلب حاصل ہوا باقی ماندون نے ہاتہ باندہ سے ہتیار کہولے
پہلوانون نے امان دی کچھ بولے بصلاح رستم مازندران کی حکومت اولاد نے پائی
تمامی دی برائی کچھ دن کاوس نے وہان مقام کیا پہر مال اسباب زر جواہر لیکے کوچ کا سر انجام

کیا **فردوسی**	بعالم خبر شد کہ کاوس شاہ	ز مازندران بستدان تاج گاہ

بماند یکسر همه زین شگفت | که کاوس شاه این بزرگی گرفت

سر تابی شاه ہاماوران اور

جانا کیکاوس کا باشوکت وشان صلح سودابہ کے عقد پر فریب سے گرفتار ہونا

رستم کا آنا بعد فتح مازندران گردنکشان دہر نے سر جھکایا اطاعت شاہ ایران قبول کی ملازمت حصول کی
لیکن شاہ ہاماوران کو ادبار نے گھیرا فرمانبرداری کاوس کی سے منہ پھیرا شاہ ایران بشوکت وشان
جا پونہچا شہر کا محاصرہ کیا کینے کوشش گذار شاہ ذی اقتدار کیا کہ بیٹی اوسکی سودابہ نام غیرت
ماہ تمام ہی بہت سے اوسکی طلبگاری کے سودے مین سڑی ہوے اوس متاع خوبی کا وصال
نہ میسر ہوا برباد گھر ہوا یہ خبر سنکے نادیدہ کیکاوس فریفتہ ہوا خواستگاری کی اور صلح بہی
اس وصلت پر ٹھہری اوسنے اپنی بیٹی سے مصلحت پوچھی وہ کاوس سے راضی ہوی القصہ وکیل
میانجی گئے نکاح کرکے لے آئے کاوس کو اوسکے وصال سے مسرت کمال ہوئی اوسکے باپ کو تمنا
کیا زر و مال سے نیاز کیا اوسنے قلعے مین کاوس کو مہمان کیا دعوت کے بدلے عداوت کا
سامان کیا سودابہ اس بہید سے آگاہ تہی کاوس کو منع کرتی ہی کہ میرے باپ کے دل مین پرخاش ہی
تیری گرفتاری کی تلاش ہی قلعے مین اگر جاوگے پہر نہ آوگے کاوس نے نمانا باسعد و چند داخل ہوا
اوسنے ایکدن اور رات گانا ناچ سنایا دکہایا کہانے بہت تحفہ عمدہ کہلائے رام کیا آخر گرفتار دام کیا فردوسی

گرفتند ناگاه کاوس را | همان گیو و گودرز و هم طوس را
چو شد بسته آن شاه دیهیم جوی | سپاهش بایران نهادند روی

اور جاسوسون نے یہ خبر شتاب افراسیاب کو دی وہ بالشکر جرار

باخار ایران مین آیا ملک سے قبضے مین لایا **فردوسی** | سپاہ اندر ایران پراگندہ شد

زن و مرد و کودک ورا بندہ شد | تاجداران ایران سیستان مین گئے زال سے حال کہا رستم

نے نامہ لکھا کہ اگر اسکو پڑھکے کاؤس کو رہا کیا تو خیر نہین تو برا اثر ہوگا تم نے اپنے حق مین کیا کیا
دیکھنا کیا کیا ہوگا تو نے سنا نہین مین نے شاہ مازندران کو سر میدان کسطرح مار لیا دیو سفید کا غرور سر پر
کیسا اوتار لیا شاہ چین کو ایک کمند کے جھٹکے مین خانہ زین سے بروی مین لایا کلاہ ور کو
روز سیاہ دکھایا الغرض نامہ پڑھکے جواب دیا کہ اگر تو ادھر آئیگا جدا بند بند کرونگا کاؤس [illegible]
کہلے گا اوسکے پاس تجھے بند کرونگا یہ کلمہ سنکے تہمتن شعلہ غضب سے افروختہ ہوکے لال ہو گیا
خون اوس حرامزادے کا حلال ہو گیا لشکر کو جمع کرکے باخاطر پریشان ہاماوران کو چلا اوسنے
بادشاہ مصر اور والی بربر کو بہر مدد طلب کیا جنگ کا سامان درست سب کیا القصہ

اوس روز داخل ہوا کہ وہ دو نامدار بادشاہ پرشوکت و جاہ آ چکے تھے | ہمہ دل پر از بیم بر جا ستند

سپاہ سہ کشور بیاراستند | رستم نے صف سے نکل کر میدان رخش کو جولان کرکے مبارز طلب

کیا وہ کون تھا جسکو خوف رستم نہ تھا دلاور کی دم مین دم تھا جب کوئی روبرو نہ آیا شاہ ہاماوران نے
فوج کے سرداران کو سپاہ کے سرداروں کو نفرین کی اوس وقت کسی مرکب پر پہلوانان آئین آ
رستم نے حملہ جو کیا میدان مین پانو لگا تھا مٹی فوج کو چھوڑ کر منہ کو موڑ کر بیابان مین بھاگ گئے آیا جرادہ
شاہ مصر کو غیرت فرعونی آئی سامنے آیا جہان پہلوان نے گرز لگایا اوسنے بھی سر پھرایا اور بچا گا مگر

کہ رستم نے جا لیا کمند مین پہنسا لیا | بدید و بدیدهای سر خویشتن | که تا رشته گردد ازان گسستن

زبند کمندش رهائی نبود | بیچاره بیارست رستن چه سود | اوسکو گرفتار کرکے اپنی فوج

مین لایا پہر شاه بربر کی طرف منہ اوٹہایا فردوسی | تهمتن بلبها برآورد کف

تو گفتی که بستند خورشید تفت | بزد گیغت اسپ برآمد خروش | بدانسان که دریا درآید بجوش

فوج تاب لائی پیٹہہ دکہائی گر | شه بربرستان بجنگ اندر | گرفتار شد با چهل سرفراز

اور شاه هاماوران نے بعد بستن جان کی امان چاہی جہان پہلوان کے کہا کیکاوس کو اور اوسکے ساتہیون کو

رہا کرو خدمتگزارون کی طرح فرمان پذیر ہاکر والغرض بعد از عہد و پیمان جب اوسکو اطمینان حاصل

ہوا کاوس کو تخت پر بٹہایا پر براور مصری تخت حکومت آیا | چو آزو رہا کرد کاوس را

همان گیو و گودرز و هم طوس را | سلاح سه کشور سه گنج و سپاه | همه شد بفرمان کاوس شاه

سپاهش فزون شد ز سیصد هزار | زره دار بر گستوان ور سوار | اس عرصے مین افراسیاب بہی

بادل کباب لشکر لیکر آیا اپنے پہلوانون کو یہ کلمہ سنایا | همان رستم پہلوان شیردل

که از تیغ او گشته گردون خجل | هر آنکس که او را بر آورد گرد | زمین همه اندر آرد بگرد

بدو شاهی و دختر خود دهم | همش نام شاه سپهبد کنم | اس لالچ مین چند اجل رسیده

پہلوان میدان مین ابر آئے رستم نے ملک عدم کو پہنچا یا ناچار افراسیاب نے مقابلہ کیا تہمتن نے عجب معاملہ کیا

سر بخت ترکان درآمد بخواب | گریزان شد از رستم افراسیاب | اوسنے توران مین دم لیا

کاوس نے از سر نو ایران مین عمل کیا بلکہ دیو اور پری فرمان ہی مین آئے کاوس نے کوہ البرز مین مکانات مرتفع عمارات عالی شیشہ او زبرجد و یاقوت کے دیوون سے بنوائے یہان تک کہ دیو فرمانشیون سے تنگ ہوے آمادہ جنگ ہو مارڈالنے کی ترکیب سوچنے لگے چنانچہ شیطان کی تعلیم سے جیسا کہ فردوسی مغفور نے لکھاہی کہ چند عقاب کے بچے **فردوسی**

بمرغ وکباب بره چیلگاه	چو نیرو گرفتند هر یک چو شیر	همی پرورانیدشان سال و ماه
زعود قماری یکی تخت کرد	سر تختها را بز سخت کرد	بدانسان که آیند بالا و زیر
ببست اندر اندیشه دل یکسره	وز آن پس عقاب دلاور چهار	بیاویخت از نیزه بران بره
چو شد گرسنه گشت پران عقاب	سوی گوشت کردند هر یک شتاب	بیاورد بر تخت بست استوار
ز هامون بابر اندر افراشتند		ز روی زمین تخت برداشتند

دوسرا قول یہ ہی کہ با کمان و تیر بجنگ رب قدیر چلا انکو نسار گرا مہر

وزیر نے زر خطیر دینے کے دیوون سے وعدے کیے وہ حریص آسمان و زمین ڈہونڈتے تہکے آخر کار چین کے جنگل مین پایا پہر لاکے تخت پر بٹہایا چنانچہ رستم اور گودرز نے کاوس سے یہ کہا **فردوسی**

سه بارت چنین رنج و سختی نما	سرت ز آزمایش نگشت اوستاد
که بر آسمان نیزه افراختی	تو کار زمین را نکو ساختی

کاوس اپنی حرکت بیجا سے پشیمان سر بگریبان ہوا پہر بعدل و داد زندگی کی شہرت پائی نیکنامی ہاتہ آئی

اور بعضی تواریخ مین یہ دیکہا کہ شاہ مازندران نے فسق و فجور اختیار کیا تہا اور راہ و رسم دینداری سے انکار

انکار کیا تھا ہر چند بادشاہ دین پناہ نے پہلے قاصد کو بہیجکے باب نصیحت و پند او سپر کہو لا مگر اوسنے
خیال فاسد جو باندہا تہا کلمۂ حق نبولا سو واسطے سلطان خدا شناس اسلام کے پاس سے گوشمالی کو چلا
وہ طاقت مقابلہ لیاقت مقاتلہ نرکہتا تہا تپدنہ سنا قلعہ بند ہوا چندے محاصرہ رہا پہر صلاح
یہ ٹہہری دہوکا دیجیے اپنا کام کیجیے کئی منزل وہان ہٹکے مقام کیا کچہ لوگ پوشیدہ
سوداگر بنکے بامال و متاع گئے غلے سے اسباب بدلنے لگے ایکروز انبار مین اناج کے اگ لگادی
غلے کی راکہ بنادی اس اناٸی سے دانہ جب قلعے مین نرہا کاوس نے پہر آکے گہیرا کئی دن کے بہوکے
پیاسونے برچہی پہل کہاکے آب دم شمشیر پیا زیست سے سیر ہوے کشتون کے ڈہیر ہوے دارالبقا کا
رستہ لیا پہر کیکاوس فتح و ظفر ہندوستان مین آیا ہند کو سر کیا زبردستون کو زیر و زبر کیا
کوئی پیش نگیا بعد اسکے مکران کی راہ سے سیستان مین رونق افروز ہوا کچہ دنون ولایت
نیمروز مین بعیش و عشرت شب شب برات دن نوروز ہوا وہان سے بیت السلطنہ مین وارد ہوا
چندے توقف کرکے ذوی الاوغار کی گہیرو دار کو مین چلا ارکان دولت ہوا خواہ سدراہ ہوے نمانا
جسدم طی مراحل قطع منازل کرکے سرزمین مین مین مع جوانان یلتن صف شکن داخل ہوا
ذوی الاوغار پر ادبار لشکر خونخوار لیکے نکلا جنگ عظیم فوج غنیم سے ہوی آخر کار حریف دغا شعار
فرار ہوا اسی ہنگامے مین یہ خبر پہونچی کہ حاکم ہن کے حجلۂ عصمت مین وہ شمع انجمن افروز ہی
کہ مہر درخشان اوس مہپارے سے ہردم ضیا طلب ہی اختر برج شہریاری عالی نسب والا حسب ہی

کاوس سنکے مشتاق ہوا بیقرار ہوا اسی مقدمے پر صلح کا دار ومدار ہوا اوسکی طلب کا پیام بہیجا حاکم یمن
طوعا وکرہا اس وصلت پر راضی ہوا اطلب قاضی ہوا وہ متاع گرانبہا جہیز عظیم سے عجم جسکو سوداوہ کہتے ہیں
کاوس کو تسلیم کی شاہ ایران نے بادل شادان اوس پاریمن غلغلہ عیش وعشرت بگوش مہر وماہ
شام وپگاہ پونہچایا حاکم یمن نے بخوف خونریزی اونکے سمجہانے سے یہ حرکت کی تہی مگر وقت کا منتظر
تہا دفعتہ موقع پا کے طوس اور گستہم بیژن اور پہلوان لشکر شکن سمیت کیکاوس قلعے مین محبوس کیے
رستم دستان یہ خبر موحش جانستان سنکے ہزار ہنر ور ہمراہ لیکے یمن مین آیا ذوی الاذعار کو تاب جنگ
کہان تہی بعجز ونست پیش آیا صلح کی کیکاوس کو رہائی ملی اور سوداوہ کو باتجمل فراوان اور بدیان پری چہرہ
رشک ماہ ومہر ویکے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا اونہین روزون افراسیاب میدان خالی پا کے غصے
مین بہر ایران مین آیا قتل وغارت کا کوئی دقیقہ اوٹہا نرکہا ظلم وستم برپا رکہا جب کاوس کی رہائی
سنی تو چہوڑتا تہا غرضکہ جو کچہ لوٹتا تہا اوسکو لیکر ملیہان کیا ترکستان کیا اور کیکاوس مستقر دولت
مین آگئے اس مضمون کا فرمان لکہا کہ ہمنے رستم دستان کو فرمانبرداری سے فرمانروا کیا سیستان اور زابلستان کا
کا حکمران اب ہوا اور جہان پہلوان وتہمتن اوس لشکر شکن کا لقب ہوا اور کلاہ زرین مرصع کہ جسکو
سوا بادشاہ کے کوئی سردار سر پر نہین رکہ سکتا تہا اوسکے زیب فرق کیا اتنا مرتبے مین ترقی کیا اور اجازت
دی کہ تخت سیمین وزرین پر جلوس کرے رستم نہایت شوکت وعظمت سے پایہ تخت زرین جلوہ افروز ہوا
ممالک سیستان اور کابل کو اوسکی معدلت اور نصفت سے رونق حاصل ہوئی عنایت خدا شامل حال ہوئی

ابکی بار کیکاوس جو ایران مین تخت نشین بفر و تمکین ہوا تب تلک سلاطین روزگار اور گردنکش جبار تہے سب نے
خدمتگاری مین کمر باندہی زبانکو صفت و ثنا مین کہولا بجز اطاعت اور کوئی کلمہ نبولا رعایا برایا جہد امن و
امان مین خوش خرم گذران کرنے لگے شور و شر فتنہ و فساد مملکت سے یکسر جاتے رہے اور توران سالار کا
یعنی افراسیاب نے نہایت آب و تاب سے آباد کیا سب کو شاد کیا لشکری بارعیت مرفہ حال و کامدار
مالامال ہر دم صدای نای و نوش عیش و طرب سے دوش بدوش رہنے لگے جنگ و جدال کے خدشے

موقوف تہے بیان سہراب کے پیدا ہونے کا تہمتن سے دہوکے مین لڑنا بعد قتل حال رستم کے رونے کا لاش کا سیستان جانا زال

کا بلبلانا فردوسی

کنون رزم سہراب و رستم شنو ۔ دگرہا شنیدستی این ہم شنو

ایکدن شکار مین رستم نامدار ایک گور کے تعاقب مین گہوڑا گرم خیز کیا اوسنے بہی جانکے ڈر سے اپنی
رفتار کو تیز کیا تمام روز تا شام دوڑایا سرحد توران پر لایا شام کو رستم نے شمشیر خون آشام سے گور کو اول گرا کر
کو مین پہونچایا کباب لگائے خوب کہائے اور رخش کی لگام اوتار چہوڑ دیا آپ سو رہا گہوڑا گہاس
کہاتا ہوا رستم سے دور ہو گیا چند ترک عیار پہلوان جو ادہر قریب آ گئے رخش کی گردن کمند مین کی گہوڑے
نے کئی جوان لاتون سے زخمی کئے دو ایک جان سے گئے اور کمندین پکڑین رخش لاتین مارتا رہا لیکن نچہوٹا وہانسے شہر سمنگان
نزدیک تہا گہوڑے کو لیجا ایک گہوڑی کہ نایاب تہی حقیقت مین اوسکا جوڑا تہا اوس پر چہوڑا پہر رخش کو باندہ رکہا
وہ بہی حاضر نہ تہی فورا البتہ رب پروردگار یاد ہوا غرض رستم جو چونکا رخش کو نپایا حیران ہوا ادہر بہٹکا

کوئی نے کیا نشان قدم سے پتا لگاتا شہر مین داخل ہوا وہ توران کی سرحد تھی مگر والی شہر
افراسیاب کے سوا اور تھا خراج گزاری کا طور تھا رستم کی آمد سنکے استقبال کو وہ جو شخص آیا تہمتن کو
بڑے اعزاز و اکرام سے اپنے مکان پر لایا آنے کا سبب پوچھا جہان پہلوان نے آواز سخت تند و
کرخت جواب دیا کہ میرا گھوڑا تیرے ملازم مرغزار سے گرفتار کر لائے ہین جلد منگا دے ورنہ اچھا نہوگا
شاہ سمنگان نے کہا بہت تندی و تیزی کا کام نہین آتی ہی خونریزی ہو جاتی ہی جو جوانمرد جبار
ہوتے ہین وہ بردبار ہوتے ہین آپکے تشریف لانے سے مین ممتاز ہوا ہمسرون مین سرفراز ہوا شرط مہمانداری
بجا لاؤنگا سرکار کا راہوار تلاش کرکے منگوا دونگا **فردوسی**

تہمتن زگفتار او شاد شد
دل او زاندیشہ آزاد شد

اوسنے مطربان خوش آواز با سرود و ساز طلب کیے اور شراب ناب کے
سامان حاضر سب کیے آرام کرنے کو مسہری مغرق بچھوائی پلنگ پر دور اندیشے سے نیند نہ آتی سوچ مین
لیٹا تھا نہ سوتا تھا ایک ساعت کے بعد حورش نازنین از پس پردہ نکلکے رستم کے آ بیٹھی **فردوسی**

ز پردہ برآمد یکے ماہروی
چو خورشید تابان پر از رنگ و بوی
دو ابرو کمان و دو گیسو کمند
ببالا بکردار سرو بلند
بپرسید رستم کہ نام تو چیست
چہ جوئی شب تیرہ کام تو چیست
چنین داد پاسخ کہ تہمینہ ام
تو گوئی کہ از غم بدو نیمہ ام
یکی دخت شاہ سمنگان منم
بر شک ہژبر پلنگان منم

تیرا اوصاف سنکے مدت سے مشتاق تھی جدائی بہت شاق تھی نادیدہ
دام محبت مین گرفتار تھی زیست سے بیزار تھی خدا سے عہد تھا کہ اپنا جوہر کرونگی مگر سوائے تیر اور شوہر نہ کرونگی باب

باپ میرا جو یہانکا بادشاہ ہی میرے اس عہد و پیمان سے آگاہ ہی رخش کو مین نے چرا منگوایا ہی جسکے
حیلے سے تو یہان آیا ہی للہ الحمد دعا مستجاب ہوئی مین کامیاب ہوئی صبح کو یہ کام کرنا میری طلب
کا پیام کرنا رستم یہ مژدہ سنکے فرحناک ہوا جامہ گریبان سحر چاک ہوا بذریعہ مقربان بارگاہ اوسکے
باپ کو اس مقدمے سے آگاہ کیا بشوق تمام اوسنے قبول کیا تہمینہ نے اپنا مطلب حصول کیا دو چار
روز بعیش و طرب رستم نے مقام کیا پہر رخش کو منگوایا کوچ کا سرانجام کیا دم رخصت مہرہ سام اوس
گلفام کو دیا اور کہا جو بیٹا پیدا ہو تو اوسکے بازو مین باندہنا اگر بیٹی ہو گیسو مین باندہنا یزدان اوسکو
جرأت سام و نریمان عطا کریگا ناموری پیدا کریگا غرضکہ رستم رخصت بصد درد و آہ ہوا تہمینہ کی
انکھون مین جہان سیاہ ہوا فردوسی

چو نه ماه بگذشت بر دخت شاه	یکی کودک آورد مانند ماه	
تو گفتی که او پیلتن رستم ست	و یا سام شیر ست یا نیرم ست	چو یکماهه شد همچو یکسال بود
برش چون بر رستم زال بود	چو سه ساله شد زان میان کس نبود	که یارست با او نبرد آزمود

شاہ سمنگان نے نام اوس مہر جہانتاب کا سہراب کہا جب دس برس کا سن ہوا اماں سے پوچہا کہ میرے باپ کا
کیا نام ہی کام کیا کرتا ہی کہان مقام ہی تہمینہ بولی زبان زد عالم ہی نام اوسکا رستم ہی فردوسی

جہان آفرین تا جہان آفرید	چو رستم سواری نیامد پدید

اس عرصے مین دو لعل تین یاقوت رستم نے
بہیجے خبر منگوائی تہمینہ نے لکہا لڑکی ہوی رستم ملول ہوکے چپ ہو رہا یہ مقدمہ کسی سے نکہا اور سہراب
کی مان نے منع کیا کہ تو اپنے باپ کا نام کسیکے روبرو نلینا ورنہ افراسیاب تجہے چہین لیجائیگا

میرے سامنے روز سیاہ آئیگا سہراب نے کہا مجھسے یہ نہوگا کہ اپنے باپکا نام پوشیدہ کروں کسی کے روبرو نہ بولوں

کنون من ز ترکان نام آوران
فراز آورم لشکری گران
برانگیزم از گاہ کاوس را

ز ایران ببرم سر طوس را
بگیرم سر تخت افراسیاب
سر نیزہ بگذارم از آفتاب

چو رستم پدر باشد و من پسر
بگیتی نماند کسی تاجور
سہراب کی ماں یہ سنکے بہت روئی

ہر چند اوسکو سمجھایا وہ کچہ خاطر میں نلایا ماں سے گہوڑا سواری کو طلب کیا بہت سے گہوڑے آئے اور منگائے اسکو پسند نہ آئے آخر کار گلہ بان رخش کے بچے کو لایا سہراب نے اوسکی پیٹہ پر ہاتہ پہیرا دیکہکے خوش ہوا

نوازید و بالید و زین بر نہاد
برو بر نشست آن یل شیرزاد
جستم وہ گہوڑا اسکے ہاتہ آیا

اور سلاح حرب پا بدن پر سجکے باہر نکل آیا ایک عالم نگران ہوا اوسکے ہاتہ پاؤں دیکہکے حیران ہوئے افراسیاب کو خبر ہوئی کہ ایک یل نامدار پہلتن لشکر شکن یادگار روزگار پیدا ہوا ہی نرہ شیر جنگل سے بستی میں کوئی گہیر لایا ہی وہ نادیدہ شیدا ہوا بہت سا نقد و جنس ساز و سامان کے طور پر اوسکے پاس بہیجا نامہ لکہا کہ کاوس میرا دشمن ہی اور تجہے بہی اوسکا خیال ہی مجسا بادشاہ تجسا پہلوان شمشیر زن فتح میں کیا دیر ہی اور میں تیرا شریک ہوں فتح کے بعد تجکو اختیار ہی ملک تو لینا یا کسی کو بخشش دینا اور دو پہلوان جہاندیدہ نامی ہومان اور بارمان سالار لشکر بناکر بہیجے اونکو سمجہایا کہ بار اطاعت سہراب اوٹہانا اوسکو پیچ طور پر لانا خلاصہ یہ کہ وہ ہوشیار ہو کہ اس سے اور رستم سے جنگ ہو تہمتن اسکے ہاتہ سے جان بر نہوگا اسکے فراق میں اوسکا سر ہوگا اور

اور جب ہجیر کو اوسنے مارا تو اوسکا مار ڈالنا کتنا کام ہی یہ شکار تو تہ دام ہی وہ تیغ خواہ افراسیاب فوج
لیکے شتاب سہراب کے پاس آئے اسکو سپہ سالار بنا کے بھیجے اثنای راہ مین کیکاوس کا قلعہ تھا سپید نام
در باستحکام اور ہجیر وہانکا قلعہ دار تھا سہراب جب وہان آیا ہجیر تاب نلایا دو چار ہوا آمادۂ کارزار
ہوا سہراب ہنستا ہوا مقابلے مین آیا ہجیر نے نیزہ کمر مین لگا کے سہراب کو اوٹھایا اوسنے گھوڑے
سے جنبش بھی نکی کمند ہجیر کی گردن مین ڈالکے کھینچ لی ایک جھٹکے مین گھوڑے سے اوتار لیا شکار
زبون کی طرح مار لیا گرفتار کیا اسکے بعد گرد آفرید نام پہلوان زادی میدان مین نکلی فردوسی

پری چهره و نام گرد آفرید
که چون او کس اندر زمانه ندید
بپوشید درع سواران جنگ
نبود اندران کار جای درنگ
نهان کرد گیسو بزیر زره
بسر افکند بند زره را گره
فرود آمد از دژ بکردار شیر
کمر بر میان باد پایی بزیر
به پیش سپاه اندر آمد چو گرد
چو رعد خروشان یک آواز کرد

سہراب نے نہ پہچانا کہ یہ رنڈی ہی یا مرد خرد سال ہی یا سال خوردہ

مرد میدان نبرد ہی لیتی ہی چند تیر نے خطا جیسے کمان ابرو سے سر ہوتا ہی لگائے سہراب
کے جوشن مین بس سے در آئے مجبور سپر کو پناہ رو و سر کرکے سہراب نے نیزے پر اوسکو اوٹھایا
اوسنے جستی شمشیر برق فام سے نیزے کی دانڈ کے دو ٹکڑے کیے اور زمین پر گری گرتے ہی
بسان تند صبا صرصر کے ہوا سے سہراب نے جھلا کے کمند ہاکی وہ پھنس گئی فردوسی

رها شد ز بند زره موی او
درفشان چو خورشید شد روی او
سهراب او سپهر و فتنه گویا

اوسنے عاشق ہو کر بیدم سمجھکے دم دیا کہا میرا باپ مرد ضعیف ہی قلعہ میرے اختیار مین ہی مجھکو چھوڑ دے وہان جاکے تیرا کام کرونگی شادی کا پیغام کرونگی قلعے کا مالک تجھے کرونگی اطاعت مین ہونگی یہ تو خود دام محبت کا اسیر تھا وسکو فورا رہا کر دیا وہ اپنے باپ کے پاس آئی سرگذشت لڑائی کی کیفیت اپنی گرفتاری اور رہائی کی مفصل سنائی صلاح یہ ہوئی کہ حرام نمکی بری ہی بہر کیف کاوس کے پاس چلیے اندہیری رات مین وہ شمع محفل افروز اوسی روز نکلکے ایران مین داخل ہوئی سہراب کو یہ خبر سنکے بیقراری اور ندامت حاصل ہوئی کاوس سہراب کا حال لڑائی کا ڈہنگ دریافت کرکے دل تنگ ہوا گیو کو رستم کے پاس بہیجا اور تاکید کی دیر نلگانا جلد لیکے آنا گیو سیستان مین پہنچا رستم سے بیان کیا کہ ایک جوان پیلتن کوہ ہیکل سام و نریمان کی شمائل وارد ہوا ہی ایران مین تہلکہ پڑا ہی رستم کو خیال ہوا کہ میرا بیٹا نہو پہر سوچا کہ تہمینہ کیون چہپاتی لڑکے کو لڑکی بتاتی غرضکہ جب حال سن چکا عیش وطرب مین مشغول ہوا گیو نے جلدی کی رستم نے جواب دیا کہ دنیا مین فی الحال تو ایسا کوئی نہین جو میرے روبرو آئے اور جان سلامت لیجائے آخرکار جب گیو مضطر اور بیقرار ہوا تو رستم سوار ہوا

فردوسی

بفرمود تا رخش را زین کنند
دم اندر دم نامی زرین کنند

الغرض منزل بمنزل مقام کرتا بصد شوکت وشان جہان پہلوان داخل ہوا کیکاؤس انتظار مین بیقرار تھا دیر کے باعث اندہیر ہوا غصہ آیا

فردوسی

برآشفت بر گیو و بر پیلتن
بدو خیره مانده همه انجمن

فرط غضب مین طوس سے کہا جلد یہ کار کر رستم اور گیو کو زندہ دار کر

طوس نے ہاتھ بڑہایا تہمتن کو جوش آیا فردوسی تہمتن برآشفت بر شہریار

که چندین مدار آتش اندر کنار	تو سهراب را زنده بردار کن	برآشوب بدخواه را خوار کن
دلیران بشاهی مرا خواستند	همه گاه و افسر بیاراستند	سوی تخت شاهی نکردم نگاه
نگهداشتم رسم و آیین راه	اگر من پذیرفتمی تاج و تخت	همه هرچه گفتی سزا است

رستم بدمزہ ہوکے چلا عجب حال ہوا اسکو اندیشہ اور ملال ہوا کچہ لوگ گودرز کے پاس گئے نذکور عتاب شاہ کیا انجام کی خرابی سے آگاہ کیا اوسنے کاوس کو سمجھایا پند مشفقانہ کیا نصیحت کے کلمے بزبان لایا ہرچند غیظ سے بادشاہ کا حال تباہ تھا مگر نے دلجوئی اور رستم کے آنے سے کہان نباہ تھا مجبور گودرز رستم کے پاس پہنچا اوسنے جہان پہلوان کو گلے سے لگا کے نشیب و فراز سے آگاہ کیا عذر غلطی شاہ کیا پہر کہا اگر تم ہین کاوس کے کلام سے ملال ہوگا تجا تو ایران کا کیا حال ہوگا مملکت تہ تیغ افراسیاب ہو جائیگی یہ بستی بسی بسائی ویران و خراب ہو جائیگی اسکے سوا یہ مشہور ہوگا کہ رستم سا پہلوان لڑکا مقابلہ نکرسکا حیلہ کرکے چلا گیا فردوسی

بر رستم چنین داستانها بخواند	تهمتن چو بشنید حیران بماند

مروت اور جرات دلشکنی کی مقتضی نہوئی اوسکے ہمراہ کاوس کے روبرو آیا فردوسی

چو از دور شه دید بر پای خاست	بسی عذرهای گذشته بخواست	بدین چاره جستن ترا خواستم
چو دیر آمدی تندی آراستم	چو آزرده گشتی تو ای پهلوان	پشیمان شدم خاکم اندر دهان

القصہ صحبت بزم آراستہ ہوئی

تمام شب نامی و نوش مین گذری جسوقت مغان فلک نے جام آفتاب چرخ پر دکھایا دور شراب ناب

موقوف ہوا بزم سے رزم کا ہنگام آیا بہت گرد فرے لشکر رستم کے ہمراہ ایک طرف کاوس شاہ
قلعہ سپید کے قریب خیام پر احتشام ایستادہ ہوے مسل در مسل سب اوترے شب کو تہمتن نامدار کہ
عیار آزمودہ کار بھی تہا بہیات بدلکے سہراب کے خیمے مین گیا دیکھا تخت مرصع کار پر ایک نیر برج ستان
شجاعت بیٹھا ہی گرد پہلوانان نامدار سپہ سالار اپنے اپنے مرتبے کے موافق کرسی اور دنگل پر بیٹھے ہین
ساقیان سیمین ساق عشوہ و غمزے مین طاق جام زرین صراحی بلورین دردست نشاہ حسن سے مست
ہین دور ساغر مانند چرخ اخضر چل رہا ہی نشاہ اوس و ہر ایک کے سر مین ہی انکہین مل رہی ہی
رستم گوشے مین پوشیدہ یہ سیر کر رہا تہا قضای کار ژندہ نام پہلوان مجلس سے اوٹہا رستم کے قریب آکر پوچہا
تو کون ہی تہمتن نے فورا ایک گہونسا گردن پر اوسکی مارا ژندہ مردہ ہو گیا پہر اپنے لشکر مین چلا آیا کچہ دیر کے بعد
مرگ ژندہ کی خبر سہراب کو ہوئی کہ کوئی عیار طرار یہ کار کر گیا ژندہ مر گیا بہت سا پیچ و تاب کہا از غلیظ قسمین
زبان پر لایا کہ صبح کو اسکا بدلا کاوس سے لونگا سر میدان جو کہنا ہی وہ کہونگا یہان رستم نے آکے

	فردوسی	
کہ ہرگز ز ترکان چنین کس نخاست		کاوس سے سہراب کی تعریف بہت کی
تو گوئی کہ سام سوار است بس	ز ایران و توران نماند بکس	بکردار سرو است بالاش راست

صبحکو سہراب ہجیر کو ہمراہ لیکے قلعے پر چڑہا بہت دلداری کہا جو مین پوچہون اگر سچ بتاے گا قید سے رہا
ہوگا انعام پائے گا یہ خیمہ کسکی جہان ہاتہی جمع ہین کسکا ہی اوسنے کہا طوس کا ہی پہر پوچہا یہ بیرا ابر
سرخ کس خون آشام کا ہی جواب دیا کہ گودرز کے واسطے یہ ایستادہ ہی پہر سہراب نے پوچہا یہ خیمہ

خیمہ لاجوردی بھر جہان درفش کاویانی درخشان ہی بڑی شوکت وشان ہی اور تخت سلطانی رستم کی نشانی ہی کس نبرد آزما کا ہی ہجیر سوچا یہ رستم کا نشان پوچھتا ہی اگر کہدون اوسیکا ہی مبادا یہ چلا جائے اور غافل پائے تو غضب آئے فردوسی

بدین زور واین کتف وایں یال او	شود کشتہ رستم بچنگال او	زایران نباشد کسی خواستہ
بگیرد سر تخت کاوس شاہ	چہ خوش گفت موبد کہ مرن بنام	بہ از زندہ دشمن بدو شادکام

ہجیر ٹال گیا لکہا تو کچہ اور تہا ہونا وہ طور تہا کیونکر بنتا ما اذا جاء القدر اعمی البصر کہا خاقان چین کا سردار شرا کت سلطان ایران زمین کو آیا ہی سہراب نے دل سے کہا جو جو نشان رستم کے میری ماں نے بتائے ہین وہ سب مین نے پائے ہین الا جو رستم ہوتا تو ہجیر کہدیتا فردوسی

نشان دادہ بد از پدر مادرش	ہمی دید و دیدہ نبد باورش	نبشتہ بسر بر دگرگونہ بود
زفرمان نکاہد نہ ہرگز فزود	پہر رستم کا حال پوچہا ہجیر نے کہا ابہی زابل سے نہین آیا	
اور تہمتن کی مدح کرنے لگا	چو او خشم گیرد در روز نبرد	بپیشش چہ پیل و چہ شیر و چہ مرد
تنش زور دارد بصد زور مند	سرش برترست از درخت بلند	غرضکہ سہراب نشان رستم

سے نا امید ہو کے قلعے سے اوترا پہر سلاح نبرد بدن پر سجکے فوج کو ہمراہ لیکر جنگگاہ مین آیا علم کہلے کوس حربی نقارہ جنگی کی صدا بلند ہوئی جس جس کی نگاہ اوس پیل زنجواہ پر پڑی اور آنکہ سے آنکہ لڑی خود بخود ہانپنے لگا خوف سے کانپنے لگا بجز اسکے کہ آنکہ چرائے یہ جرأت نہوئی

کر اوسکے روبرو آئے پہر وہ پہلوان ارجمند آواز بلند پکارا کہ مین نے تجکو قتل کا وس کی قسم کہائی ہی اگر اوسکو
جرات ہو میرے روبرو آئے لڑنے کی حسرت نہ جائے **فردوسی** غمین گشت کاوس و آواز داد

کہ ای نامداران خسرو نژاد	یکی نزد رستم برد آگہی	کزین ترک شد مغز گردان تہی
ندارم سواری ورا ہم نبرد	ز ایران نیارد کسے کارکرد	رستم نے کہا تہا آج اور کوئی پہلوان

اوس نوجوان سے نبرد آزما ہوگا مین سمجہ لونگا اس سبب سے تہمتن نہ آیا تہا جب پیام شاہ سے آگاہ ہوا
مسلح ہوکے روبراہ ہوا جسدم پر سے رخش بڑہایا سہراب بہی فوج سے نکل آیا رستم سے کہا تو میرے
ہاتہ سے زندہ بچ نجائیگا ناحق جان دینے کا غم کہائیگا رستم نے جواب دیا کہ وہ مین ہون جسنے میرا سامنا
کیا مارا گیا جان سے بیچارا گیا مگر **فردوسی** ہمی رحمت آید تو بر دلم نخواہم کہ جانت ز تن بگسلم
سہراب نے کہا کیا تو رستم ہی تہمتن نے جواب دیا رستم کہان مین کہان تیرا وہم و گمان ہی **فردوسی**

ز امید سہراب شد نا امید	بر او تیرہ شد روی روز سپید	لڑائی ہونے لگی پہلے تو نیزہ بازی

ہوئی واندین ٹکڑے ہوگئین پہر تلوار کہچی اسکے بعد دونون نے گرز اوٹہائے عجب رنگ دکہائے
صف جنگاہ مین ہونچال تہا زمین کیسی ہلتی تہی جوانون کی چہاتی دہلتی تہی کہڑا رہنا محال تہا **فردوسی**

فرو ماند ہر دو نکاور ز کار	یکی را نبد دست و بازو بکار	رستم نے کہا تیر کی آگئی سیاہی

چہاگئی دیکہنے والون کو نظر نہین آتا لڑائی کا لطف نہ رہا سہراب سے کہا جا تجکو فرصت دیتا ہون
لشکر کو دیکہ لیتا ہون غرضکہ سہراب نے ایدہر گہوڑا اوٹہایا رستم تورانیون پر آیا ایسا ان

فردوسی میان سپہ آمدندان دو گرگ پراگندہ گشتند خرد و بزرگ عین جنگ مین تہمتن کو خیال

آیا ایسا نہو یہ پہلوان نعرہ زنان شاہ ایران کے روبرو جائے اسکو بہی جوش شجاعت آئے تو عجب سیر

ہو اسی دشت مین خاتمہ بالخیر ہو یہ سوچکے پرے سے نکلا اپنی فوج مین آیا نیا تماشا نظر پڑا جہانتک نگاہ گئی

لاشے پر لاشا نظر پڑا جدہر سہراب منہ اوٹہاتا ہی پہلوانون کے دل بیٹہے جاتے ہین پرا صاف

ہوا جاتا ہی آواز دی کہ او نوجوان بس اور اگر ہوس ہی میرے سامنے آ سہراب بہی تہک چکا تہا

اپنے لشکر مین پہر گیا شب کو کاوس کے روبرو رستم نے حال نبرد سہراب با دل پر درد جان بیتاب

بیان کیا فردوسی کہ کس در جہان کودک نارسید بدین شیر مردی و گردی ندید

مین نے کوئی فن اور کوئی حربہ اوٹہا نرکہا ایک کارگر نہوا کچہ پیش رفت نگیا صبح کو دیکہیے پروردگار

کیا کرتا ہی کون جیتا ہی کون مرتا ہی دوسرے روز پہر سامنا ہوا سہراب کے دل مین رستم کی

محبت آگئی یہ کہا فردوسی	ز کف بفکن این تیر و شمشیر کین	بزن جنگ بیداد را بر زمین
نشینیم ہر دو بر آتش بہم	ہمی تازہ داریم روی دژم	بنام تو کردم ہمی جستجوی
نگفتند نامت تو با من بگوی	نشانی ہمی بینم و نام نی	زمین نام پیدا نہ و کام نی

ہر چند سہراب نے چاہا کہ یہ رزم بزم سے بدل ہو جائے لیکن تحریر تقدیر کاتب کے لکہے کون مٹا سکے

یہ نسمجہا کہ جو نوشتہ پیشانی ہی وہی پیش آتی ہی رستم سوچا کہ یہ نوجوان خرد سال ہی اسکی صلح

کا اعتبار عقل کے خلاف ہی خدا جانے اسکا کیا خیال ہی جب تہمتن نے اوسکا کہنا نمانا

مجبور سہراب گھوڑے سے کودا
چو شیران بکشتی در آویختند ز تنہا چو خون ہمی ریختند
بزودست سہراب چون پیل مست
براورد از جای قد کردہ پست کمربند رستم گرفت و کشید
زبس زور گفتی زمین بردرید
بزد رستم شیر را بر زمین بیامد پس آنگاہ پر خشم و کین
نشست از بر سینہ پیلتن
پر از خاک چنگال و روی و دہن یکی خنجر آبگون بر کشید
ہمیخواست از تن سرش را برید
رستم نے دیکھا یہ ہلاک کرتا ہی بزیر خاک کرتا ہی یہ کلمہ کہا فرد
نخستین کہ پشتش نہند بر زمین
نبرد سرش گرچہ باشد بکین سہراب نے یہ جو سنا خنجر کو غلاف ن

کیا رستم کے کہنے سے خلاف کیا ایک فتح نصیب دوسرا شکست خوردہ مرگ سے قریب اپنی اپنی جگہ پر آیا ما
نے سہراب کے کہا بڑی غلطی تجھسے ہوئی کہ تو اپنے زبردست کو زیر کرے اور اسکے قتل مین دیر کرے کس
شمار مد سے تو بیش رہ گیا ذبح کا عزم بالجزم کیا اب فتح ہونا بہت محال ہی اتنی کسر کی آخر کو جوان
خردسال ہی سہراب نے جواب پایا بیجا ہی کیکہ زردہ ابیتوان زمین سے جرثقیل سے اوسکو پچھاڑا تہا طاقت
مین ہار انتہا بالفعل اگر پھر سے سامنے آئے گیا حرف ہی کہ ہارا بچائے ادہر رستم جو محجوب پہر الشکر اندو
الم مین گہر اسکان پر آکے غسل کیا تمام شب بدرگاہ خدا گریہ و بکا کرتا رہا اور طاقت اول رب سے
طلب کی کہتے ہین کہ رستم مین ایسا زور تہا جسکا دنیا مین شور تہا جب پیادہ چلتا اور پتھر پر پانو
پڑجاتا او مین گڑجاتا نچہ پاون چلنے سے ہاتہ اوٹہا یا تہا اتنا رنج اپنے زور سے پایا تہا
ایسی حالت مین مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کی تہی نصف طاقت سے زیادہ کم ہوگئی تہی اس

اس رات وہی طلب کی فردوسی

بر او داد یزدان هر آنچه او بجست / براورد کاهش تنش شد درست

جسوقت تہمتن مشرق لغشتہ بن سمند نیلگون پر سوار ہوا سہراب سے رستم دوچار ہوا فردوسی

بکشتی گرفتن نهادند سر / گرفتند هر دو دوال کمر / ز شبگیر تا سایه گسترد هور

همی این بران آن برین کین فزود

آخرالامر تہمتن نے نعرہ کیا کوہ و ہامون کا جگر پارہ کیا اور سہراب کو

کمربند بگرفت سرپاک گرد / برد بر زمین سر بکردار شیر / بدانست کو هم نماند بزیر

سبک تیغ تیز از میان برکشید / بزد پهلو و کتف و دل بردرید / سہراب نے آہ سرد دل زخمی

پر درد سے کھینچی اور کہا افسوس مشتاق دیدار پدر محروم و ناکام پیوند زار پایا پدر سے چلا تہمتن شیر افگن نکلا مگر تو اب مچھلی بنکر زیر قدم کا زمین نہ پہچانے گا یا اختر ہو کر فلک نشین پر آسمان چھپانے گا میرا باپ کہین منہ موڑیگا کسیطرح تجکو زندہ نچھوڑیگا رستم نے پوچھا اوسکا کیا نام ہی سہراب نے کہا

رستم جہان پہلوان ہی اور بان میری دختر شاہ سمنگان ہی فردوسی

چو رستم شنید این سخن خیره گشت / جهان پیش چشم اندرش تیره گشت

پھر سہراب سے کہا فردوسی

بگو تا چه داری ز رستم نشان / که کم باد نامش ز گردنکشان

که رستم منم کم مباد نام / نشیناد بر ماتمم زال سام

سہراب نے جواب دیا کہ اگر نشانی مجہ بے نشان سے چاہتا ہی تو زرہ کی گرہ کہول مجھمین اب طاقت نہین

چہرہ سام بازوی ناکام پہی / کنون کار کرد شد که بیکار گشت / پسر پیش چشم پدر خوار گشت

رستم نے زرہ کہولی مہرہ پہچانا فوراً رخ زرد ہو گیا دل مین درد ہونے لگا سیلین شط رنج مین غرق ہوا

سم مین رعشہ پیدا ہوا ہوش و حواس مین فرق ہوا لب پر نالہ آیا فریاد کہکے غل مچانے لگا بیٹے
یہ بچہاڑ کے پچہاڑین کہانے لگا دیر تک رخش کو خالی جو دیکہا سبکو یہ خیالی ہوا کہ رستم مارا گیا سرداران سپاہ
نامداران زرہ خواہ آگے بڑہے سہراب کو تو خون مین غلطان دیکہا اور تہمتن کو بر روی خاک گریبان
چاک بطپان دیکہا پہلوانون نے رستم کا سر زمین سے اوٹہا کر زانو پر رکہا حال پوچہا رستم آہ کہینچکے یہ بولا

فردوسی پسر را بکشتم بہ پیرانہ سر زتقدیر گشتم چنین کور و کر

زوارہ گیا مجمع سارا رونے لگا

جان کہونے لگا سہراب نے اوسی حالت مین سبکی تشفی کی سمجہایا کہ اس سے کیا فائدہ مین نہین سمجہتا

فردوسی چنینم نوشتہ بد اختر بسر کہ من کشتہ گردم بدست پدر

لیکن یہ آخری وصیت ہی کہ جو
سردار اور پہلوان نامدار مع فوج میرے ہمراہ آئے ہین مجکو وطن سے ما ورخستہ تن سے چہڑا کر لائے ہین
انکو کسیطرح کا رنج و ضرر نہو لڑائی انسے بار دگر نہو یہ کہکے سہراب نے جان بحق تسلیم کی رستم کی کمر

بار الم سی ودہیم کی جہان پہلوان کریہ کنان کلمے یہ زبان لایا **فردوسی**

بریدن و دود ستم سزاوار ہست
کہ جز خاک تیرہ مبادم نشست

دریغ این ہمہ مردی ورای تو
دریغ آن رخ و قد زیبای تو

دریغ این غم و حسرت جانگسل
زمادر جدا و زپدر داغ دل

پہر زوارہ کو ساتہ کرکے ہوتن کو

حسب وصیت … ن پار اوتار دیا اسر کا بار اوتار دیا نعش سہراب ایک تابوت تہا سر اہم
کا سامان ت … یہ بندان حیران تہا ایکطرف تو داغ نوجوان پسر کی لاش خنجر پدر سے
دل و جگر پاش … کبہی جا غسال سر بگریبان گہ بان گو رکن کہین کہڑے گہڑے بیر کی ہچکی اور

اور روئی تہی قتل پسر سے سراسر رستم کی بی آبروئی تہی آخرکار غسل و کفن دیکے تابوت مین رکہا اور
صندوق نعش اوٹہاکر سبز زربفت کی چادر اوسپر ڈالی سرہانے کی طرف سہرا لٹکایا شامیانہ اوپر کہینچا
فرش کاویانی اوسپر کہولا دہنے بائین سپاہ بالباس سیاہ تلوارین کہینچی حال زبون نشان سب سرنگون
اور فوج کے سرداریلان خنجرگذار انکی پوشاک نیلگون آنکہین جیسے جوی خون جہان پہلوان کی یہ شان
نعلون مین لوگ ہاتہ دیتے سر فلک فرسا خم کیے پیراہن بصورت کفن گریبان تا دامان چاک کپڑون
مین بیتے کا لہو لگا تمام عمر کا دہبا سر پر خاک اور طرز تقریر جسطرح ناوک بیداد کا تیر ایک ہاتہ درد کی
شدت سے کلیجے پر دوسرے سے خاک بر سر پاؤن رکہتا کہین لڑکہڑانے سے کہین جاتا نالہ تا عرش برین
جاتا ہر بار یہ کلمہ زبان پر لاتا لوگون کا دل دکہ جاتا کہ ضعیفی مین کلنک کا ٹیکا لگا مطعون مین تیرہ روزگار
ہوا میرے سوا کس باپ کا خنجر آبدار تشنہ دیدار بیٹے کے سینے سے پار ہوا مجکو اپنا قتل
گوارا ہی نوجوان بیٹا مین نے مارا ہی **فردوسی** سراپردہ آتش آتش اندر زدند همہ لشکر ش
خاک بر سر زدند اسی شوکت و شان غم کے سامان سے سیستان مین جنازہ پونہچا زال نے
ماتم کی خبر سنکے سن ہوگیا نیلی پوش ہوا دین و دنیا فراموش ہوا شہر کے دروازے پر وہ
جگر خراش تیے پوتے کی لاش لینے چلا عزیزون کا غول ہمراہ ہوا اور رستم کی مان با اندوہ فغان قبیلے کی
رنڈیان نعرہ زنان شہر پناہ تک آئین سر نعش حلقہ باندہا دیر تک ماتم کیا نوجوان کے مرنے کا سب نے
غم کیا **شعر** کہ پیر نود سالہ بمیرد عجبی نیست این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد رنڈیون کے

بیان کا زبان قلم کو یارا نہین یا جوا ہی عام تہا قیامت کا قیام تہا آخر کار رستم نے جوان سہ جبین کو
پیوند زمین کیا اونکا جینا کیا جسکا عجب اندوہ و الم سے کلیجا چہنا ہوا ایسے جوان بیٹے کی صورت
بگاڑ کے بوڑہا باپ قہر کا مجاور بنا ہو جو بیدہ پسر نادیدہ پر کو پایا کہ جان کو کہو یا عمر بہر کہنا اوسکے ماتم مین بیٹہا
اور اوسکی مان کا یہ ماجرا سنکے عجب حال ہوا ایکدم جینا محال ہوا تہمینہ نگار کو آگ دی اوس آتش سوزان مین
وہ دل جلی کود پڑی لوگون نے گو جلدی نکالا تہا مگر سہراب کے وطن تک ن مین مرا رہا چہا لاتہا الاکہ رنج

سہتی تہی ہر بار یہ کہتی تہی	فردوسی	نشان داده بود از پدر مادرش	ز بهر چه با مادر بی باورش
چرا یار هم با تو اندر سفر	شدم از تو یکبارگی بیخبر	وز آن نقش که بد باب داده نشد	ز انگشت پیچیده از مهر کند
بپوشید پس جامه نیلگون	همان نیلگون غرق کرده بخون	همی روز و شب نوحه کرد و گریست	پس از مرگ سهراب سالی بزیست

اب افسانہ سیاوش کہ مرگ سہراب سے حیرت افزا زیادہ ہی وہ شروع
ہوتا ہی خامہ قصص نگار کبہی اشک سیاہ اور کبہی سرخ سے
روتا ہی ہمت سوداوہ اوس پاکدامان پر آفت کا آنا مملکت توران

ازین داستان روی بر تافتم	بگار سیاوش بپرداختم	کهن گشته این داستانها ز من
همی نو شود در دهر انجمن	فردوسی نے لکہا ہی کہ ایکروز گیو اور طوس دریای جیحون کے کنارے شکار	

کہیلنے ستی گئے شکار اور وہان کی کیفیت اور بہار سے اوس دشت مین مقام تہا شب کو آرام لیکر
سویرا ہوا شکار کے سوار و ہمراہ ہو تہا اتفاقاً صحرا و دشت مین ایک آہو سپید و روبی دام و صحرا

صیاد ندیدہ نظر آیا یعنی مہپارہ قابل نظارہ حسین پر گل اندام پری پیکر دل آرام بالباس شاہانہ نادر آئی
اوس سے حال جو پوچھا دم سرد بھر کر جواب دیا کہ بلغار کا بادشاہ شاہ پور جو مشہور ہی مین گم کردہ
خانمان اوسکی بیٹی ہون بہت سے شاہ و شہریار میرے طلبگار تھے میرے باپ کو انکار تہا جب اونکی
مرضی والی توران پشنگ سے ہوئی مین سخت دلتنگ ہوئی کہ وہ صورت اور سیرت کا بد از حد تہا میری
نارضامندی پر تمام گہر دیبی قصر رہوا ناچار گہبرا کر نصف شب گذرے گہوڑے پر سوار ہو کے مین فرار ہوئی
دریا مین ڈوبنے کو گہوڑا ڈالا پروردگار نے پار نکالا کوس کرے جو چلی سکے نحوست بخت سے گہوڑا سقط
ہوگیا پیادہ پا چلنا پڑا تین دن سے اس جنگل اور دو دام مین ہون گرفتار الام بسر کرتی ہون شب مصیبت
تنہائی مین رو رو کے سحر کرتی ہون دیکھیے چرخ سفلہ پرور در بدر تو کر چکا اب کیا دکہاتا ہی یہ اندہیری
راتین تو کٹین اب کونسا روز سیاہ پیش آتا ہی گیو اور طوس یہ سنکے اوس سے مانوس ہوے مشتاق
کنار و بوس ہوے دو ملا مین ایک مرغی حرام ہوتی ہی دونون ناکام رہے کیونکہ اوس سے مطلب
کے جو سائل ہوے آپس مین قصہ درمیان آیا فساد حائل ہوئے فیصلہ اسپر ہوا کہ ابہی اسکو کوئی
ہاتہ نہ لگائے جبتک کیکاوس کے روبرو نجائے بعد ملاحظہ بادشاہ جسکو عنایت کرے وہ لے جس وقت
وہ آفت روزگار کاوس سے دوچار ہوئی بنظر اول طبیعت بے اختیار ہوئی ارشاد کیا تم دونون اسسے
ہاتہ اوٹہاؤ سر دست ہمارے محل مین پہنچاؤ عنایت پروردگار دیکھیے چند عرصے مین وہ باردار ہوئی خاتون
با عز و وقار ہوئی اور فرزند نرینہ جیسے الماس کا نگینہ مہر طلعت ماہ جبین انتہا کا حسین پیدا ہوا

جسنے دیکھا نثار ہوا کاوس شیدا ہوا موبدان اختر شناس سعد و نحس سے ماہر اور نجومی خوش قیاس
گردش مہر و ماہ جن پر ظاہر تھی حاضر ہوے بادشاہ نے کیفیت طالع اوس نیر طالع کی پوچھی سب نے
بعد تامل بسیار بہت غور کرکے اظہار کیا کہ جوان بخت ہوگا شباب مین صاحب تاج و تخت ہوگا لیکن بعلت
افترا بہتان کے باعث پریشان خاطر رہیگا دل کا راز نکہیگا پہر کچہ ایسا مقدمہ دیکار ہوگا کہ مجبور غریب
دیار ہوگا پریشانی پہر دور ہوگی جمعیت خاطر حاصل طبیعت مسرور ہوگی صاحب فوج ہوگا ملک اور مال کا
مالک بڑا اوج ہوگا پہر دفعۃً یہ ڈہنگ ہوجائے کہ جنگ ہوجائے اور گرفتار ہو بیجرم و گناہ تیغ آبدار ہو کر نام اوس
خانہ بدوش کا سیاوش رکہا چاہیے **فردوسی** چو شد دیدۂ کودک چون پری بچہر نشان
بت آزری جہاندار نامش سیاوخش کرد برو چرخ گردندہ را نخش کرد بادشاہ کو خوشی تو
ہوئی مگر مآل کار کا نجومیون کے اظہار سے ملال رہتا تہا اسی کا خیال رہتا تہا رستم اوس اختر تابندہ
کو دیکہکے پرورش کا طلبگار ہوا کاوس نے حوالہ کیا چند عرصے مین طریقہ فرمانروائی آداب شاہی سیکہا
اور فن سپہگری مین بہی کوئی دقیقہ باقی نرہا **فردوسی** سیاوش چنان شد کہ اندر جہان
بمانند او کس نبود از مہان اور سوای شکار شیر اور کسی جانور پر رغبت اوس دلیر کو نتھی جب
وہ نامور زمانہ ہوا تو رستم مع تحف و ہدایا اوسکو لیکے کاوس کی خدمت مین روانہ ہوا آمد کی خبر سنکے
کاوس نے وزیر امیر سپہ سالار اور نامدار استقبال کو بہیجے بڑے تجمل اور شوکت و شان سے
وہ نوجوان کاوس کے روبرو آیا مہر پدری خون جگر نے جوش کہایا کاوس نے کلیجے سے لگایا اور

اور اوسکے علم و ہنر پر مطلع ہوکر رستم کی تعلیم کی بہت تعریف کی پہر سات برس اپنے ساتہ رکہکے جو فضل و
کمال باقی رہا تہا اوسمین بیمثال کیا القصہ ہر علم و فن مین طاق ہوا صورت اور سیرت مین خلف شہریار
شہرۂ آفاق ہوا قضای کار اسکا حال اور دہوم حسن و جمال کی سنکے سوداوہ دوسری جورو
کاوس کی سیاوش پر فریفتہ ہوئی حیلے سوچنے لگی ایکدن کاوس سے کہا مین نے شاہزادی کی غائب
سے لیکے پالی ہی چاہتی ہون کہ اوسکا عقد سیاوش کے ساتہ ہو میرے پاس اوسکو بہیجدو کاوس نے سیاوش کو
محل مین بہیجا جیسے سیاوش نے سلام کیا سوداوہ کو ننگ کا خیال آیا نہ عار کیا تنگ بغل مین لیا خوب
پیار کیا یہ جوان عنادی عقل و دانا تہا طرز دلبری دیکہا مہر مادری کو نپایا بہت گہبرایا بظاہر شاہزادی کا
سوداوہ نے پیام دیا باطن مین اپنا کام کیا سیاوش زمانہ سازی کچہ دمبازی سے رخصت ہوے اپنے مکان پر آیا
دو چار دن کے بعد پہر اوسنے طلب کیا اور صحبت بے دغدغہ غیر ہوئی یعنی خلوت تو عجب سیر ہوئی ولولے زبان
ضبط ہو سکا راز دل برزبان آیا وقت امتحان آیا کہا مین تجہپر عاشق زار ہون مرغ بسمل سے زیادہ طپان
اور بیقرار ہون میرا مطلب برلا دام الم سے چہڑا کاوس کا جو تخت و تاج ہی وہ تیرے واسطے آج
ہی سیاوش نے کہا معاذ اللہ یہ لذ الزنا کا کام ہی تو مجہپر بہرکیف حرام ہی مین اپنی جان دونگا
جان بوجہکے یہ حرکت ناشایستہ نکرونگا جب سوداوہ کو وصال سے یاس ہوئی تو بدحواس ہوئی ان کیدکن
عظیم خدای علیم فرماتا ہی وقتہ گریبان و دامن تک پاش پاش کیا اور ناخن سے روی تابان کو خراش
بالون کو نوچا پریشان کیا ستم رسیدن کا سامان کیا شور و غوغا آسمان تک پہونچا آخر کار کاوس

کان تک پہنچا محل مین آیا عجب تماشا نظر پڑا سو وہ کو سٹرن پایا کپڑے لتے پہٹے پر ناخن
کے نشان آئینے کی طرح حیران ہی حال پوچھا اوس مکارہ نے کہا تیرے پسر ناخلف نے میرا یہ ہتک بنایا ہی
بڑی کوہ کنی سے شیشۂ عصمت اوس سنگدل کے ہاتہ سے بچایا ہی تجہی ہی مجکو و بوجہا مین انکار کیا تو نوچا
کاوس نے سیاوش کو طلب کیا کہا یہ کیا غضب کیا او نے راست راست کم و کاست بیان کیا کاوس ہی
سن رسیدہ گرم و سرد روزگار دیدہ تہا اوس نے دریافت کیا کہ سیاوش کا قصور ہی یا نی قصور غیر کا ہی
ہی اور اہل نجوم کی تقریر ہی اوس شاہ کشورگیر کو یاد تہی چاہا کہ اوس جہوٹی مکارہ کو تیغ بیداد
سے پارہ پارہ کرے چند امر مانع ہوے ایک تو سرا پردہ خاص مین اور کوئی خواص غمگسار پر تیار
نپائی دوسرے اوسکی اولاد کی خردسالی یاد آئی تیسرے بڑا یہ بچاو تہا کہ طبیعت کا لگاو تہا
قتل سے درگذرا دہمکا کے کہا کہ سیاوش بے گناہ تیرا سامان جعلی اوسکا شاہد ہی خدا
گواہ ہی اس راز کو افشا نکرنا اپنی عصمت خاک مین ملا کے مجکو رسوا نکرنا مگر وہ بے حیا کب
باز آتی تہی روز نیا فعل لاتی تہی اتفاقا ایک فاحشہ حاملہ اوسکے ہاتہ آئی شیطان کی نذر
دلائی بہت سے روپے دیکے اس بات پر اوسکو آمادہ کیا یہ سبق دیا کہ تو اپنا پیٹ گرا کے زنا کی
تہمت مین سیاوش کو لپیٹ لالچ برا ہوتا ہی وہ راضی ہوئی ایکشب کاوس محل مین سوتا تہا
یکایک غل ہوا کاوس چونکا پوچھا کیا ہی لونڈیون نے عرض کی فلانی مدنظر سلطانی حاملہ تہی اسوقت
وضع حمل کچا ہوا مردہ بچا ہوا اوسکو روبرو بلایا رات کا وقت بادشاہ نے صورت تو نہ دیکھی ماجرا

ماجرا پوچھا اوسنے حرف بحرف سوداوه کی تعلیم بیان کی کہ سیاوش نے بصیغہ جبر و تعدی مجھے زیر
کر کے زبردستی بدفعل کیا مین رو رہی پیٹی تڑپی کچھ پیش نگیا اوسی دن سے درد ہوتا تہا آج حمل گرا
سوداوہ نے کہا دیکہا تو اوسکو نیک پارسا جانتا تہا میری بات نمانتا تہا اللہ نے آنکہون سے دکہایا
تیرے روبرو آیا کاوس نے صبح کو جلوس کر کے پہلے موبد اور نجومی بلائے وہ مردہ بچہ دکہا کر حال
پوچہا اون لوگون نے ہفتے کی مہلت لی جب خوب حقیقت دیکہی حاضر ہو عرض کی یہ نطفہ
بازاری شوکت و ثروت سے عاری ہی اگر نطفہ شاہ و شہریار ہوتا خفتہ بخت تہو طالع بیدار ہوتے

نشان بد اندیش ناپاک زن — بگفتند با شاہ در انجمن — سوداوہ نے فریاد و زاری سے ہنگامہ

برپا کیا کہا رستم نے نجومیونکو دہمکایا ہی اس سبب سے اونہون نے یہ فقرہ بنایا ہی تو اپنے بیٹے کی
حمایت کر کے مجکو ذلیل و خوار کرتا ہی امر حق کا انکار کرتا ہی مین اپنا جوہر کرونگی یا زہر کہا کے
جان دونگی ناچار اس بات پر قرار ہوا کہ لکڑی کا انبار ہوا وسمین آگ لگا دو جب شعلہ کرنا رنگ جائے
سیاوش اوسمین ورا جہوٹ سچ کی حقیقت اوس حال مین کہل جائے غرضکہ مثل آتش نمرود
آگ جلی بعد اسکے وہ شاہزادہ خلیل مانند خلیل اوسمین جا کے ٹہرا جسوقت باہر آیا دامن عصمت

مین دہبا نظر نہ آیا فرود — ز آتش برون آمد آزاد مرد — لبان پر ز خندہ و رخان ہمچو ورد
چو بخشایش پاک یزدان بود — دم آتش و آب یکسان بود — کاوس کو اپنے فرزند کی راستی کا

یقین ہوا سوداوہ کا برا کام ذہن نشین ہوا جلاد طلب ہوے قتل کا اشارہ ہوا سیاوش اور رستم نے سفارش کی

درگذرنے کے سوا کچھ چارہ ہوا اگر وہ بدذات دن رات سیاوش کے کہاتے ہین ہستی تھی اسی اثنا
مین خبر آئی کہ افراسیاب پھر باساز و سامان عازم ایران ہی کاوس نے کہا قوم ترک کے نزدیک ترک کرنا
عہد و پیمان کا بہت آسان سہل بات ہی عجب یہ قوم ہی بد انکی ذات ہی پریشانی مین عجز و
نشے سے صلح کرتے ہین و جمعی ہوتی ہی توڑتے ہین ابکی بار انکی آسایش تلخ کرونگا مملکت کو ویران
خراب تا بلخ کرونگا جب تک افراسیاب خستہ و خراب توران سے فرار ہوگا مجکو صبر و قرار
نہوگا سیاوش سوچا اس لڑائی کا بار اپنے ذمے لو سوداوہ کی جنگ زرگری سے نکلو کاوس سے
عرض کی اس مہم کا اس بار فدوی امیدوار ہی تہمتن صف شکن اگر میرے ہمراہ ہوگا تو افراسیاب
بدو نیزدان جلد تباہ ہوگا کاوس نے رستم سے مصلحت پوچھی اوسنے بھی سیاوش کی خاطر خواہ صلاح
دی کہا شہریار راحت و آرام فرمائے نمکخوار سیاوش کے ہمراہ شرط خدمتگزاری بجالائے القصہ فوج جرار
جوق جوق او خیل خیل مانند سیل روانہ ہوئی اور زر نقد فزون از شمار فیل جنگی کوہ پیکر اسپان
سبک جست رفتار مین صرصر یلان نامدار خنجر گذار جو میدان نبرد او معرکہ رزم کو بزم طرب سے
اچھا جانتے تھے اور عروس مرگ کا مہر نقد جان باندھکر کمر کھولتے تھے دامن گر دلتے تھے ہزار دم
تلوار تولتے تھے سیاوش کے ساتھ چلے کاوس ایک منزل ہمراہ آیا وہان سے رخصت کیا اوسطرف
افراسیاب کرسیوز کا انتظار کرتا تامل سے چلا آتا تھا مگر سیاوش نے بجلدی تمام شہر بلخ کا محاصرہ کیا فردوسی
چو ایران سپہ رفت بہ بندر نگ   بدروازہ بلخ برساخت جنگ   بارمان بلخ کا حاکم تھا کچھ دن نکلکے لڑا جب

جب عافیت تنگ زندگی تلخ ہوئی بہاگ گئے قلعے مین چہپا کرسیوز بلغار آیا پہر دونون لشکر لڑے لیکن تاب
گرز گوہ شکن اور شمشیر برق وش بہمن کی نلائے پہر فرار ہو کے قلعے مین آئے ہزارہا سر پامال سم سمند
ہوے دونون قلعہ بند ہوئے یہ خبر وحشت اثر سنکے افراسیاب بہت بیتاب ہوا شب کو عالم خواب
مین نعرہ کرکے چونک پڑا مخدرات عصمت متحیر حال پوچہنے لگین **فردوسی** چنین داد پاسخ کہ
پرسش مکن مکو اندرین وقت برمن سخن آخر کار جب تکرار کی نوبت آئی تو کہا مین نے
اسوقت خواب مین دیکہا کہ ایک صحرای پرخطر ہولناک ہی وہان سب لشکر مین کہڑا ہون جہان تک
نگاہ جاتی ہی سانپ نظر آتے ہین اور سر پر عقاب منہ کہولے تہرلتے ہین ناگاہ ایران کی طرف سے
تند ہوا چلی اور پہلوان آئے علم سیر انکو نسار کیا خیمے کی طنابین کاٹکے مسمار کیا تمام فوج بہی سیری قتل
ہوئی جو جی خون ہی پہر مجکو گرفتار کرکے کاوس کے روبرو لیگئے دو نوجوان بلند قامت خرد سال تخت
کے روبرو بیٹہے تہے وہ اوٹہے مجہ پر تلوار لگائی غصے سے نگاہ کی اوسکی ضرب سے مین نے آہ کی تاب
صدمہ دل پر ہی تعبیر دان حاضر ہوئے برعکس اوس خواب کی تعبیر کی افراسیاب کی تسکین ہوئی دو نے سے
کہا اس واقعے کی حقیقت بے کم و بیش بیان کرو سچ کہدو اوسکے خوف و ہراس نے اون سبکے ہوش و
حواس کہو دئے تہے ایک نے جان کی امان مانگکے عرض کی کہ بالفعل سیاوش سے لڑنا مناسب نہین
صلح کرنی ضرور ہی وگرنہ اس جنگ مین ضرر ہی فتور ہی یہ بات افراسیاب کو پسند آئی اوسکو
خلعت و انعام دیا اور گرسیوز بہی اوسی روز بلخ سے بہاگ آیا افراسیاب نے ہدیہ ہای نادر گران بہا

تحفے نہایت تحفہ اور صلح کا نامہ لکھکے گرسیوز کو سیاوش کے پاس بھیجا سیاوش نے بہت تعظیم و تکریم سے اپنی
طرف تخت بچھوا کے بٹھایا لطف سے پیش آیا بہت رستہ تہمتن خیوہ ہمت چپ گرسیوز روبرو مجلس طرب
قرینے سے سب پہلے اوسنے نامہ یا رخصت کے وقت پیام زبانی عرض کیا تخلیے مین سیاوش نے جہان پہلوان
مرد کار روان سے نامے کا مضمون بیان کرکے مصلحت وقت پوچھی تہمتن نے کہا افراسیاب اپنے لڑنے کی
تاب نلایا پھر صلح پر آیا لیکن وہ جھوٹا مکار ہی اوسکے قول و فعل کا کیا اعتبار ہی دو شرطین جو قبول کرے تو
مضایقہ نہین ایک تو یہ کہ سو آدمی بطریق گرو بھیجے اور بین نصف عزیز و اقربا کے سا آئے پہلوان نامدار
دوسرے ایران سے جو کچھ لوٹ کے لے گیا ہو جس بستی کو اوجاڑ کیا ہو اوسکو بسائے لوٹ ہمارے پاس
پونچائے تو صلح ہو جائے دوسرے روز گرسیوز نامہ کا جواب لینے آیا سیاوش نے شرطونکو سنایا گرسیوز نے ماجرا سب
افراسیاب کو لکھا اوسنے قبول کیا پہلوان نامی عزیز گرامی حسب طلب روانہ کیے اور سمرقند و بخارا
اور سکے قبضے مین تھے خالی کر دیے آپ بادل تنگ توران سے لب گنگ قیام کیا سیاوش نے وہ
اسباب بطریق پیشکش رستم کے ہمراہ کیا فتح کی صورت کاوس کو آگاہ کیا یہان تہمتن کے
آنے سے پیشتر افراسیاب کے خواب کی خبر کیکاوس کو پہنچی تھی نجومیون سے مآل کار کا حال معبرون
سے تعبیر سب کچھ پوچھ لیا تھا وہ بالاتفاق یہ کہتے تھے کہ نصرت و اقبال شاہی امسال افراسیاب کا
استیصال ہو جائیگا کا مقصد آئیگا جسدم جہان پہلوان مع ہدیہ افراسیاب اور صلحنامہ کاوس کے روبرو لایا بہت
آزردہ ہو کے منہ پھیر لیا کہا تو سمجھ سے مین چہرہ ارژنگ کا طلبگار ہون اگر تجکو اس لڑائی سے انکار تھی پیشتر

چندے آرام کرو دوسرا شخص اس کام پر بھیجا جاتا ہی تہمتن کو یہ کلمہ سخت گران گذرا عرض پیرا ہوا مجھکو
ہمراہ رکاب ظفر انتساب رکہیے کسی اور کو اس لڑائی پر نامزد کیجیے کاوس نے اوسی دم طوس کو
سالار لشکر کیا سیاوش کو پیغام دیا کہ وہ جو سو آدمی افراسیاب نے بہیجے ہین اونکو میرے پاس
روانہ کرو ہدیہ اوسکا سترد کر دو اور فوج و لشکر طوس کو حوالے کر کے یہان چلے آو سیاوش یہ ماجرا سنکے
افسردہ خاطر ہوا دلمین سوچا کہ باپکی اطاعت و فرمان برداری مین عہد شکنی ہوتی ہی تمام زمانہ ناتجربہ کار
کہے گا اور عدول حکمی مین کہان جا رہے گا اسی طرح دو چار گہڑی عقل سے اور دل سے گفتگو
رہی پہر افراسیاب کے لوگون کو اوسی کے پاس رخصت کیا نامہ لکہا کہ کاوس صلح پر راضی نہوا بلکہ
اعتراض مین آیا طوس کو سپہ سالار بنایا وہ مستعد جنگ آمادہ کارزار آتا ہی خبردار رہیے مین عہد و پیمان پر ثابت رہا
سلطنت کو چھوڑا یار و دیار سے منہ موڑا سلسلہ الفت و محبت توڑا اب یہ عزم بالجزم ہی وان جاتا ہون کہ کیکاوس کے
ہاتہ نہ آئیے وہ خون آشام ہی ور پی انتقام ہی والسلام افراسیاب نامہ کو پڑہکے غمگین ہوا
لڑائی کا یقین ہوا پہلے تو کاوس کو نفرین لکہی سیاوش کو تسکین لکہی پہر تحریر کیا کہ کاوس
سے مجکو کسی طرح آشتی منظور نہین اور طوس بیچارہ ہی اوسکو لڑائی کا شعور نہین جسدم فوج مقابلے
مین آئیگی سر میدان گوشمالی ہو جائیگی اور آپکی تشریف آوری جو لکہا تہا اگر اس طرف چلے آؤ دلکو سرور
آنکہون کو نور آئے گا کاوس کے بعد اشتیاق ہو جائیگا جونسا ملک کہو خواہ وہ سبب راحت کو منظور
ہو گا بجان و دل حاضر ہی ۔ تو فرزند باشی و من چون پدر ۔ بدو ہم چنین فرزند بستہ کمر

جسدم جواب با صواب افراسیاب کے پاس سے آیا سیاوش بشاش ہوا بہرام کو بلایا مملکت بلخ اور خزانہ
تمام سپاہ اوسکے سپرد کی طوس کی راہ نہ دیکہی تین سو سوار ہمراہ لیکے توران کی راہ لی جیحون سے پار ہوا
افراسیاب سے دوچار ہوا پہر نامہ کاؤس کو بصد رنج و الم رقم کیا کہ ایک زن مکارہ عیارہ کی تہمت بیجا
سے میرا قتل گوارا تہا نجومیون نے بلا ترغیب بیگناہی کی گواہی دی اسپر آتش غضب نہ بجہی جلتی ہوئی
آگ مین سوداوہ کی لاگ سے ڈالا دانای نہان و آشکارا نے سلامت اوس سے نکالا جب مین نے
افراسیاب کو تنگ کیا جنگ سے صلح کی نوبت باین شان و شوکت پونہچائی مفسدون کے بہرکانے سے
آپکو پسند نہ آئی اولٹے مورد عتاب تقصیروار ہوا طوس فوج کا سپہ سالار ہوا آیندہ کس جانفشانی پر
امیدوار عنایت و مہربانی ہوتا ناحق بیہودہ اوقات کہوتا ایسی باتون سے مجبور اپنے پاون سے دہن
اژدرہین مین نقشہ جہگر دا آیا تمہارے ننگ گوارا کیا اگر دشمن خواری سے ہلاک کرے بہتر ہی نہ کہ باپ
بیزاری سے آنکہ اوٹہاکے دیکہے **فردوسی** زشادی بگردم دل خود رہا   شدم من ز خشم و درد هم اژدہا
القصہ افراسیاب سیاوش کی آمد سنکے استقبال کو آیا دوبدو ہوے تو گہوڑے سے اترا **فردوسی**

سیاوش چو او را پیادہ بدید | فرود آمد از اسپ پیش دوید | گرفتند مر یکدگر را ببر

بسی بوسہ دادند بر چشم و سر   پہر سیاوش کو سوار کیا در شہر پناہ سے دیوان خاص تک سیم و زر
نثار کیا اور جشن شاہانہ ترتیب ہوا ایکطرف مطربان خوش صدا انجمن پرداز ہوا اونکے ساز رباب چنگ و سرود و دہلین
سے کرحاضر ہوے اپنے قرینے سے بیٹہے ایک سمت پریرخان ہر دجبین رشک لعبتان چین کا مجمع

مجمع ہوا غلغلۂ عیش و نشاط تا چرخ برین پونہچا ناءی و نوش کا شغل رہا افراسیاب سر محفل سیاوش
کی مدح کرنے لگا کہا پروردگار نے تین شرف تجکو عطا کیے ہین ایک تو یہ کہ نسل کیقباد سے ہی
دوسرے اس سن و سال مین راسخ الاقرار ہونا محال ہی تیسرے صاحب حسن و جمال ہی ایک جہان مفتون و
شیدا ہی یہ ہماری خوش نصیبی ہی کہ تونے اس سرزمین کو فردوس آئین کیا اگر گوشہ کلاہ میرا
آسمان فرسا ہو تو بجا ہی تجسا جلیل القدر شاہزادہ عالی گہر میرے شہر مین رونق افزا ہی سیاوش
اس الطاف و عنایت سے بمرتبہ اتم مسرور ہوا رنج و ملال طبیعت سے دور ہوا کلمات شکریہ زبان
لایا کہا یہ جو کچھ ارشاد ہوا فقط مراحم شاہانہ ہی و گرنہ بندہ غریب دیار بی یار و مددگار گم کردہ آشیانہ
ہی اب ہر روز محبت و الفت کی ترقی ہوتی تہی دل کی کلفت کہوتی تہی چند روز مین مشیر
خاص با اختصاص ہوا طرب یا بس کے مشورے سیاوش نہوتا تہا پہلے یہ جب آرام کر لیتا تو افراسیاب
سوتا تہا پیران ویسہ کہ اکابر سلطنت اور عقل کل افراسیاب کا تہا اوسنے یہ حال اوس صاحب اقبال
کا جو دیکہا سیاوش کو تنہا لے گیا اور یہ کہا فردوسی بدین مہربانی کہ با تست شاہ
بنام تو خسپد در آرامگاہ چنان دان کہ خرم بہار تو ئی نگارش تو ئی غمگسارش تو ئی
آپ ایسے شفیق کے پاس سے دور جانا عقل کے نزدیک ناروا ہی بڑا ہی مصلحت یہ ہی کہ آپ ہی
شادی کرے کہ مونس و غمگسار ہو شب تنہائی مین جلیس و وفا شعار ہو سیاوش راضی ہوا
پیران نے اپنی بیٹی کا کہ یہ اوسکو جریرہ کہتا تہا اور نام اوس سنمبر کا کل شہر تہا اوسکے ساتہ عقد کر دیا

نہایت حسین وہ مہرجبین تہی شمع انجمن افروز شب تار یادگار روزگار خجستہ اطوار تہی فردوسی

سیاوش چو روی جریرہ بدید	خوش و خوب خندید و شادی گزید	شب و روز خاطر بدیدہ اوی

خرم و شاد کرتا تہا ہو لکرہی کبہی کاوس کو اور سلطنت ایران کو نہ یاد کرتا تہا اتفاقا کسی ملازم نے سیاوش سے کہا آپنے شادی ہین جلدی کی مگر نہ افراسیاب نے اپنی بیٹی فرنگیس غیرت بلقیس تجویز کی تہی سیاوش نے جواب دیا اب کیا بگڑا ایسے مقدمون ہین اتنی بات سے کہین خلل ہوے ہین بادشاہزادون کے سیکڑون محل ہوتے ہین یہ کہکے افراسیاب کے موبد خاص کو پاس بلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ افراسیاب مجھسے محبت اپنے فرزندون سے زیادہ کرتا ہی اور ہین بہی باپ سے زیادہ اوس شاہ عالیجاہ کو سمجھکے پناہ لایا ہون اگر مجھکو دامادی ہین سرفراز کرے شفقت سے بعید نہو یہ خبر افراسیاب سنکر راضی ہو گیا سیاوش نے گلشہر سے اجازت چاہی وہ جو عاشق زار تہی فرنگیس نثار تہی کہنے لگی میری عین خوشی ہی تجہسے زیادہ فرنگیس کی اطاعت کرونگی لونڈیون کی طرح خدمت ہین رہونگی اور اوسی روز رسم کے موافق سامان ساچق درست کرکے خود گئی فردوسی

زمین را ببوسید گلشہر گفت	کہ خورشید را گشت ناہید جفت	اور ایسی خدمت کی کہ فرنگیس اسکی

عاشق ہو گئی ایک ہفتہ جشن خسروانہ مجلس بے تکلفانہ رہی آٹہوین دن فرنگیس سیاوش کے عقد ہین آئی نقد و جنس زر و جواہر ہاتہی گہوڑے بہت سے افراسیاب نے جہیز ہین دیکے حکومت چین اوس رشک غزال ختن مہ جبین کو دی کہ چند روز کے بعد غیرہ وہان سیر کرے سیاوش تو فرنگیس کو ساتہ

ساتھ لیکے چین مین آیا اور یہ حال مفصل کسی نے کاوس کو سنایا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی بہت غمگین ہوا
رستم بھی بے اجازت سیستان مین جا کے خانہ نشین ہوا کاوس نے طوس کو نامہ لکھا جبتک توس نے منع کیا ذکر باہمی

فساد باعث تحریک گرسیوز تھا کہ وہ بھی افراسیاب کا داماد تھا اور سیاوش کا

پنہانی عدو جانی لکہا ہی کہ سیاوش جو چین مین گیا وہان کی آب و ہوا سے چین نکلا کچھ لوگ اطراف و
جوانب مین رخصت کیے کہ کوئی سرزمین پر فضا ڈھونڈ کے خبر کرو آخر کار کنار گنگ سبکو پسند آیا سیاوش سے آکے کہا

نہ گرماش گرم و نہ سرماش سرد	ہمہ جای شادی و آرام خورد
یکے بوستان از بہشت و بس	نہ بینی دران شہر بیمار کس

سیاوش نے جا کے دیکھا صحرای پر فضا دریای گنگ کا کنارہ اوسی جا عمارت

عالی کی بنا ڈالی اور قلعہ مستحکم بنوایا اوسمین ایوان کلان عمارت کی جان طیار ہوا مصوران سبکدست
باریک نظر نقاشان نادر ملا کے کاوس و قباد و پشنگ و افراسیاب سام نریمان زال و رستم و دستان کی
تصویرین کہچوا کے تختہ ارژنگ مرقع مانی سے مثل لاثانی کر دیا افراسیاب یہ خبر سنکے خوش ہوا اوسی دم
ہزارہا روپے اور کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر تلاش کر کے بھیجے اور لکہا جو کچھ صرف ہو خیال نکرنا
روپے کا ملال نکرنا خاطر خواہ بنانا دم سفر چین سیاوش فرنگیس کو ہمراہ لایا تہا اور گلشہرہ یا جریرہ کو
پیران ویسہ کے پاس سونپ آیا تہا اسواسطے کہ وہ حاملہ تھی راہ کی صعوبت نہ اوٹھا سکتی جب نو مہینے گذرے
بیٹا پیدا ہوا گلعذار پری رخسار افراسیاب نے اوسکو گود مین لیکے فرود نام رکھا اور بموافق رسم توران زعفران
کر کے ہاتہ مین لگا کر نشان پنجہ زعفرانی سیاوش کے پاس نشانی بھیجا اور بہت سے تحائف بہی

کرسیوزکے ہمراہ روانہ کئے یہ بہی افراسیاب کا داماد تہا کرسیوز گیا وہ بدنہاد تہا سیاوش کے کینے اوس
کمینے کے سینے مین تہے ہر دم منتظر وقت کمین مین رہتا تہا فساد مین کمی نکرتا تہا الا افراسیاب کے
ڈر سے کچہ کسی سے نکہتا تہا جب پر فتور یعنی کرسیوز سیاوش پاس پہونچا وہ مسرور ہوا اوسکو بہت کچہ دیا مگر استقبال
نکیا اسکی بد باطنی کا خیال نکیا ہر روز فوج کا جائزہ مکانات کا تماشا اوسکو دکہاتا اس کوتہ بین کو رشک آتا
کچہ دنون کے بعد یہ نطفہ غلط رخصت ہوا افراسیاب کے پاس آیا قساوت قلبی سے سیدہی باتون کو
اولٹے قالب مین سنایا سیاوش کا ڈہنگ طبیعت کا رنگ منحرف بیان کیا اور لشکر جرار کا جمع کرنا
بعزم رزم و پیکار اظہار کیا اور کہا اوسکے تیور سے ظاہر ہوتا ہی کہ صبح و شام توران مین فساد عظیم برپا ہو
دشمن بغل مین ہی دیکہیے انجام کیا ہو افراسیاب بزدلا روبہ بازی مین آگیا دہوکا کہا گیا اوس ہزبر بیشہ
شجاعت کی تدبیر سوچنے لگا لیکن کسی طرح پر ظاہر نکیا پہر یہ صلاح ٹہہری کہ حیلے سے سیاوش کو یہان بلاکے
گرفتار کیجیے قید و بند مین ذلیل و خوار کیجیے نامطلب پہر اوسی بد باطن کے ہاتہ بہیجا سیاوش نے اوسکی
خاطرداری اور سفر کی طیاری جلد کی یہ مفتری تعمیل حکم مین مقدمہ برعکس سمجہا کہ اگر یہ فورا پہونچ جائیگا
میرا کلام باطل ہوگا افراسیاب اسکی توقیر بڑہائے گا تنہا سیاوش کو بے ہنگام فسردہ خاطر ہو کے
کہنے لگا دوستانہ اتنا کہتا ہون جلد جانا مناسب نہین اگر دانا ہو سمجہ جاؤگے نہین تو پچہتاؤگے
سیاوش اسکا سبب پوچہنے لگا اوسنے تجاہل کرکے ٹالا یہان تک کہ قسم کا حرف زبان پر آیا ایسا جال
بچہایا بعد عہد و پیمان بیان کیا کہ افراسیاب کو تیرے جاہ و حشم کا تاب ہی غم ہی سنتے ہی آشفتہ خاطر ہی طبیعت

طبیعت برہم ہی چاہتا ہی کہ تجہے بلاکے نیا ستم کرے گا تیرا تیغ دو دم گرے سیاوش نے جواب دیا کہ وہ مجہسی محبت و الفت رکہتا ہی دنیا مین داماد کا جلا و نہین سنا یہ حرکت اوس سے نہو گی کرسیوز کہنے لگا داماد کی حقیقت بہائی سے زیادہ سننے مین نہین آئی جو حقیقی بہائی کو حلال کرے اوس حرام زادے کی محبت کا کون خیال کرے اور جو چلنا ہی منظور رہی تو ابکی بار نامہ لکہ کہ فرنگیس کی طبیعت علیل ہی میرے آنے کی کون سی سبیل ہی بعد صحت حاضر خدمت ہونگا سیاوش راستبازنشیب و فراز کچہ نسوچا نامہ لکہکے حوالے کیا پہر تو اوسکی بن آئی افراسیاب کو خوب بگاڑا آگ لگائی اوسی دم لشکر جرار بہم کرکے افراسیاب نے کوچ کیا بیخ سفر اختیار کیا کرسیوز کو لشکر کا سالار کیا جسدم آنے کا حال سیاوش نے سنا فرنگیس سے کہا کرسیوز سچا تہا

فرد

فرنگیس بگرفت گیسو بدست
کل ارغوان تا بفندق بخست
ہمی کند موی و ہمی ریخت آب
زگفتار و کردار افراسیاب

فرنگیس نے مشورہ دیا کہ تو ایران کو چلا جا مین مجبور ہون یہ بار لیکر تیرے ہمراہ فرار نہو سکونگی کیف بہر شام و سحر اسی جا بسر کرونگی پانچ چہہ مہینے کا حمل تہا گہوڑے کی سواری او ر بہاگنے مین از بس خلل تہا سیاوش نے ہزار سوار ایرانی جانفشانی کرنے واسطے ساتہ لیے چلا دم رخصت فرنگیس سے کہا اگر پروردگار تجہے فرزند عطا کرے تو کیخسرو نام رکہنا ہماری یاد علی الدوام رکہنا افراسیاب اسکے فرار سے آگاہ ہوکے یلغار آیا تقدیر نے مقابلہ کروایا ہزار سوار کی حقیقت لاکہون کے روبرو کیا ہوتی ہی ایک کی دو سے دوا ہوتی ہی سبکے سب جان سے سیر ہو کے تہ شمشیر ہوے سیاوش کا گہوڑا پی ہوا وہ پیادہ ہوا

رگ کا آمادہ ہوا افراسیاب نے فوج سے کہا اس شیر کو حلقے مین گھیر لو پاس نہ آئے دور دور تدبیر کرو دور
سے باران تیر کرو دلاور وکو اسکی تنہائی کا ملال ہوا قتل سے انکار کیا مگر زندہ گرفتار کیا فرنگیس نے
دامن و گریبان چاک سر و روی آغشتہ بخون و خاک کیا اور افراسیاب کے روبرو آئی بنت یہ کلمے زبان پر لائی سه

مکن بے گنه بر تن او ستم	که گیتی دورویست بر باد و دم	کنون زنده بر گاه کاوس شاه
چو دستان و چون رستم کینه خواه	ز کین سیاوش نپوشند آب	کند خلق نفرین بر افراسیاب
دل شاه توران بر او بر بسوخت	همین خیره چشم خود را بدوخت	فرنگیس کی امید قطع ہوئی ناچار
باول زخدا با امید نظارہ اسپین سیاوش کے قرین آئی فردوسی		ہمانا که روی سیاوش بدید
دو رخ را بکند و فغان بر کشید	بگفت از پدر این کجا بد امید	که از غم بلرزاندم همچو بید
خدا مشکلت را بر آسان کناد	دل بد سگالت هراسان کناد	وو سر از غم اندوہ جو ہوا

افراسیاب کے گروی نام ایک پہلوان تہا اوس سے کہا کہ سیاوش کو سر میدان کشان کشان لاوے چلا

سیاوش بنالید بر کردگار	که ای برتر از جای و روزگار	یکی شاخ پیدا کن از تخم من
چو خورشید تابنده بر انجمن	که خواهد ازین دشمنان کین من	کند تازه در کشور آئین من

غرضکہ پہلوان نے طشت طلب کیا سیاوش کا سر کاٹنے کے سر پر چڑہایا اور وہ طشت خون افراسیاب کے سامنے لایا

یکی طشت بنہاد زیر برش	جدا کرد از آن سرو سیمین سرش	اوس سفاک بیباک نے سر لٹکایا

خون اُس کا زمین پر بہا دیا لکہا ہی کہ جب ہوئی زمین خون بیگناہ سے رنگین ہوا تو خالق لیل و

لیکن وہ نہار نے بطریق یادگار ایک گہانس کو اوس مقام سے پیدا کیا خون سیاوشان اوسکا نام ہی فایدہ

اوسکا زبان دخاص و عامی — کیا ارگنونت دہم من نشان — کہ خوانی ہمی خون اسیاوشان

بسے خلق را فایدہ ہست زو — کہ ہست اصلش از خون آن پاک مرد — فرنگیس با جان سوختہ دل داغدار

اوسکے مزار پر گئی نالہ و آہ کیا کی حال بہت تباہ کیا کی افراسیاب کو اس حال کی جب خبر ہوئی گرسیوز سے کہا اوسکو قید کر کے ایسا مارو یہ تکلیف دو کہ اس پیٹ میں اوسکا پیٹ گر جائے اسقاط حمل ہو کہ زیست میں خلل ہو اور الفت سیاوش سے اسکی طبیعت پھر جائے پیران ویسہ اس قصے سے آگاہ

ہوا افراسیاب کے حضور میں آیا یہ کلمے زبان پر لایا فردوسی — ہمانا بخواہد فرنگیس تخت

نہ اورنگ شاہی نہ تاج و نہ تخت — اگر شاہ روشن کند جان من — وستد مر اورا سپر جان من

افراسیاب نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ کبھی گھر سے بیرون در قدم رکھنے نپائے اور جسوقت لڑکا ہو تو میرے روبرو آئے پیران ویسہ نے سب کچھ قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا فرنگیس کو اپنے گھر میں لے آیا رونے پیٹنے کو منع کیا تشفی کر کے نشیب و فراز سمجھایا القصہ جب مدت حمل پوری ہوئی درد زہ ہو کے لڑکا پیدا ہوا نام اوسکا حسب وصیت سیاوش خوش خو کیخسرو رکھا اور دودھ پلانے کو دایہ مقرر کر کے گلہ بان جو معتمد علیہ تھا لڑکا مع دایہ اوسکے حوالے کیا اور یہ تاکید کی کہ صحرا میں اوسکو دو دام بچا کے آرام سے پرورش میں مصروف رہنا اور اس حال کی کسی کو خبر نہونے پائے یہ لفظ زبان پر ہرگز نہ آئے وہاں اوسی شب کو خواب افراسیاب نے دیکھا کہ ایک شخص

شمع روشن ہاتھ مین اوسکے پیچھے سیاوش تلوار کھینچے آیا ہی چاہتا ہی کہ میرا چراغ ہستی گل کرے مملکت
مین اندھیرا بالکل کرے اور یہ کہا **فردوسی** ازین خواب نوشین سرا زاد کن ز فرجام گیتی یکی یاد کن

کہ روز نو آیین و جشن نو ست	شب زادن شاہ کیخسرو ست

افراسیاب بصد اضطراب
چونکہ پیران کو بلاکے پوچھا فرنگیس کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا اوسنے کہا درست ہی کہا میرے روبرو لائین
دیکھونگا پیران ویسہ نے جواب دیا کہ فوراً اوس لڑکے کو مینے جنگل مین پھنکوا دیا باوجود وعدہ سامنے نلایا آئین
مصلحت تھی کہ تجھے آفت عظیم سے بچایا قتل یتیم سے بچایا ایک تو سیاوش کو بے ثبوت جرم و گناہ
عداوت بدخواہ سے قتل کرچکا ہی زمین لہو سے بھر چکا ہی اب جو یتیم کا خون بر فرش خاک گرتا آسمان چرخ
عرش پاک کرتا کونسی تدبیر کام آتی آفت و بلا سے ساکنان شہر کو بچاتی لکھا ہی کہ جس روز سے ہنگامہ قتل
سیاوش ہوا تھا افراسیاب ہر شب خواب پریشان ہولناک دیکھتا تھا روتا تھا چین سے نسوتا تھا اور گرسیوز
کا فتور کھل گیا تھا کوفت سے ہر دم کے افراسیاب کا بدن گھل گیا تھا یہ سنکے چپ ہو رہا کچھ نکہا جب
کیخسرو اوس صحرا مین دس برس کا ہوا پیران نے معلم و ادیب یکتای روزگار تیر انداز شہسوار کشتی گیر جو جو علم و
ہنر شاہ و شہریار دن کے ہوتے ہین شاہزادے جس روش سے پرورش پاتے ہین جتنی چیزین اونکو
سکھاتے ہین سب کچھ اوسکو اوسی دشت مین سکھایا جسدم اوسنے سب مدارج سے چھٹی پائی پیران ویسہ
کو خسرو کی ہمت و جرات جودت طبیعت کی خبر آئی تو ایک روز بر سبیل تذکرہ افراسیاب سے کہنے لگا کہ
فرنگیس کا بیٹا جنگل مین پرورش ہوا تھا اوسکو جنون ہوگیا دن رات دیوانون کی طرح رہتا ہی بکتا ہی کوئی

کوئی کام اوس ناکام سے ہو نہین سکتا ہی افراسیاب نے کہا میرے سامنے اوسکو لاؤ کسی سے بلوا بھیجا پیران ویسہ
خسرو کو سکہا کے لے گیا کہ اگر افراسیاب تجھسے گفتگو کرے یا کچہ حال پوچھے تو دیوانہ وار گفتگو کرنا مجنونانہ
باتین ہی کرنا القصہ جب خسرو افراسیاب کے روبرو آیا ندامت سے اوسنے سر جہکایا دم تقریر کے خسرو نے عجیب باتین
کہین اگر صبح کا حال پوچہا تو مذکور شام کیا ہر طرح سے اپنا کام کیا افراسیاب کی خاطر جمع ہوئی انتقام خون پدر کا کہٹکا
مٹا کہ یہ مجنون ہی حال اسکا زبون ہی یہ نسمجہا کہ خرابی انجام کار ہی دیوانہ بکار خود ہشیار ہی حکم کیا کہ ایک گانو
کے سوا کر کچہ کہانے کو مقرر کردو کہ دونون گذر کرین سر قبر سیاوش زندگی بسر کرین غرضکہ وہ عمارات
عالیشان تحفہ مکان سیاوش نے بنوائے تہے اب ویران پڑے تہے یہان گوشہ نشین ہو دونون غفلت گزین ہوے

آگاہ ہونا پدر پیر کا قتل فرزند جوان پر نالہ پونہچانا زمین سے آسمان پر رستم کی طلب سوداوہ کا مارنا افراسیاب کی لڑائی

جس دم یہ خبر وحشت اثر جانگزا قتل سیاوش کی ایران مین کاوس کو پونہچی کہ بیٹا اس ذلت و خواری سے
مارا گیا بیگناہ کا سر ناحق اوتارا گیا الفت پدری نے سینے مین جوش کہایا لخت جگر خونابہ دل
کے راہ ہو کر چشم تر کی راہ سے نکل آیا لشکر نصرت اثر کو جمع کرکے رستم نامور کو بلایا حال سنایا
تہمتن نے شدت سے گریہ و زاری فریاد و بیقراری کی پہر کہا یہ سب فساد سوداوہ بدبخت کی بدولت ہوا ہی اگر
اوسپر ہمت بیجا نہ کرتی تو وہ کلمے کو افراسیاب کے پاس جاتا یہ روز سیاہ پیش نہ آتا کاوس نے کہا سچ
ہی رستم نے کہا ایسی مکار خونخوار عورت سے گرفتار رہنا عقل مصلحت اندیش کے نزدیک بہت دور ہی

باعث فتنہ سو جب فتور ہی
اگر نیک ہووی تن و راہی زن

کسی کو بود ہمت انجمن
زنان را مزن نام بود نہ زن

کہن بہتر اور از فرمان زن

یہ کہکے محلسرای سلطانی مین جا کر سوداوہ کا سر تن سے جدا کیا اور تامل بالشکر گران متوجہ سرزمین ایران ہوا قتل سوداوہ سے مرگ سیاوش مشتہر ہوئی گھر گھر خبر ہوئی پہلوان نامدار سپہ سالار تیغ زن خنجر گذار سیاوش کے ماتم دار ہوے سبنے لباس سیاہ کیا عزم انتقام خون بیگناہ کیا با دل خار خار آمادہ جنگ مستعد پیکار ہوے اثنای راہ مین حاکم سنجاب نے مقابلہ کیا ایک ضرب مین دو ہوا یہ خبر افراسیاب کو پہونچی سرخہ نام ایک پہلوان زبردست نشانہ ور سے بدست تہا تیس ہزار سوار آمادہ پیکار اوسکے ساتھ کرکے رستم سے لڑنے کو بہیجا جسدم مقابلہ ہوا پہلے سرخہ میدان مین آیا روی سپاہ پر سے نکلکے دکہایا اور مبارز طلب ہوا فرامرز رستم کا بیٹا تہا اوسنے آکے کمند مین لپیٹا سر میدان یہ ہنر دکہایا کہ اوس مرگ رسیدہ کو زندہ گرفتار کرکے رستم کے روبرو لایا پہلتن نے طوس سے کہا مثل سیاوش اسکو ذبح کرکے کاوس کے پاس بہیجدو کہ کچہ اوسکو تسکین ہو اسواسطے کہ افراسیاب سرخہ کو اپنے بیٹے سے کم نجانتا تہا غرضکہ طوس نے طشت منگا سرخہ کو ذبح کیا وہ طشت پرخون اور سر اوس بخت ور کا اوٹھا کیکاوس کے حضور مین روانہ کیا اس حادثے سے افراسیاب کی کمر ٹوٹ گئی زمانہ نظر مین سیاہ ہوا ایسا حال تباہ ہوا ضبط کی عنان ہاتھ چہوٹ گئی کہا اب نوبت ہماری ہی مرنے کی طیاری ہی اور اطراف و جوانب سے فوج بیحساب

بیحساب جمع کرکے رستم کے مقابلے کو آیا جسدم سامنا ہوا اور طرفین سے صف کارزار طیار ہوئی

جہان تک پلک نظر جاتا تھا سوار ونکا پر نظر آتا تھا فردوسی	نہان گشت خورشید گیتی فروز
تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز / شد از سم اسپان ہمین لالہ رنگ	ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ

پیلسم پیران ویسہ کا چھوٹا بھائی تھا بڑا زبردست جوان بہرمان آ کے کہا آج رستم مین مقابلہ کرونگا اور سیاپ نے کہا جو تو اوسے مارے گا تو نصف توران اور اپنی بیٹی تو جوان تجھے دونگا حاکم کرونگا اور گھوڑا بخاصہ مع سلاح جنگ اوس نہنگ بحر شجاعت کو دیکے رخصت کیا بڑے کر و فر سے

پیلسم سر میدان آیا فردوسی	بایرانیان گفت رستم کجاست	کہ گویند کو روز جنگ اژدہاست
چو بشنید گیو این سخن بر دمید	بزد دست و تیغ از میان بر کشید	پیلسم نے بچستی تمام تلوار خالی

دیکے نیزہ گیو کی ہین لگا کے چاہا کہ خانہ زین سے اوٹھالون فرامرز نے بجلد ہی تا قتہ تلوار علم کرنیزہ قلم کیا پیلسم نے جھلا کے تلوار پر ہاتہ ڈالا اور اس چمک سے لڑنے لگا کہ آنکہ خیرہ ہوتی تھی گیو اور فرامرز دونون کو عاجز کیا رستم نے یہ حال دیکھکے رخش کو جولان کیا عزم میدان کیا اور بڑا آگے گیو اور فرامرز کو جدا کیا خود مقابلہ کیا پیلسم نے اوسی گرم خیزی مین تلوار رستم کے سر پر لگائی چھناکے کی آواز آئی تلوار ٹوٹ گئی ہاتہ سے چھوٹ گئی مگر رستم پہلوان کا مغز پریشان ہو گیا

بخشم اندر آمد شہ نامدار	عنان زا بپیچید در کارزار	یکی نیزہ زد در کمر بند او
ز زین بر گرفتش بکردار گو	ہمی برد تا قلب توران سپاہ	بینداختش خوار در قلبگاہ

چنین گفت رستم بافراسیاب	کہ این پہلوانست با جاہ و آب	کنون دخت و گنج و مال و سپاہ
بدو دہ کہ زیبد باو تاج و گاہ	بامید دختر یلان را بجنگ	فرستادہ خواہی تو بی نام و ننگ
بجای سیاوش چہ کردی وفا	کہ دیگر کسان آنمائی صفا	ایسے کلمے سخت اوس صاحب افسر و تخت

کے سنا کر پیلسم کو قلبگاہ مین پہینک کے اپنے لشکر کی طرف پہرا کسی کو اتنی جرات نہوئی کہ رستم کے آگے ملا

جسطرف بڑہتا تہا کوئی منہ پر نہ چڑہتا تہا پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا پیلسم کے بندہنے سے جی چہوٹ گیا

جس سے افراسیاب نے لڑنے کا اشارا کیا وہ بگڑنے لگا زمین پکڑنے لگا ایک نے سامنا نکیا مجبور افراسیاب

نے بصد پیچ و تاب گہوڑا بڑہایا رستم ہنستا ہوا اپنے پرے سے نکل آیا باواز بلند یہ سنایا کہ آج شہر میدان

سیاوش کے خون کا بدلا لیتا ہون فاش کر کے تجکو دیتا ہون افراسیاب نیزہ پکڑ کے دو بدو ہوا

چند طعنون کے بعد نیزہ تانکے تہمتن کے سینے پر لگایا جوشن پر اثر نہوا رستم نے خشمناک

ہوکے نیزے سے جواب دیا وہ توبچ گیا گہوڑا زخمی ہوا **فردوسی** نگاور زدرد اندر آمد بسر بیفتاد

از و شاہ پرخاش گر جہان پہلوان نے چاہا کہ سر میدان بر نوک سنان اسے سربلند کرون

کہ ہومان پہلوان نے دوڑ کر گرز رخش کے سر پر مارا رستم تونگرا کر ضرب کے صدمے سے گہوڑے نے سر جہاڑا

اتنی فرصت افراسیاب نے جو پائی دوسرے گہوڑے پر پہنچکے باگ اوٹہائی تہمتن ہومان پر حملہ ور ہوا او سکا بہی

حال خوف سے نوع دگر ہوا بہاگا رستم نے پیچہا تعاقب کیا سران فوج نے جو برگشتہ اقبال دیکہا کچہ

سر رشتہ بن آئی سب نے چشم پوشی کی پیٹہ دکہائی **فردوسی** سنہ و سنگ چون اژدہای دمان

بکر وند دنبال تورانیان　　افراسیاب نے سوارون سے کہا جلد جاکے کیخسرو اور فرنگیس کو میرے پاس لاؤ
اگر رستم کے ہاتہ کیخسرو آئے گا قصہ بڑہ جائیگا پیران نے کہا وہ دریای جیحون کے پار ہی ہان لشکر کب
گذار ہی سکے چپ ہو رہا پر نہ کچہ کہا جہان پہلوان شادمان با فتح و ظفر افراسیاب کے تخت پر بیٹہا

توران تخت حکومت ہوئے افراسیاب تہمتن نشست از بر تخت او		بخاک اندر آمد سر بخت او
ز ایوان ہمہ گنج او باز جست / بگفتند با او یکایک درست		سات برس بڑے لطف کے ساتہ

توران کی سلطنت کی افراسیاب کی تلاش مین فوج رہی پہر وہانکی حکومت فرامرز کو سونپی آپ سب مال
اور گنج بیرنج ہمراہ لیکے کیکاوس کی خدمت مین آیا داستان گذشتہ مفصل بزبان لایا گیو کو بطلب کیخسرو و فرنگیس
دریای جیحون کی طرف بہیجا جب گیو رخصت ہوئے گیا تو گودرز نے خواب مین خسرو کو دیکہا اوسنے جزیرے کا نام
اپنے رہنے کا مقام سب بتا دیا گودرز نے کچہ لوگ وہ نام اور مقام بتا کے گیو کے پیچہے دوڑائے کہا جہان وہ ملجائے

بیتے کہنا رفاقت مین رہنا ڈہونڈہنا گیو کا کیخسرو کو پہرنا لب چشمہ اوس نیک خو کو لیکے چلنا پیران ویسہ کی لڑائی اور گرفتاری بقصہ

گیو منزل و مقام بادل پر آلام طی کرتا جاتا تہا جس سے پوچہتا کیخسرو کا پتا نہ بتاتا تہا پہر پہر کے
گیو تنگ ہوا چاہا کہ پہر چلون غیرت مانع ہوئی جرات نے رخصت ندی دل سے کہا اگر بے نیل
مقصد پہر جاؤ گے رستم کو منہ کیا دکہاؤ گے ایک روز رہبری طالع بیدار اور مدد بخت کا مکان
سے کچہ آدمی اوس دشت مین دو چار ہوئے گیو نے پوچہا کہ اس صحرای ہولناک جنگل پر خطر مین

تم کہان جاتے ہو کدہر سے آتے ہو اونہون نے جواب دیا کہ ہم پیران ویسہ کے نوکر ہین کیخسرو کے پاس ہمین
بہیجا ہی سنتے ہی دل مین شاد بند فکر سے آزاد ہوا اپنا سب پوچھ لیا اپنا حال ظاہر نکیا رات کو
اون لوگون نے گیو کو دیو سمجہہ خوف کہایا اور ایسا ہراس آیا کہ بہاگ گئے صبح کو گیو نے کسی کو
نپایا پوچھتی ہوئے پتے پر قدم بڑہایا اوسکی نظر بفضل رب تہی دوسرے کی پروا کب تہی چلا
کئی دن کے بعد ایک چشمۂ سرد و شیرین روان نظر آیا اور ایک جوان بصد فر و شان کیان وہان
پایا جام مِی لالہ فام در دست نشۂ شباب سے مست گیو نے دل سے کہا الحمد کہ منزل مقصود کو پہونچا گمشتہ
جو یہ سرو روان ہی بے شک کیخسرو ذی شان ہی قریب آیا دست ادب باندہ کے شرط بندگی
بجا لایا عرض کی کہ ای جوان دولت صاحب صولت و شوکت بادہ نوش خلف سیاوش تو ہی ہی یہان
بہ نگاہ اول کیخسرو نے پہچانا فورا فرمایا تو گودرز کا بیٹا گیو ہی اسکو تعجب ہوا قدم پر سر جہکا کے کہنے لگا کہ
ای سلطان ذی زمین آپکو کیونکر یقین ہوا کہ مین گیو ہون خسرو نے کہا میری مان نے نگار خانہ
سیاوش مین سب پہلوانونکی تصویرین دکہا کے نام بتلائے تہے میرے باپ نے بڑی شفقت سے سب کے
نقشے کہچوائے تہے لیکن تو نے کیونکر دریافت کیا اوسنے عرض کی حضور کے چہرے سے دبدبہ شوکت
سلطانی بشرہ سے ہویدا عیان ہی مگر امیدوار ہون کہ دست راست کا بازو دکہون تو مہر دوسی

نگہ کرد گیو آن نشان سیاہ	برہنہ تن خویش بنمود شاہ
کہ میراث بود از گہ کیقباد	درستی بدان بد کیان را نژاد

گیو نے ... سر جہکایا شکر کا سجدہ بجا لایا اپنے گہوڑے پر سوار کر کے

فریکیس کے پاس آیا اوسنے کہا یہان وقت مناسب نہین اور جو سواری کی فکر ہی تو قریب مرغزار ہی
تہوڑا سا پلہ ہی وہان افراسیاب کا گلہ ہی اوسمین بہزاد ایک گہوڑے کا نام ہی اوسپر نہ زین ہی نہ
لگام ہی تند رفتار تیز گام ہی افراسیاب نے اپنی سواری کے واسطے پالا ہی بڑا دوڑنے والا ہی اوسے لا
گیو وہان گیا بہزاد و بلکہ اوسکے ساتہ اور ایک اور فریکیس کی خاطر لایا یہ سب باہم بے اندیشہ و بیم وہان
گرم خیز باد تند سے تیز سمت ایران بادل فرحان ہوئے اور وہ لوگ جو کیخسرو کے واسطے کچھ رہ کے
آئے تہے سہمے تہے خالی پہرے پیران کو خبر پونہچائی کہ غضب ہوا گیو فریکیس اور کیخسرو کو لے گیا

چو بشنید پیران غمین گشت سخت	بلرزید بر سان برگ درخت	او سی وقت کلباد کے ہمراہ تین

سو سوار جرار نامجو اروانہ کئے کہ گیو زندہ جانے او لیجانے نپائے یہ برق و باد سے تند و تیز تعاقب کر
جا پونہچے یہان کسل راہ سے کیخسرو والا جاہ اور گیو سو گئے تہے آہٹ سے گیو کی آنکہ کہلی دیکہا کہ حریف
آپونہچے مسلح ہوکے بہزاد پر سوار ہوا فوج سے دوچار ہوا زرہ بہنا و کیا خدا کو یاد کیا فردوسی

میان سواران برآمد چو گرد	ز پر خاش او خاک شد لاجورد	زمانے بہ تیغ و زمانے بہ گرز
ہمی ریخت آہن ز بالای برز	مثل شیر گرسنہ جسطرف حملہ کرکے جاتا تہا پرے کا پرا اون	

بزدلو نکا نہر آتا تہا القصہ دو چار حملے کی ہی تاب نلائے ایک جرار سے تین سی سوار بہاگ لئے اونکو بہگا کے
کیخسرو کو جگایا کشتو نکا انبار دکہایا حقیقت حال گذشتہ زبان پر لایا یہ تو بادل شاد روانہ ہوئے وہ
نالہ و فریاد کرتے پیران ویسہ کے پاس ہو جو اس پونہچے کلباد پر اوسنے نفرین کی کہا ایک سوار نے

تم سبکو بہگایا تو بحت سے بے غیرت تہا کہ زندہ میرے روبرو آیا وہ گیو کی تعریف کرنے لگا کہ رستم سام
سے وہ کام ہو جو آپنے کیا پیران نے کچہ نا نا خوہ عازم ہوا یہان فرنگیس سفر دراز کی متحمل تہی منزل
بمنزل راہ طی کرتی تہی پیران غیظ مین سو سو کوس یلغار آتا تہا ٹہرنے کی تاب لاتا تہا قضائے کار
جس روز وہ آپہنچا خسرو بہی اور گیو سوتا تہا فرنگیس کی آنکہ جو کہلی فوج کی آمد معلوم ہوئی اور
پرچم علم پیران کا دور سے نظر آیا اوسنے دونون کو نیند سے جگایا کہا دشمن قریب آیا
کیخسرو نے کہا ابکی بار مین لڑونگا انکو پست پا کرونگا گیو نے عرض کیا کہ تو سلطان باعز و وقار
ہی اقبال تیرا مدد کو کافی ہی لڑنے کو یہ جان نثار طیار ہی **فردوسی** جہاندار پیروز
یار من ست   سر اختر اندر کنار من ست   یہ کہکے مقابلہ کیا پیران نے کہا تو نے تنہا
میری فوج کو بہگایا خبردار اب مین آیا دیکہ کیا بلا تیرے سر پر لاتا ہون جو دن تمام عمر نہ دیکہا ہوگا
وہ دکہاتا ہون **فردوسی** اگر کوہ آہن بود یک سوار   بیایند چون مور گردش ہزار   کنند
این زرہ در برت چاک چاک   بخواری و زاری کشیدہ بخاک   گیو نے جواب دیا ہزار بکریون کو
ایک شیر کفایت کرتا ہی بہادرون کی کون حمایت کرتا ہی آتا کیون گہبراتا ہی جو اون گرگون نے
دیکہا وہی تیرے سامنے آتا ہی **فردوسی** اگر زندہ ماند کسی زین سپاہ   زمین نام مری گیتی مخواہ
ایک حملے مین یہ غول تو فرار ہوگا تو زندہ میرے ہاتہ گرفتار ہوگا اور ابہی تو افراسیاب سے خون
سیاوش کا انتقام لینا ہی مملکت توران کو تاراج کرنا ہی **فردوسی** نہ توران بماند نہ افراسیاب

کنم مملکت راچو دریای آب	اور اس کلے ٹہلنے سے پیران ویسہ کو للکارا کہ فرد
دلش گشت پر بیم و دم در کشید	چو پیران زگیو این سخنها شنید ‌ ‌ ‌ بلرزید بر سان چو لرزنده بید
هم از جان شیرین بشد نا امید	اور اسطرح کا خوف پیران کے دل مین آیا کہ گہبرا کے گہوڑے سے کہا مجھے

اور کیخسرو سے ہاتہ اوٹہایا گیو نے جواب دیا کہ اب تجہکو نہ چہوڑونگا تجہے زندہ پکڑونگا پیران ناچار ہوا

جان بچانے کو فرار ہوا فرد	گریزان چو شد پهلوان بلند	ز فتراک بگشاد پیچان کمند

کمند کے حلقے گیو کے ہاتہ سے چہوٹے پیران ویسہ کی حلق اور گردن مین بند ہوئے باعث صد گزند ہو
فوج نے حملہ کیا چاہا کہ یہ ہاتہ کمند گردن سے جدا ہو یکبارگی سب نیزے اور تیر لگانے لگے گیو کے جوشن پہ کارگر
نہ آئے کشان کشان اوس نیجان کو کیخسرو کے روبرو لایا سر کمند پیران جسمین بندہا تہا خسرو کے ہاتہ مین
دیا پہر کر فوج پر حملہ کیا کوئی مقابلے کی تاب نہ لایا جیسے بہیڑین بہیڑئے سے بہاگتی ہین اسطرح
سب نے منہ اوٹہایا گیو نامور مع الخیر با فتح و ظفر کیخسرو کے روبرو حاضر ہوا کہا اب تک اسکو زندہ کیون
رکہا فرمایئے حکایت گذشتہ زبان لائے پیران کی حمایت کی شجاعت کی خسرو کے پالنے سے جان
بچائی گیو نے کہا مین نے قسم کہائی ہی کہ اسکے خون سے زمین لالہ گون کرونگا اس حرامزادے کو
حلال کرکے تیغ خون آشام اسکے لہو سے لال کرکے کاوس کو دکہاونگا داغ و غیرت کو ہٹیان اسکی کہلا دونگا
کیخسرو نے ویاں اسکے کان چہید کر خاک کو رنگ سے تیرا کام ہو جائیگا اسکی جان بچ جائیگی تیرا نام ہو جائیگا
القصہ حسب ارشاد کیخسرو والا نژاد گیو عمل مین لایا کان چہید چہوڑ دیا وہ ریدہ گریش باجشتہ ہوش

افراسیاب کے سامنے گیا حال مفصل عرض کیا اوسنے طلیش کہا کہ فرمان گرفتاری جا بجا روانہ فرماے اور
جیحون کے گذربانونکو تاکید اکید تحریر کی کہ کشتی اونکے ہاتھ نہ لگنے پائے تا مانع عبور سد راہ دریا کی طغیانی ہو یا
زورق حیات تلاطم امواج بحار مین طوفانی ہو پھر آپ بلغار فوج ساتھ لیکے روانہ ہوا یہان کیخسرو باقبال روزافزون
کنار جیحون آپہونچا ملاحون نے خوف افراسیاب سے ناؤ ندی بہت گفتگو رہی اوس وقت گیو نے
کہا گاوہ فریدون کو دجلہ بغداد سے سنا ہے زورق و کشتی خرم و شاد دے گیا آپ کو بھی اونکی پیروی
درکار ہی جو فضل خدا یار ہی تو یہ بیڑا بھی پار ہی یہ کلمہ سنکے خسرو نے دریا مین گھوڑا ڈالا فرنگیس اور
گیو دونون ہمراہ ہوے بچشم زدن حافظ حقیقی نے صحیح و سالم اوس بحر زخار سے پار نکالا
گذربان ششدر و حیران تھے کہ یہ جن تھے یا انسان تھے ایسے بحر و گرداب پر تلاطم سے
کس طرح پار پہونچے قضارا افراسیاب بھی اوسی وقت وارد ہوا کیخسرو کو دریا کے پار پایا خجالت سے
ہمہ تن آب ہو کے پیچ و تاب کھا کر کباب ہوا نادم خفیف تورانکو پھر اگیو کیخسرو کو لیکے ایران مین داخل ہوا
مطلب حاصل ہوا کاوس کو خبر ہوئی سران سپاہ وزیر امیر ترقیخواہ استقبال کو آئے شہر
آراستہ ہوا اٹھون ہاتھ کاوس کے روبرو لائے جسم کیخسرو نظر آیا کاوس کا دل بھر آیا تخت سے اوٹھا
گلے سے لگایا دیر تک پیار کیا زر و جواہر نثار کیا دوسرا تخت برابر بچھوا خسرو کو بٹھایا دست دعا بدرگاہ جل علا
اوٹھایا کہ بچھڑے سے ملایا جتنے ارکان دولت ہواخواہان سلطنت تھے حلقہ اطاعت کیخسرو مین

دست بستہ آئے گرد طوس پیش خسرو	بستند گردان ایران کمر	جز از طوس نوذر کہ پیچید سر

دوسرے روز گودرز نے بحکم شاہ مجلس طرب اپنے گھر مین آراستہ کرکے تمام نامدارون کو سپاہ اور لشکر کو طلب
کیا نذر دلوائی مگر طوس نہ آیا فریبرز کاوس کا دوسرا جو بیٹا تھا وہ اوسکا شریک ہوا اس صحبت سے منہ چھپایا
گودرز اوسکے مکان پر گیا باہم سخت گفتگو ہوئی

فردوسی

بدو گفت طوس ای یل شوربخت
چہ گوئی سخنہای بے مغز سخت
نہ خسرو نژادی نہ والا سری
بہ زر جہان تیغ و انگشتری

آج تک ایسا مقدمہ کہین ہوا ہی بیٹے کے ہوتے پوتے محبوب الارث کو تخت کسی نے دیا ہی کاوس نے جواب دیا
کہ میرے روبرو دونون یکسان ہین اسکا فیصلہ کردونگا تم باہم نزاع لفظی دور کرو پھر دونون کو اپنے
سامنے بلاکے کہا بہمن دز دیو کا مکان ہی وہی جای امتحان ہی جو اسکو فتح کرے وہی سلطنت کے لایق ہی اس بات پر
طوس اور فریبرز دونون راضی ہوئے پیش قدمی کی کاوس نے فوج ہمراہ کرکے رخصت کیا سردار لشکر
طوس ہوا جب دم راہ طی کرکے قلعے کے قریب پہونچے دشت کورہ آہنگران نظر آیا جس طرف نگاہ کی
شعلہ آتشین دوان نظر آیا تمام فوج کا زہرہ آب ہوا اگر جانور نے پر مارا فورا کباب ہوا جنگل مین بجای خار
انگارونکا انبار معلوم ہوتا تھا زمین سے آگ اوبلتی تھی آسمان شرربار معلوم ہوتا تھا درخت لہلہے سینہ زن
برگ و بار کا ذکر کیا سب کے سب ٹھنڈ تھے بجز مرغ آتشخوار دوسرے جانور کا گذر نتھا سمندر سوا کسی کو
اوس صحرا مین قرار نتھا چرند پرند یکسر جلتے تھے سرطان فلک کے پر جلتے تھے کبھی جو وہ دشت پر غبار
ہوتا تو سارا زمانہ دیوانہ ہوتا چشمے وہانکے کھولتے تھے حباب کے بدلے چھالے تھے ہرن گیا تو بگلے
وہانکے کالے تھے ایسی گرمی پانی کی نہ سنی تھی جو مچھلی دیکھی بھنی تھی القصہ ایک ہفتہ اوس صحرا مین بادل کباب

ہر ایک بیخود خواب تھا آٹھوین دن کوچ ہوا خائف و خاسر بیزار و طوس سے فتح نا یوس کاوس کے روبرو آئے
اوسنے کیخسرو کو مع گیو اور گودرز با سپاہ جرار آزمودہ کار روانہ کیا جس دم شاہزادہ با اقبال بفر و شوکت بکمال
راہی ہوا نصرت و ظفر زیر علم فیروزی پیکر جوان ہر ایک آتے در ہمرا بر القصہ وہ صحرای آتشناک نظر آیا اوسی جا
مقام ہوا سفر تمام ہوا دم سحر شاہزادہ والاگہر اسمای الٰہی جو خواب مین کسی بزرگ نے بتائے تھے پڑہتا ہوا
آگے بڑہا اور ایک اسم لکھکے بر سر نیزہ بلند کیا جب وہ نیزہ قلعے کے سامنے آیا دفعۃً زمین کو زلزلہ ہوا
تڑاقے کی آواز سب نے سنی لیکن صفحۂ دشت مین اندہیرا چھایا کیخسرو نے فرمایا کہ تیر انداز سب یکدست
قلعے کی طرف تیرون کا مینہ برسائین خوف و ہراس خاطر مین نہ لائین ایکبارگی ہزار تیر
قدر اندازون کی کمان سے چھٹے قضا اونکی آگئی ہزارہا دیو مکان خونفشان سے ہوئے فرد

بہ پیکان سنسے شد ز دیوان ہلاک		بسے دیو افتاد بر روی خاک		پھر وہ تیرگی دور ہوئی قلعے

کا در و بام نظر آیا غم گرفتون کی طبیعت مسرور ہوئی طلسم ٹوٹ گیا باقی ماندہ گرفتار ہونے لگے
دیوون سے وہ مکان چھوٹ گیا کیخسرو بفتح و فیروزی قلعے مین داخل ہوا عنایت پروردگار
سے گودرز کا مطلب حاصل ہوا اسقدر نقد و جنس مال اموال ہاتھ آیا کہ ہر متنفس مالا مال
ہوگیا نہال ہوگیا اور اوسکے گرد و نواح مین جتنے قلعے اور قلب مکان مسکن سرکشان تھے سب
فتح کرکے خسرو کاوس کی خدمت مین حاضر ہوا اسباب مال غنیمت کا نذر کیا کاوس نے شاد

ہوکے کہا فرد		تو ہستی سزاوار شاہی و گاہ		ترا زیبد این تاج این تختگاہ

ذکر کاؤس کے تخت پر بٹھانے کا کیخسرو کو اور اسکا عزم جنگ افراسیاب سے پیران کا مارا جانا خسرو کا رنج کرنا اور پہلے فرود بن سیاوش بدست طوس

کشتہ ہوا یہ الم پر الم قلق پر قلق جس دم کیکاؤس کو ظفر و اقبال پیش کیخسرو دست بستہ نظر آیا تمام نامداروں کو جمع کر کے اوسکو تخت پر بٹھایا فردوسی سرش را ببوسید و بنہاد تاج پس انگہ نشاندند بر تخت عاج جہان را چنین است ساز و نہاد زیکدست بستد بدیگر بداد سلطان نوجوان کے قدم کی برکت سے بڑی رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اور کیخسرو نے تخت پر بیٹھتے پہلے یہی کام کیا تالیف قلوب کر کے چھوٹے بڑے کو رام بندہ بیدام کیا فردوسی بگسترد اندر جہان داد را

بکند از زمان بیخ بیداد را
بہر جای ویرانے آباد کرد
دل اہل عالم ز غم شاد کرد

رستم اور زال یہ حال سنکے سیستان سے فوراً آئے بہت کچھ پیشکش کو ہمراہ لائے ملازمت حاصل کی خلعتہای گرانبہا سے مخلع ہوئے سرفراز ہوئے ہمچشموں میں ممتاز ہوئے چند روز تو صحبت راگ و رنگ جلسہ عیش و طرب رہا اسکے بعد انتقام خون سیاوش کا مشورہ ہوا رئیسان نامدار پہلوانان شیر دل خنجر گذار افسران سپاہ عرصہ کہ جلنے ترقیخواہ تھے یکدل و یکزبان آمادہ کارزار ہوئے جان لڑانے کو طیار ہوئے کاؤس نے سوا لاکہ سوار کارگزار فریبرز کے ہمراہ کر کے فوج کا ہراول بنایا طوس اسی کی رفاقت میں رہا اور میمنہ گیو اور گودرز کو سونپا گستہم طوس کا بھائی میسرہ کا مالک ہوا اور تیس ہزار پہلوان زبردست جوان فوج کے سعو

کیخسرو کی رکاب ظفر انتساب مین مقرر ہوے اور فرمایا کہ اس لخت جگر کی جا قلب لشکر مین کرنا گچہ گودرز و
انتخاب بیژن نامدار کے اختیار مین ویکے ارشاد ہوا کہ اڑی گڑی مین اطاعت کا دم بہرنا جان سے
درگذرنا فریبرز جب آگے بڑہا طوس سے کیخسرو نے کہا کہ کلات جرم کی راہ مین میرا بہائی فرود نام قلعہ
بنا کے بیٹہہ رہا ہی اوس سے متعرض ہونا بلکہ وہ راہ چہوڑ دینا دوسرا رستہ لینا فریبرز تو راہ بچا گیا لیکن
طوس اوسی طرف چلا جب فرود نے سیاوش کو خبر پونہچی کہ طوس با فوج و لشکر بڑے کر و فر سے
اپنی شوکت دکہاتا ادہر آتا ہی دل مین سمجہا کہ اب زمانہ ہی لڑائی کا وقت ہی طالع آزمائی کا جسدم
اوس قلعے سے قریب ہوا اور فرود آگاہ ہوا سد راہ ہوا طوس نے ریوچ داماد تہا اوسکو فرود
کے پاس روانہ کیا پیغام زبانی دیا کہ مین لڑنے کو نہین آیا ہون آپ یہ خیال نکیجیے راہ چہوڑ دیجیے
فرود اوسکی تقریر تیز و بیر سمجہا گفتگو بڑہی نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر آئی ریو کی جان گئی پہر
طوس کا بیٹا آیا اوسکو بہی بلا تاخیر تہ تیغ شمشیر کیا طوس کو تاب نہ آئی باگ اوٹہائی فوج کہڑائی
فرود قلعہ بند ہوا لشکر نے گہیر لیا طوس اور گیو بیژن جنگ کے آمادہ ہوے تینون فرود کے
ہاتہ سے زخمی ہو گئے گہوڑے جان سے گئے یا سوار تہے یا پیادہ ہوا اس عرصے مین دن
تمام ہوا شام ہو گئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اوسی شب کو فرود کی ماں پیران ویسہ کی جو بیٹی تہی
اوسنے خواب مین دیکہا کہ اس قلعے مین کسی نے آگ لگا دی ہی سب ہلاک ہوے ہین جلکے خاک ہوے ہین
خوف کہا کے چونکی بیٹے سے خواب بیان کیا اوسنے جواب دیا کہ موت سے ڈرنا کیا ایکروز مرنا ہی مگر

مارا اس معرکہ مین سیاوش کا نام زندہ کرنا ہی دم سحر طوس نفتیدہ جگر مرگ بیٹے اور داماد کی سے و با دل شکستہ
وجان ناشاد حملہ اور ہوا قلعے کا دروازہ توڑا اندر آیا کسی کو زندہ نچھوڑا رام گروکے ہاتھ سے فرود
مارا گیا بیگناہ کا باپ کی طرح سراو تارا گیا اوسکی مان نے بھی دیکھ بیٹے کی لاش پر آکے اپنے پیٹ

مین خنجر مارا جان دی سہ	دوزخ را بروی پسر بر نہاد		شکم بر درید و بر شش جان بداد

بہرام گرو نے طوس سے کہا کہ تو نے کیخسرو کی نافرمانی کا کچھ نہ خیال کیا فرود کو بے سبب خنجر بیداد
سے حلال کیا پھر وہان سے کوچ کیا اور لڑائیان ہوئین دو چار قلعے کی صفائیان ہوئین اس عرصے
مین افراسیاب نے تیس ہزار ترک سے نزادہ پہلوان کو بھیجا بیژن کے ہاتھ سے وہ تو زخمی ہو کے بھاگا
فوج کا پتا نملا اور پیران ویسہ بھی چالیس ہزار سوار کیکن خنجر گذار لیکے آپہونچا بسکہ ضرب دست گیو
کی ہیبت اوسکے دل مین تھی و نکو لڑنے کی تاب نلایا شبخون آیا خون کا دریا بہایا بہت ایرانی
قتل ہوئے طوس شکست سے مایوس فریبرز کے پاس پونہچا اوسی روز کیخسرو کا فرمان آیا کہ طوس
نے نافرمانی کی فرود کی خونفشانی کی اوسکو پابزنجیر اسیر کر کے ہمارے پاس بھیجو تم لڑائی مین
سرگرم رہو طوس کو فریبرز نے خسرو کی پاس روانہ کیا آپ پیران سے لڑا جنگ عظیم ہوئی پرکے
پرے جوانان نامی پہلوانون سے خالی ہوگئے صفحہ دشت یکسر کشتون سے بھر گئے ہر ایک حق نمک سے
ادا ہو کے نام روشن کر گیا گودرز کے ساتھ اٹھ نفر زندہ بچے ستر عزیز و اقربا قتل ہوئے اور تمرکون
نوسی نامدار خونخوار بہروجی خاک خون مین غلطان ہوا سارا جنگل لہولہان ہوا نہر سبز بھی نا چار ہوا

وہاں سے فرار ہوا کیخسرو کے روبرو آیا اوسکو بصد اندوہ والم صف ماتم پر پا پایا **فردوسی** زخون بر او
زمین پدر ۔ همی بود گریان و خسته جگر ۔ کچھ دنوں کے بعد رستم نے طوس کی شفاعت کی قید سے
چھڑایا اور گودرز کے ساتھ پھر لڑنے کو بھیجا وہاں پیران ویسہ کو ایک ساحر ملگیا اوسنے کیا کیا
که فوج پر برف برسائی سے گرم بازاری آتش کا زار اوس نامرد نے پہلوانوں کو ٹھنڈا کیا **فردوسی**

بکشتند چندان ز ایران سپاه	که دریای خون شد همه رزمگاه	آخرکار رہام گودرز نے اوس ساحر کو

اسیر کر کے تہ شمشیر کیا مگر لشکر وہاں رہنے کی تاب نلایا ہٹکر ہمایون کوہ پر آیا پیران ویسہ نے مع کوہ
لشکر کا محاصرہ کیا تہمتن لشکر شکن مذکور برف و باران فوج کا حال پریشان سنکے مدد کو آیا اور پیران ویسہ
نے بھی افراسیاب سے کمک طلب کی تھی اوسنے کاموس اور شنگل کہ دونوں پہلوان خونخوار
اژدر در خنجر گذار بڑے نامدار تھے اونسے کہا کہ تم چین کی راہ سے خاقان کو ہمراہ لیکے جلد جاؤ
لڑائی فتح کر آؤ اتفاقات زمانہ جس روز رستم کا وہاں داخلہ ہوا خاقان چین بھی پہلوانوں کے ساتھ

آپہنچا پیران ویسہ رستم کی تعریف خاقان سے کرنے لگا **فردوسی**		بدو گفت کاموس کای پرخرد
دلت یکسر اندیشه بد ببرد	ز رستم چه رانی تو یکسر سخن	یلی کش نه پیدا ورا سر و بن
تن رستم از آهن و روی نیست	به پیش منش آب در جوی نیست	کس اورا چو یابم بهنگام رزم
همه رزم او را شمارم چه بزم	دل پهلوانان از آن سخن شاد شد	ز اندیشه رستم آزاد شد

القصہ جس وقت ترک خنجر گذار یکہ سوار بعزم رزم ثوابت و سیار سمند سبز فام پر نمودار ہوا دونوں صفین

صفین آراستہ ہوئین فوج توران سے اشکبوس پہلوان سر میدان نکلکے مبارز طلب ہوا رہام گرد
ایرانیون سے نکلا اشکبوس نے گرز لگایا یہ سپر پناہ سر لایا مگر وہان کا عجب حال ہوا پرزے ہوکے اوڑ گئی
پہول ہی نظر نہ آیا مغز چور پریشان ہوا رہام معرکے سے گریزان ہوا اشکبوس نے عزم بازگشت کیا تہا
کہ جہان پہلوان للکارا قضا کی صدا آئی کہ وہ مارا فردوسی

تہمتن بکینش چو آورد جنگ

گزین کرد یک چوبہ تیر خدنگ
بمالید چاچی کمان را بدست
بچرم گوزن اندر آورد شست

چو سوفارش آمد بپہنای گوش
ز چرم گوزنان برآمد خروش
بزد بر بر و سینہ اشکبوس

سپہر آن زمان دست او داد بوس
چو بوسید پیکان سر انگشت او
گذر کرد از مہرہ پشت او

قضا گفت گیر و قدر گفت دہ
فلک گفت احسن ملک گفت زہ
چو شستش بران سینہ پیکان دواند

فلک جامی کلہا ثریا فشاند
ہم اندر زمان پہلوان جان بداد
تو گفتی کہ ہرگز ز مادر نزاد

لوگ اوسکی لاش بصد تلاش خاقان کے روبرو لائے دیکہا کہ تیر چرم جوشن کو توڑ کے تا پر غرق بخون سینے کے پار تہے زخم کی جگہ غار تہی
تمام فوج کے دل مین اس ضرب کے خوف سے ہراس چہایا کوئی مقابلے کو نہ آیا لڑائی موقوف ہی صبح کی ٹہہری دوسرے
دن خاقان نے کہا کوئی ایسا ہی کہ جرأت کرے اشکبوس کا بدلا رستم سے لے کاموس بڑہ ہوا تہمتن بخشم زدن شل صید لاغر
باندہ کے لے آیا زیست کا اوسکا قصہ پاک کیا شمشیر کے زیر خاک کیا بیان رزم خاقان چین
اور گرفتاری اوسکی بصد ذلت و خواری پہر پولادوند کا آنا اور معرکے
سے بہاگجانا کنون رزم خاقان چین آورم روان را بدہ اشق یقین آورم جب کاموس ہلاک ہوگیا پیران نے

خاقان سے کہا مصلحت یہی ہی کہ افراسیاب کے پاس مین جاؤن اوسکو یہان لاؤن خاقان نے جواب دیا

بس اورا کہ کاموس وشد ہلاک	بخم کمند اندر آرم بخاک	او چنگش ایک پہلوان خاقانکا

تہا بارہا سر میدان اوسکا امتحان ہوچکا تہا وہ نکلا بمجرد مقابلہ عجب معاملہ ہوا کہ جہان پہلوان کے نعرے سے
ایسا خوف آیا کہ بے لڑے بہڑے بہاگا ٹہہرنے کی تاب نلایا پیلتن نے بسرعت تمام اوسکے گہوڑے کی
دم پکڑ کر جہٹکا دیا وہ پشت زین سے بروی زمین آیا اوسی دم حلال کیا جسم اوسکا گہوڑے کے سم سے پامال کیا
پہر تو یہ حال ہوا کہ فوج دیہم وبرہم رعب سے ہوگئی بہونچال ہوا ہر چند مبارز طلب کیا کسی کا حوصلہ نہ پڑا مگر
ہومان بصورت لرزان سامنے آیا کہا افسوس سہراب کی صیت آپنے بہلائی تورانیون کی ناحق جان
پر بلا آئی رستم نے جواب دیا کہ سہراب سے زیادہ میرے نزدیک سیاوش شاہزادہ تہا جو تم لوگ اوسکو
بیگناہ قتل نکرتے تو میرے ہاتہ تمہارے لہو مین نہ بہرتے ہومان بولا وہ ترکیب بتائیے کہ جس سے ہماری
تقصیر معاف ہو اپکی طبیعت افراسیاب سے صاف ہو تہمتن نے کہا پیران ویسہ کو میرے روبرو بلالاؤ
جو میرا کہنا عمل مین لائے تو تم لوگون کی جان بچ جائے اوسنے پیران ویسہ سے یہ حال بیان کیا مجبور با
دل رنجور پر اندیشہ وبیم بحال سقیم پیران ویسہ رستم کے سامنے آیا دور سے پکارا کہ مین نے فرنگیس اور
کیخسرو کی دل سے خدمتگزاری کی ہی اور اپکو معلوم ہوگا کہ جب مین نے اونکی جان افراسیاب کے ہاتہ سے
بچائی تو کیکاوس کو دیکہنا نصیب ہوا ایران جانے کی نوبت آئی رستم نے کہا درست ہی مگر بانی ہنگامہ و فساد
خانہ برباد تو ہی ہی یہ گنہگاری تیری کہدائی ہی کہ ہزار ہا بندہ خدا کی زورق حیات طوفانی ہوئی قتل

قتل و قمع کی نوبت آئی ہی پیران ویسہ نے کہا گذشتہ اصلوات اب تیری اطاعت سے قدم باہر نرکہونگا
جو کہیگا وہی کرونگا بشرطیکہ صلح کر قتل و خونریزی سے درگذر رستم نے کہا اگر افراسیاب کرداور گرسیوز
بانی فتور کو میرے حوالے کرے اور پیشکش مناسب حال بہت سا زر و مال بہیجتا اوسکو کیخسرو کے روبرو لیجاؤن
نشیب و فراز سمجہاؤن صلح پر راضی ہو فراموش حال ماضی ہو اور تو جانتا ہی کہ مجکو صلح کی پروا نہین کرنے سے
ابہی جی بہرا نہین اس غرض سے کہتا ہون کہ تو نے کیخسرو کی بارہی خدمتگزاری کی ہی چاہتا ہون کہ
تیرے تن سے سر اوتار انجاے میرے ہاتہ سے تومار انجائے پیران نے یہ ماجرا خاقان چین سے کہا وہ
بہت برہم ہوا پہر اپنے پہلوانون کو فوج کے نامدار جوانون کو طلب کیا جس سے رستم کے مقابلے کا ذکر آیا
اوسکے جسم مین رعشہ پڑا سر جہکایا لیکن شنگل نے کہا مین جاتا ہون سیستن کا سر لاتا ہون خاقان تو
شاد ہوا الا پیران پست سے نامراد ہوا القصہ شنگل سر و نگل نکلا مقابلہ کیا رستم نے عجیب معاملہ کیا نیزے
کی نوک پر اوٹہا لیا تمام فوج کو دکہا کر زمین پر پٹک دیا اور چاہا کہ اوس خیرہ سر کے تن و سر مین تفرقہ ڈالے روح
اوسکے جسم سے نکالے چار طرف سے فوج گہر آئی اوسنے بہاگنے کی فرصت پائی رستم تو اوسنے کر لگا

شنگل بدجوا اسس خاقان کے پاس پونہچا فردوسی

همی رفت تا پیش خاقان چین
گریزان و رخسارہا پر ز کین ۞
چنین گفت شنگل که این نیست مرد
نگر رزم سازد نجنبد ز گرد
بلی زنده پیل ست بر پشت کوه
بگیتی کس او را ہم آورد نیست

الغرض تمام فوج نے یکبار رستم پر حملہ کیا
تہمتن کا یہ رنگ تہا کہ مثل شیر گرسنہ جس غول پر جاتا تہا لاشون کا ڈہیر نظر آتا تہا زخمی فرار ہوتے تہے

جو تکمتے تھے وہ اتارتے تھے اور تہمتن زبردست مثل شیر غران کف در دہان مستانہ وار قتل عام کرتا خاقان چین سے برابر پونہچا او سوقت اوسنے صلح کا سوال کیا رستم نے جواب دیا کہ سر پر سے تاج اوتار اور تخت مجلوس سے تو اپنی راہ لے اس کلمے سے خاقان کو طیش آیا مسلح ہوکے سفید ہاتھی سوار ہوکے نکلا یا جنگ کا سامان عزم میدان کیا پھر فوج کو حکم دیا کہ رستم پر باران تیر ہو کئی ہزار تیر ایکبار چھوٹا پیلتن کا جسم تو بچ گیا مگر جوشن ٹوٹا وہ یل نامدار تیرون کی کثرت سے پردار ہو گیا اور چلا پھر ہاتھی کے قریب آکے کمند مین خاقان کی گردن بند کرکے جھٹکا جو دیا پشت فیل سے بروی زمین خاقان چین

آیا فردوسی

ببستند بازوی خاقان چین
نہ پیل و نہ تاج و نہ طوق و نہ مہد
یکی را بزر ہمچو قارون کنی
کہ بہ دان تو ای جہان آفرین

چو از دست رستم رہا شد کمند
ز پیل اندر آورد و زد بر زمین
یکی را براری و شاہی دہی
دگر را بنا خن جگر خون کنی

سر شہریار اندر آمد بہ بند
پیادہ ہمیراند تا کوہ شہد
دگر را بدریا بماہی دہی
نہ با آنت مہر و نہ با اینت کین

چین کی فوج یا چین پر چین بھاگی جو کچھ مال اسباب لوٹ مین ہاتھ آیا وہ سب کے ہمراہ گیخسرو کی خدمت مین روانہ کیا خود بافتح و ظفر فوج اور لشکر کو لیکر افراسیاب کی فکر مین چلا پیران ویسہ جو بھاگا رستم سے پہلے وہان پونہچا شکست کا حال خاقان کا اور پہلوانون کا قتل ہونا دلاورونکا جان کہونا تفصیل وار بیان کیا افراسیاب قصہ سنکے بیتاب ہوا سوا اسکے تدبیر نسوجھی کہ پولادوند کیک بادشاہ پرشوکت وجاہ تہا او سے مدد چاہی فوج اوسکی بعزم

بعزم جنگ رستم کی طرف راہی ہوئی ملک الموت کو آگاہی ہوئی القصہ مقابلہ ہوا اور پولاد میدان میں نکلا
پکارا کہ جو زیست سے بیزار ہو موت کا طلبگار ہو میرے روبرو آئے بہادروں کی ضرب کا ذائقہ چکھ جائے پھیدا
سنگے گیو جنگجو دو بدو ہوا پولاد نے حلقہ کمند میں فوراً بند کیا رہام اور بیژن تاب نہ لائے مدد کو آئے دونوں
نے کمندوں میں پولاد کو پھنسایا اور چاہا کہ خانہ زین سے بر سر زمین نگونسار کریں تلوار کا وار
کریں ادہر سے انہوں نے کمند کھینچی ادہر پولاد نے زور کیا کمند کو ٹکڑے فی الفور کیا بستہ دم کمند
ٹوٹی گردن اوسکی چھوٹی یہ سنبھلنے نپائے تھے کہ اوسنے بچالاکی ایک وار میں دونوں کو زخمی
کیا تمام جسم لہو سے گلنار ہوا گودرز یہ حال دیکھکے مضطرب وار بیقرار رستم سے بدلے کا امیدوار
ہوا جہان پہلوان نے رخش کو ٹھوکرایا شیر خشمناک کی طرح پولاد پر آیا اور کمند رہا کی پولاد نے
گردن چھڑائی پھر گرز کوہ شکاف تہمتن کے سر پر مارا کہ بھیجا ہل گیا دلاوروں کا دل ہل گیا زخم جو
کاری ہوا دریای خون سر سے جاری ہوا — فردوسی — تهمتن چنان شد که مغز سرش
ز دو گوش بیرون جهد از سرش — رستم نے حملے کا جواب پایا پولاد نے کھینچی جھلکر تیغ آبدار سر پر
لگائی جوشن کے باعث کارگر نہوئی تہمتن کے جسم کو خبر نہوئی اوس وقت پولاد دیو کو حیرت ہوئی
دل سے کہا کہ میرے گرز کی ضرب پہاڑ کو سرمہ سا کرتی ہے اور تلوار سر تن جدا کرتی ہے سخت
عجب ہے کہ یہ جوان خانہ زین سے بر زمین نہ آیا میری ضرب خاطر میں نہ لایا اب کشتی کے سوا
چارہ نہیں ہے اسکے گذارا نہیں رستم سے کشتی کا سوال کیا اوسنے قبول کیا اس پیچ میں اپنا مطلب حصول کیا

پولادوند نے کہا افراسیاب کو بلاؤ وہ مجھسے وعدہ کرے کہ دوسرا تیری مدد کو نہ پہنچے پولادوند نے اسکو بلایا
اتنے عرصہ مین رستم کے ہوش حواس درست ہوے سینے مین دم سمایا افراسیاب سے عہد مستحکم
ہوا کہ ہم دونون کو اختیار ہی تیسرے کا دخل بیکار ہی الغرض وہ نرہ شیر تا دیر سرگرم گیر و دار رہے
پسینے کے نالے بہے آخرکار رستم نامدار نے کمربند مین ہاتہ ڈالکے سر سے بلند کیا اسکو دکہا
زمین پر پٹک دیا پولادوند نے گور نارسے دم چرایا سانس سینے سے باہر نہ نکلا تہمتن سمجہا یہ مرگیا
دار فنا سے گذر گیا یہ تو رخش کی طرف چلا پولادوند میدان خالی دیکہکے بہاگا افتان و خیزان افراسیاب کے
پاس گیا بدن چور چور خدنگ غیرت سے دل خانہ زنبور کہنے لگا قضا تو آئی تہی مگر حکمت عملی سے
جان بچائی اوسنے رخصت و اجازت بہزار رو سپاہی اپنے ملک کو راہی ہوا افراسیاب بہی
نہ ٹہہر سکا با دل غمگین عازم چین ہوا خالی میدان مین لاشون کا انبار تہا خون کی کثرت سے چشمہ تہا
اوس صحرا مین گلنار تہا جہان پہلوان نے بفتح و فیروزی افراسیاب کا ملک و مال پہلوانون پر
تقسیم کیا اور تحائف گرانبہا اپنے ہمراہ لیکے کیخسرو کی خدمت مین چلا گیو رہام اور بیژن ہمہ تن
زخمی تہے یہ توران مین رہے رستم بصد جاہ و حشم ایران مین داخل ہوا خسرو نے وہ مال اور اسباب جو
لوٹ مین ہاتہ آیا تہا تہمتن کو عنایت کیا اور اپنے پاس سے خلعت گرانبہا زر و جواہر بہت سا دیا

لڑائی اکوان دیو کی رستم کا اوٹہا لینا دریا مین پہینک دینا ایک روز

بہشت افروز کیخسرو نے جشن بادشاہانہ جلسہ ملوکانہ کیا اور بزم طرب آراستہ کرکے عیش و نشاط مین مشغول ہوا سب

سب سران سپاہ یلان خیر خواہ خنجر گذاران دشت نبرد فرد فرد اپنے اپنے قرینے سے حاضر تھے
مطربان خوش صدا مہوشان جادو ادا رقص و سرود مین سرگرم تھے نای و نفیری کا ہنگامہ
تا فلک جاتا تھا ہر طرف پرستانکا عالم نظر آتا تھا یکایک گلہ خاص کا نگہبان بحال پریشان فریاد کنان
حاضر ہوا عرض کی کہ ایک گورخر پیدا ہوا ہی بہت سے گھوڑے اوسنے درگور کیے ہلاک کیے زیر خاک
کیے شاہ والا جاہ نے فرمایا گور کی طاقت گھوڑے سے زیادہ نہین ہوتی یہ امر عقل کے خلاف
ہی اسمین پیچ صاف ہی اوس صحبت مین چند سن رسیدہ نیرنگ زمانہ دیدہ موجود تھے عرض پیرا
ہوے کہ مدت سے سنتے آئے ہین اوس دشت مین ایک چشمہ خوشگوار ہی گرد مرغزار ہی وہان
دیو خونخوار سرگرم آزار رہتا ہی جسکا ادہر گذر ہوتا ہی کچھ کچھ صدمہ سہتا ہی اکوان
اوسکا نام ہی قتل و آزار اوسکا کام ہی وہی گورخر کی صورت بنکر آتا ہوگا گھوڑونکو کھاتا ہوگا
سلطان نامدار گردون وقار نے جہان پہلوان سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ دیو کو مارنا
کار مشکل ہی لیکن تمکو یہ مقدمہ حاصل ہی تکلیف ضرور ہی غفلت مین تھوڑی تھی تمن آداب
بجا لایا اوس دشت مین بے خوف و خطر آیا دفعتہ وہی گور نظر پڑا جہان پہلوان نے
کمند ڈالی وہ غائب ہوگیا زو خالی گئی ایک دم کے بعد پھر پیدا ہوا رستم تلوار کھینچکے دوڑا قریب
جو آیا میدان خالی پایا تین روز اسی طور سے دانہ و آب تہمتن دوا دوش مین خراب ہا کسی جا
اوسنے سامنا کیا چوتھے دن نیند کا غلبہ ہوا رخش کو چراگاہ مین چھوڑا رستم کچھ کھا کے سو رہا

دیو نے غافل جو پایا وہ زمین کا قطعہ اوٹھا کے آسمان پر پونہچایا **فردوسی** زمین کرد ببرید و برداشتش

ز هامون بگردون برافراشتش	چو رستم بجنبید بر خویشتن	چنین گفت اکوان که ای پیلتن
یکی آرزو کن که تا از هوا	کجات افگنم تا که گردی رها	سوی آب اندر است یا کوہ
کجا خواہی افتاد دور از گروہ	رستم نے دل مین خیال کیا که اس دیو کا کام برعکس ہوتا ہی اگر دریا	

کا نام لون پہاڑ پر گرائیگا جو کوہ کا ذکر کرون دریا مین پہینکیگا تردد کا مقام ہی که اگر پتھر پر اسنے پٹکا تو
استخوان پارہ پارہ کا پتا نملیگا جو دریا مین پہینک دیا تو بہکے کنارہ ہاتہ آئیگا یہ سوچکے کہا پہاڑ کی تمنا
ہی اوسنے فورا بحر زخار دریای ناپیداکنار مین ڈال دیا اپنی دانست مین آفت کو ٹال دیا پہلے تو گرتے
ہی غوطہ کہایا پہر پانی اوبہار کے اوپر لایا رستم فن شناشنا آشنا تہا تیرنے لگا جانوران آبی
اپنی خوراک سمجہکے دوڑے تہمتن نے حافظ حقیقی کو یاد کیا اونکے لہو سے سرخ خنجر فولاد کیا
اتنے نہنگ اور گہڑیال مارے که دریا خونچکان ہوا ہر ایک لجہ و لطمہ لہولہان ہوا بہزار جد و کد کنارہ
نظر آیا زندہ و سالم باہر نکلا سجدہ یزدان ادا کیا لباس سکہایا اور اوسیطرف ہوا کہ جہان دیو کے
بعد وہ دشت دیکہا رخش کو وہین پایا زین باندہ سوار ہوا سامنے سے گہوڑونکا غول نمودار ہوا گہوڑے
جو پایاب دیکہکے دل مین آیا یہان سے لیچلیے وہ افراسیاب کے تہے نگہبان جو آگاہ ہوے سد راہ ہوے
اونکو پچہاڑا کہ ملازم افراسیاب ہین گہوڑون کے واسطے بیتاب ہین **فردوسی**
بغرید چون شیر و برگفت نام — که من رستم پور دستان سام — یہ کہکے تلوار جو کہینچی بجلی سی چمک گئی سب کی

سبکی آنکھ جھپک گئی دو چار جان سے گئے باقی بہل نکلے وہانکے حاکم سے چنگل کہا کہ رستم
یکہ و تنہا گھوڑون کا غول لیچلا وہ چار فیل اپنے کفیل بناکے آیا جسدم سامنا ہوا چالیس نامدار
تہ شمشیر آبدار ہوئے سپہدار پیٹھ دکھا کے فرار ہوئے وہ چارون ہاتھی اور گھوڑے
راہ چلتے چلتے مل گئے سبکو لیکے کیخسرو کی حضور مین حاضر ہوا ماجرای گذشتہ
حرف بحرف سنایا گھوڑے ہاتھیون کی نذر دی آپ پھر اوسی چشمے کی راہ لی جب وہان
پونہچا دیو کو حضرت سلیمان کی قسم دی کہ اگر جرات ہی تو دوبدو ہم تم لڑین لوگ تماشا
دیکھین یہ کیا نامردون کی طرح چھپکے دغا کرنا اوسکو طیش آیا سامنے ہوا تہمتن نے
چالاکی سے کمند مین پھنسا کے جھٹکا دیا دیو نے منہ کی کھائی چھٹی کے دودہ کی لذت
زبان پر آئی سنبھلنے نپایا تھا کہ گرز کوہ شکن لگایا تڑاقے کی آواز آئی کھوپری تا بہ سینے
نپائی بھیجا کوسون جانورون کے کھانے کو بھیجا ایک ضرب مین وہ بیدین اسفل السافلین پونہچا
پھر خنجر آبدار سے جو اوس بد شعار کا کاٹا اور فتراک سے باندھکے کیخسرو کی نذر کو لایا
شہریار والا تبار قدردان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا خلعت فاخرہ سے
ممتاز کرکے زر و جواہر نثار کیا اور زیادہ اقتدار دیا چندے بموجب فرمان شاہ
ایران مین جشن رہا صدای عیش و طرب تا گوش زہرہ و مشتری بلند رہی صحبت پسند رہی جب
فرصت ملی جہان پہلوان نے وطن کی رخصت حاصل کی مع الخیر سیستان مین داخل ہوا

بیان گرفتاری بیژن منیژہ کا عاشق ہوکے اوٹھالانا پہر اوسکی گرفتاری پیلتن کی امداد رہائی اوسکی افراسیاب کی ذلت وخواری فردوسی

کنون رزم بیژن بپیش آورم | زدفتر بگفتار خویش آورم
بگویم یکی داستانے کہ چیست | گران سر بسر می بباید گریست

ایک روز کیخسرو نامدار سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا ارکان دولت وزیر امیر پہلوان سپہ سالار نامی جوان سب حاضر تہے کچہ لوگ بادل ناشاد فریاد فریاد کرتے حاضر ہوے سرخیل اونکا بعد آستان بوس دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم لوگ فلک کے ستائے ہین دور سے آئے ہین تہوڑے دنون سے بہت سے گراز ہماری سرزمین مین جا گزین ہوے ہین باغ سب ویران کیے زراعت کہا گئے کہیت میدان سب کہود ڈالے بادشاہ نے نامداران جرار آزمودہ کار کی طرف دیکہا کہ بیژن ہاتہ باندہ کے اوٹہا عرض کی خانہ زاد کو ارشاد ہو گیو نے کہا اسکا بیجا خیال ہی یہ خردسال ہی وہان مرد جہان دیدہ مشقت کشیدہ چاہیے بیژن یہ کلمہ زبان پر لایا فرود کہ

جوانم ولیکن زاندیشہ پیر | تو ای شاہ این خم اشم ورزہ

کیخسرو راضی ہوا مگر ایک پہلوان کہ نام اوسکا گرگین تہا مرد سال خوردہ دوربین تہا اوسکو بہی بیژن کے ساتہ کیا نشیب و فراز سمجہا دیا جب بیژن اوس دشت مین پہنچا جسطرف سے اوٹہایا ہرگز مین کمی کی گرازون کو خاک مین ملایا بہت قتل کیے جو بچے وہ بہاگ گئے نام و نشان نرہا دشت صاف ہوگیا بیژن اس ہنگامے سے فرصت کر کے سیر د

سیر و شکار مین مشغول ہوا دن کو صید و شکار رات کو شراب گلنار خوشگوار یہ معمول ہوا ایکدن
گرگین نے کہا مین نے سنا ہی کہ یہان سے قریب ایک دشت ہی کہ ہر طرف اوسکے
سبزہ زار ہی باغ سے زیادہ بہار ہی چشمہای سرد و شیرین روان ہین جانوران آبی قاز قرقرے
بط مرغابی پران ہین کہین نیل گای پاڑہے ہرن پہرتے ہین پہولون کی مہک سے مست
ہو ہو کے گرتے ہین کہین کبک و دراج ہریل ہین چکور ہین کسی طرف جو درخت لہلہے ہین وہان
بلبل کے چہچہے ہین کسی جا پپیہا ہی مور ہین سبز مخمل کا فرش فراش صبا نے کوسون تک
پچہایا ہی جوش بہار نے عجیب عجیب غنچہ و گل کہلایا ہی ورشب ماہ تو خدا کی پناہ اوس صحرا کا حال
ہوتا ہی بشر تو کیا فرشتہ پر مار نہین سکتا ہوا کا گذر محال ہوتا ہی وہ راتین عجب دن کہاتی ہین جہان کی کیفیتین
نظر آتی ہین سبزہ و خضرا فرش سیماب مہر آفتاب چاندنی کی سیر کو او سجاتی ہی زمین آسمان کچہ اور
نظر آتا ہی دونی فضا ہو جاتی ہی ایک تو خود بے مثل روزگار ہی مشہور ہر شہر و دیار ہی جہان نادیدہ
مذکور سنکے اوسکا طلبگار ہی دوسرے ہزارہا پری پیکر گل اندام فتنہ خرام غنچہ دہن غرق دریای جواہر
ہمہ تن ہمراہ ہر ایک دلبری مین چالاک بہت چست بیباک شاہ انسان تو کیا فرشتہ منہ کی کہاتا ہی
زلف مسلسل سے دام بردوش ہین ادہا اور پہنس جاتا ہی گلنے والیان شہرہ آفاق سبجا کی مشتاق
وہ بہی کمسن آمد شباب کے دن خوش آواز نغمہ پرداز ہوتی ہین جن انس کے ہوش حواس کہوتی ہین ایک تو
روشنی مشعل ماہ دوسرے جہاڑ فانوس لالٹین ایک سے ایک سبحان اللہ اوسکو کیفیت نور رہتی ہی

یہ صحبت اٹھہ نور روز ہنستی ہی بیژن تو یہ فسانہ سنکے دیوانہ ہوا کمر کین کو رہبر بناکے اوسطرف
روانہ ہوا جسدم اوس دشت بے خار سرا پا گلزار مین آیا تختہ فردوس ساکئی کوس
مصفا ہموار پر بہار پایا جو کچھ سنا تہا وہ آنکھون سے نظر آیا اور ایکطرف درخت کچھ
کنجان سے تہے کئی چشمے متصل متصل روان تہے وہان غول کے غول سیمبرون کے دوان دیکھے
دل سے کہا الحمد للہ جسکی تمنا تہی وہ ہی سیر ہی انجام بخیر ہی پری چہرون کو دوش بدوش پایا
شاہد مدعا ہم آغوش نظر آیا اوس سمت کو با قدم تیز گرم خیز ہوا جب نزدیک پونہچا صبر و قرار
فرار ہوا ضبط و تحمل سینے سے دور ہوا نشاء محبت مین چور ہوا صورت تصویر دام الفت کا
اسیر سکتے کے عالم مین حیران رہگیا اودہر تاثیر الفت نے مشاطہ و دلالہ منیزہ کو خبر دی
تاب و توان کیا نیم جان اوس جوان کی نذر دی سر اوٹھا کے مشتاق سے آنکہ ملائی یہان
پیش چشم تیرگی چہائی بنظر اول تیر نگہ کا جو وار ہوا فقط دو سا ہوئی بیژن تو لڑکہڑایا منیزہ
نے بہی دل وجگر کو تہ و بالا پایا نگاہین جو دونون کی چار ہوئین طبیعتین بیقرار ہوئین عشق
نے پیر جہان اپنی تاثیر دکہاتا ہی عاشق تو کیا معشوق بہی سنے بے چین ہو جاتا ہی محبت
نے عجب رنگ دکہایا عرصہ نکہچا دونون کو عاشق و معشوق بنایا اسکا سینہ جو چاک ہوا تو اوسکا
دل زخمدار ہوا اسے جو ساغر سیاہی الفت نے پیا تو اوسکو بہی فشار ہوا ایکدم کے بعد منیزہ نے
سنبہلکے دل سے کہا سبحان اللہ عجب اسرار نظر آتا ہی خود بخود دل مضطر بیقرار ہوا جاتا ہی بہشت

اس دشت پر فضا مین خوف افراسیاب سے مرغ بر روی ہوا اور ماہی کا دل تہ دریا کباب ہوتا ہی
یہ جوان اجل گرفتہ بے نظیر دوسرا یہ گرگ باران دیدہ مرد پیر یہان کیونکر آیا آنی دیر مین دل
سینے مین متصل پھڑکنے لگا کلیجا دھڑکنے لگا بار بار اس ہوای سرد مین پسینا آنے لگا
ہاتہ پانو سنسنانے لگے حضرت غم سینے کو چاٹنے لگے کلیجا کہانے لگے پہر کیفیت کچہ ضبط کرکے
ایک محرم راز غمزہ پرداز کو شیرین کے پاس بہیجا کہ حال مفصل معلوم ہو جائے کیفیت اس
جوان و پیر کی یہان تک رسائی انکی تقدیر کی دریافت کرکے برزبان لائے القصہ وہ صید کرشمہ و
ادا ادہر ادہر بہکتے بہالتے مستانہ وار قدم ڈالتے شیرین کے پاس آئی یہ حرف برزبان لائی
کہ ای جوان ناتجربہ کار جنون مین گرفتار و ای گرگ باران دیدہ سن رسیدہ تم دونون
کون ہو کہان سے آئے ہو معلوم ہوا کچہ نشاء کہائے ہو جانتے نہین کہ یہ دشت سیرگاہ
دختر سلطان جہان سر فرو کنندہ گردنکشان بادشاہ عالی جناب افراسیاب ہی پرندہ
یہان پر مار نہین سکتا بشر کا تو ذکر کیا ہی مگر تمہارا پیمانہ عمر بادہ زیست سے لبریز ہو کر چہلکا ہی بہلا
تیری نوجوانی تو حماقت کی نشانی ہی اس مرد پیر دام اجل کے اسیر پر کیا آفت آئی ہی
اسنے ہی تجکو منع نکیا نہ سمجہایا ہمراہ ہوکے یہان سے آیا معلوم نہین اتنی زندگانی
کس روپ مین کی ہی یہ ریش دراز سفید جاڑے کی دہوپ مین کی ہی شیرین باتین سنکے
پہلے خوب ہنسا پہر جواب دیا کہ یہ جسکا رعب و جلال ہمکو سناتی ہی جسکی ہیبت سے ہمین ڈراتی ہی

وہ ہمیشہ ہمارے سامنے سے فرار ہوا ہی لشکر اوسکا تہ تیغ ابدار ہوا ہی توران مین بیٹہا ہمارے ڈر سے
راتونکو چونک پڑتا ہی نیند نہین آتی ہی نام سے ہمارے اوسکی جان جاتی ہی اگر تو جانتی ہی تو خیر
نہین خبردار ہو جا خواب غفلت سے ہوشیار ہو جا جہان پہلوان رستم دستان کا نام سنا ہی
جسکے ہاتہ سے افراسیاب نے منہ پہیرا ہی سو بار سپر وہنا ہی مین اوسکا لخت جگر راحت جان ہون
خود بہی پہلوان ہون منیژہ کا اشتیاق مجکو یہان تک لایا ہی کشش دل نے اس جگہ پونہچایا ہی
پہر ایک انگوٹہی مثل برق تابان اختر سے زیادہ درخشان اوسکو دی وہ پہری منیژہ کو دکہائی
کہا یہ تو نشانی ہی اور اونکی یہ کہانی ہی یہ شخص رستم کا بہانجا ہی بیژن نام ہی نور چشم زال و

سام ہی فردوسی بگفتا بیارش تو نزدیک من بدین دشت خرگاہ گلشن کنم	چو پیغام بیژن ہمہ باز گفت کہ روشن کند جان تاریک من	چو گلبرگ روی سمن بر شگفت بدیدار او چشم روشن کنم
	وہ آفت روزگار پہر آئی بیژن کو لے گئی گرگین تو باران دیدہ تہا	

سمجہا کہ بیژن دام محبت مین گرفتار ہوگا آخر اسکے پاداش مین یا جان جائیگی یا ذلیل و خوار ہوگا یہ تو
وہانسے روانہ ہوا اور منیژہ بیژن کا ہاتہ پکڑ کے خیمے مین لے گئی جہانکا ساز و سامان موجود تہا
دور شراب ناب شروع ہوا تین دن رات متواتر سگانہ نای نوش گرم رہا جب بیژن بیہوش ہوا منیژہ نے
عماری بند کیا شہر کا رستہ لیا شب کو پوشیدہ محل مین لے گئی دغدغہ نیزہ کی فلک کج خرام
صبح و شام بسر کرنے لگی مثل مشہور ہی کہ عشق چہپانے سے چہپتا نہین آدمی مجبور ہی بعد

بعد کچھ دنکے دربان اس راز سے آگاہ ہوا خوف عتاب شاہ سے بدحواس پیش افراسیاب آیا سب

بیامد بر شاہ توران بگفت		کہ دخت ز ایران گزیدست جفت		ماجرا این عن سنا یافرد و شنیدی

یہ مقدمہ سنکے افراسیاب غیظ سے تھرانے لگا منہ سے کف جانے لگا شیرو نے مصلحت پوچھی قتل

پر سکی رای گئی گرسیوز کو مجبور بھیجا وہ روزن سے جاکے جھانکا عجب جلسہ نظر پڑا کہ منیژہ اور بیژن

نشہ کے غلبے سے ہم آغوش ہین مگر بیہوش ہین فرصت غنیمت جانی دروازے سے آکے للکارا

بیژن خبردار ہوا آمادہ کارزار ہوا یہ بدنہاد گرسیوز سوچا کہ مجھسے غلطی ہوئی شیر گرسنہ کو چونکایا

بڑا دہوکا کھایا بیژن کا قتل آسان نہین یہ آفت ڈہائے گا جنگ رستم کا مزا زبان پر آچکا

حیلہ کیا چاہیے کہ اپنی جان بچے اور کام نکلے بیژن سے کہا سورما چنا ہار نہین تو رہا ہی

تو تن تنہا یہان فوج بے شمار کس کس کو قتل کریگا کہان تک لہو مین ہاتھ بھریگا مصلحت وقت

یہی کہ خنجر ہاتھ سے رکھدے میرے ہمراہ پیش شاہ چل مین پیران ویسہ کو متفق کر کے

تیری حمایت کرونگا جرم گذشتہ کی شفاعت کرونگا طبیعت کا لگاو برا ہوتا ہی محبت مین پہلے

عقل جاتی ہی سیدہی بات اولٹی نظر آتی ہی منیژہ نے بہی کہا سچ کہتا ہی گرسیوز نے قسم

کہائی عہد کیا بیژن نے خنجر رکھدیا پہر تو چار طرف سے ہجوم ہوا لوگ گہر آئے کشان کشان

افراسیاب کے روبرو لائے اسنے پوچھا ای مرگ رسیدہ ہیبت سلطانی تیرے دل مین نہ آئی

میرے ناموس مین تو نے کیونکر بار پائی بیژن سمجھا مقدمہ بگڑ گیا اب دبنا کیا ضرور ہی فلک

سیر اقتل منظور ہی جواب دیا مجکو خبر نہین کہ کون لایا کسطرح آیا جنگل مین سوتا تہا آنکہ جو کہلی محل نظر آیا
افراسیاب نے کہا تو دیوانے پن کی گفتگو سے مجہے بہلاتا ہی اپنی جان بچاتا ہی یہ کہکے حکم دیا
کہ اسکو ذلیل و خوار کرو زندہ بردار کرو لوگ لے چلے شہر مین ہنگامہ بپا ہوا کہ ایسا جوان رعنا
گرفتار بلا ہوا اقتضای کار پیران ویسہ سوار چلا آتا تہا بیژن اوسکو نظر آیا پاس بلایا بدل لازی
ابتدا سے تا انتہا حال سنا تاسف کیا سر دہنا لوگون سے کہا تا حکم ثانی کوئی قتل
کا بانی نہو آپ افراسیاب کی خدمت مین گیا سلام کو سر جہکایا بادشاہ نے بیٹہنے کا اشارہ کیا
وہ نہ بیٹہا بسکہ مدار سلطنت اسپر تہا بے مشورے اسکے افراسیاب کوئی کام صبح
شام نکرتا تہا گہبرا کر کہا جو مطلب ہو بیان کرو اوسمین کد نکرونگا تیرا کہنا رد نکرونگا
جب اقرار کامل ہوچکا تو پیران نے عرض کیا فردوسی

تو این بیژن نامور را کشی | بیندیش و بازی مکن با هُش و | کہ کین سیاوش تازہ کنی
در ایران پی کین و جنگ افگنی | ہمانا ہمی خود اسکار آوری | درخت بلا را ببار آوری
چو کینہ دو کردو ندارم پا ہی | ابا شاہ ایران جہان کدخدای | افراسیاب نے کہا اگر اسکو

قتل نکرونگا رسوا بدنام ہونگا پیران نے عرض کی یہ تدبیر کرو کہ پابزنجیر کرو اور محبس مین
بہیجدو اسیر کرو اوسوقت مجبور گرسیوز کے افراسیاب نے فرمایا وہ جو اندہا کنوان تیرہ و تار
مسکن گزدم و ماران خونخوار ہی اوسمین بیژن اور منیژہ دونون کو سرنگون ڈالدو کہ عذاب

کہ عذاب عظیم مین بحال سقیم یہ جان بین اور وہ پتہر جو اکوان بیشہ چین سے اوٹہا لایا تہا اوس سے
کنوئین کا منہ بند ہو ہر طرح انکو گزند ہو منیژہ کو تو اوسکی مان نے بچا لیا الا گہر سے نکال دیا
بیژن کو کنوئین مین ڈال دیا ہم بیژن حسین کنوان وہ جو اندہا تہا روشن ہوا جوان آہین
وہ سانپ کا مسکن ہوا القصہ بیژن چاہ مین رہا اور منیژہ حکمت پر مصروف نالہ و آہ مین رہی
جو کچہ آب و دانہ منیژہ کو میسر آیا تو اوسے نکہا یا کسی سوراخ سے کنوئین مین پہونچایا یہ تو رات
دن اسطرح بسر کرنے لگے کرگین کا حال سنیئے وہ گہوڑا لیکے ایران مین پہونچا کیو اور
گودرز کو خبر ہوئی پاس بلا کے حال پوچہا کرگین نے کہا بیژن کرازون سے فرصت پا کے او
قصہ شکار مین مصروف رہا ایک روز گور کے پیچہے گہوڑا ڈالا پہر کچہ پتا نملا کئی دن کے
بعد گہوڑا خالی بصد خستہ حالی مین نے پایا اسکو لیکے یہان چلا آیا گیو نے قصد کیا کرگین
کو مار ڈالون رنج کو ٹالون گودرز مانع ہوا کیخسرو کو خبر ہوئی بہت قلق کیا غم ہوا
سبہون کا حال رنج سے درہم و برہم ہوا منجمون کو طلب کر کے بیژن کا حال پوچہا انہون
نے بہت دیکہ بہال کے یہ بیان کیا کہ اتنا معلوم ہوتا ہی کہ زندہ ہی مگر بلا ی عظیم مین
گرفتار ہی نہ کوئی یار ہی نہ مددگار ہی خسرو نے گیو اور گودرز کی تسکین کی پہر جام جہان نما طلب
کر کے حال دیکہا فرد

بہر ہفت کشور ہمہ بنگرید	کر کے حال دیکہا فرد
بجائی ز بیژن نشانی ندید	
بفرمان یزدان مر او را بدید	سو کشور کرسان رسید
کہ در چاہ بستہ بہ بند گران	

رستمی ہی جست سنگ اندر آن — یہ ماجرا ویکہکے گیو سے کہا بیژن زندہ ہی مگر چاہ پر از زمین بند ہی باب ناکامی کہلا ہی گرفتار ہی گیو نے عرض کی غلام جاتا ہی جان لڑاتا ہی کیخسرو نے فرمایا یہ مطلب بے جہان پہلوان حاصل ہوگا تو جاکے رستم کو بلا لا حسب فرمان گیو سیستان سے تہمتن کو لایا پہلتن شرف آستان بوس حاصل کرکے دعا وثنای شاہ زبان سے ادا کرنے لگا سلطان والاشان قدردان ہی اوسکی صفت بیان کرنے لگا فردوسی

بدو گفت خسرو درست اندری

کہ از جان تو دور دست بدی	گزین کیانی و پشت سپاہ
نگہدار ایران و لشکر پناہ	مرا شاد کردی ز دیدار خویش
ازین پر ہنر جان ہشیار خویش	پہر فرمایا ایک درخت طلای خالص

کا معہ برگ و بار جلد طیار ہو جب وہ روبرو آیا تخت مرصع کا اوسکے نیچے بچہوایا فردوسی

بفرمود تا رستم آمد بہ تخت	نشست از بر تخت زیر درخت

پہر بیژن کا قید ہوجانا گیو اور گودرز کا رنج و غم کہانا منیژہ کی بیکسی بیژن کی بے بسی افراسیاب کی فرحت اور خوشی بیان کرکے فرمایا

بدین کار اکنون ببندی کمر	نہ بینیم بیجز تو کسے چارہ گر
گرایدہ بیژن کام اندر ستان	نتابم ز فرمان خسرو عنان

رستم نے سر کو جہکا کے عرض کیا کیخسرو نے فرمایا فوج و لشکر مال و زر جو احتیاج ہو طیار ہی تہمتن نے جواب دیا فوج تو سراسر بیکار ہی اگر اوسکو لیکر جاؤن اور افراسیاب پہر آمد سکے بیژن کو تہ شمشیر کرے تو غلام کیا تدبیر کرے اوسکے بدلے اگر افراسیاب ہی مارا جائے گا مگر بیژن کہان ہاتہ آئے گا ایک حیلہ سوچا ہون کہ سوداگر بنکر

بنکر وہان جاؤن اوس گم گشتہ متاع دل وجان کو ڈہونڈہ لاؤن بادشاہ ذی فہم کو یہ
رای بہت پسند آئی تحسین و آفرین فرمائی رستم نے ہزار شتر اسباب اور زر وجواہر
سے بہر کر ہزار پہلوان جان فشان ساربان بنائے اور گرگین زندان نشین کو ساتہ
لیا اس ہیأت سے توران کا سفر کیا کوسون دہوم مچی کہ ایک ملک التجار ہزار اونٹ پر
بار اسباب نادر کے اور تحفہ جواہر کے لیے آتا ہی الغرض وہ میر قافلہ جستہ آخر کار
افراسیاب کے شہر مین وارد ہوکے کاروان سرا مین اوترا اور وہ متلاشی مسافران
ایران گم کردہ خانمان یعنی منیژہ اس ماجرے سے آگاہ ہوئی فوراً روبراہ ہوئی
کاروان سرا مین رستم کے قریب جاکے کہا ای سیاح ہر شہر و دیار ملک التجار
تو جو یہ متاع گران بہا لایا ہی مین نے سنا ہی خطہ ایران سے آیا ہی تہمتن نے جواب دیا
کہ ہان مگر تو اپنا مطلب بیان کر اوس ہراس باختہ عقل کی دشمن نے کہا ای جوان تو سلطان
ایران اور جہان پہلوان رستم دستان سے آگاہ ہی اور بیژن آوارہ وطن کی گرفتاری اور
اوسکی ذلت وخواری رستم عالی مقام نے سنی یا نہین رستم نے آشفتہ ہوکے کہا کہ مین
مرد تجار ہون یا شہریارون کا خبردار ہون مجکو ان قصون سے کیا سروکار اس جہڑکنے سے
زخم جگر کو ٹہیس جو لگی بے اختیار آہ سرد کہینچکے منیژہ رونے لگی جسکا دل دکہا ہوتا ہی
اوسکی آہ وزاری تاثیر دار ہوتی ہی یہی سنان چرخ کے سینے کے پار ہوتی ہی

علی الخصوص جب اسکو پاس ہوتین وہ مددگار نہ پاس ہوے کبھی جو الحرمان کسیکی آس نہو
مددگار ہی جو مدد و ہو اہیر پاس نہو اوسکی بیقراری سے رستم کا دل بہر آیا دلاسا دیا حال پوچھا
اوسنے کہا کچہ نپوچھ ای عزیز مین ننگ خاندان آوارہ خانمان ذلیل و خوار ہون وطن مین ہون
اور بلای غربت مین گرفتار ہون زمین پاؤن کے تلے سے نکلی جاتی ہی آسمان مجھے سر پر سامان
پر ٹوٹتا ہی جو بلا ہی شام و سحر وہ مجھی پر آتی ہی کشور دل یاس و ناکامی نے لوٹا ہی یوسف میرا
زندان چاہ مین گرفتار ہی زمانہ میری نظر مین تیرہ و تار ہی شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم

زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
نہ تو چپ رہا جاتا ہی یہ حال اپنا

کسی سے کہا جاتا ہی میری تڑپ اور بیقراری سے سیماب کی چھاتی پارہ پارہ ہی آتش دوزخ
سینہ سوزان کا ادنی شرارہ ہی جو مجھ پر گذرتی ہی جسطرح میرے دن کٹتے ہین اوس ماجرے کے سننے سے

پتھرون کے دل پھٹتے ہین سه
منیژه منم دخت افراسیاب
برهنه ندیده تنم آفتاب

ہای کیا بیژن شور بخت
فتادم ز تاج و فتادم ز تخت
همان قد چون تیر گشته کمان

همان روی خوبم شده زعفران
کنون دیده پرخون و دل پر ز درد
ازین در بدان در دوان بی نورد

رات دن خرابی ہی تباہی ہی نہ وہ تخت سلطنت ہی نہ تاج شاہی ہی دن کو در در کی خاک پھانکتی ہون
شب کو چاہ کی بدولت اپنے یوسف کو کنوئین مین جھانکتی ہون لوگ مجھکو دیوانون مین
شمار کرتے ہین بھیک کا ٹکڑا دینے مین ننگ و عار کرتے ہین اگر بیژن پر فریفتہ و مبتلا

بتلا نہوتی تو سلطنت کیون کہوتی باپ عدوی جان ہوگیا مان کا دل ناقصربان ہوگیا
ایک شخص کے واسطے کنبا چھوڑا گدائی اچھی سمجھی بادشاہی سے منہ موڑا رستم یہ سنکے خوب
رویا پھر بیژن کی قید کا حال پوچھا منیژہ نے کہا ویرانے مین ایک کنوان ہی تیرہ و تاریک
جیسے کافر کا دل پانی سے بڑے اندہیرے کے خوف سے مار و گژدم کا زہرہ آب ہوتا ہی گرمی
ایسی ہی کہ ہوا کا دل کباب ہوتا ہی اوسکے اندر وہ باطوق و سلاسل ہی منہ پر اوسکے کئی
ہزار من کی سل ہی لیکن میری آہ کے اثر سے اوس پتھر کی چھاتی مین سوراخ ہوگیا ہی اتنا
مطلب نکل آتا ہی کہ کچھ کہانے پینے کی قسم سے اوس تک پہونچ جاتا ہی تہمتن نے بادل
بریان ایک مرغ کباب کرکے منیژہ کو دیا اور اپنی انگوٹھی اوسمین رکھدی جسد م منیژہ بحال
تباہ سر چاہ پہنچی وہ کباب لٹکایا بیژن کو تعجب آیا کہا آج یہ نعمت غیر مترقب کہان سے
ہاتھ آئی کیونکر پائی اوسنے کہا سوداگر ایران سے آیا ہی اوسنے میرے حال پر رحم کھایا ہی
بیژن نے اوسکو جب کہایا انگوٹھی کو پایا پہچانا سمجھا کہ جہان پہلوان میر سلیمان کی انگوٹھی ہی چہرا اپنے
کو آیا با واز بلند قہقہہ لگایا منیژہ نے کہا اتنا عرصہ ہوا کہ تو گرفتار بلا ہی کبھی تو مسکرایا نہین ہنسنا تو
کیا ہی اسکا سبب مجکو بتا بیژن نے جواب دیا دل کو شاد کر خدا کو یاد کر یزدان و دادگار ہمدا طالع برگشتہ
یار ہوا وہ سوداگر نہین رستم نامدار ہی اس پردہ مین یہان تک آیا ہی پروردگار نے یہ دن دکھایا ہی
اب تو اوسی کے پاس جا جو فرمائے بجا لا یہ راز ہی اسکو چھپا نا خبردار زبان پر نلانا منیژہ یہ سنکے شاد ہوئی

بند غم سے آزاد ہوئی سر امین رستم کے پاس آئی نصف شب جب گذری جہان پہلوان نے
اسباب حرب جسم پر آراستہ کیا غرق دریای آہن ہمہ تن ہوا اور سات پہلوان جو بہت زبردست
جوان تھے اونکو مسلح مکمل کرکے ساتھ لیا منیژہ آگے آگے اوس کنوئین پر آئی رستم نے سنگ
گران کنوئین پر ڈہکا ہمراہیون سے کہا اسکو سرکاؤ ہرچند سب نے زور کیا پتھر جگہ سے نہ سرکا
چالیس پہلوان بدقت تمام اوسکو اوٹھاتے تھے اسپر تھک تھک جاتے تھے غرضکہ تہمتن کو غصہ آیا

زیزدان زور آفرین زور خواست	بزد دست و آن سنگ بر داشت	بینداخت در بیشۂ شہر چین
بلرزید ازان سنگ روی زمین	جب کنوئین کا منہ کہلا کمند لٹکا کے اوس اسیر کو باطوق و زنجیر باہر نکالا	
خروشید چون رستم اورا بدید	ہمہ تن در آہن شدہ ناپدید	پھر اوسکو گلے سے لگایا زنجیر کو

کا طوق توڑا کہا تو نے قید کی ایذا بہت اوٹھائی ہی مصلحت یہی کہ منیژہ کو ساتھ لے ایران کو جا
میں افراسیاب کے پاس جاتا ہون خواب غفلت سے جگاتا ہون تا دل میں سمجھے کہ رستم آیا چور آ کے
دونونکو لے گیا بیژن نے نہ مانا ساتھ ہوا پہلے افراسیاب کے دروازہ پر پہونچا جو نگہبان جاگا خواب
مرگ اوسکو نصیب ہوا ہزارون تہ شمشیر ہوئے کشتون کے دردولت پر پشتے بنے ڈھیر ہوگئے پھر
رستم نے آواز دی کہ ای بانی بیداد بیژن تیرا داماد حاضر ہی بہت رنج قید مین پایا ہی تلافی کو
اوسکی آیا ہی او داماد کے چلا خبردار ہو ہوشیار ہو جا کہ رستم مانند قضای مبرم تیری سر پر آ پہونچا
افراسیاب تو آواز سنکے بہاگ گیا تہمتن نے گرز جو لگایا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور ایک نازنین

نازنین مہ جبین کا ہاتھ پکڑ کے باہر آیا پہلوان ایک ایک غنچہ دہانکو لیکے نکلا پھر سرا پردہ مین آکے آرام
کیا رات کو تمام کیا صبحدم بصد رنج و الم افراسیاب لشکر کو جمع کر کے مقابلے کو آیا یہان وہ چہ
ہزار سارہبان نامی پہلوان تھے سب نے لباس جنگ بدن پر تنگ و چست کیا سرا کے باہر پرا باندھا
جسنے مبارز طلب کیا ترکون نے منہ چھپایا کوئی سر میدان نہ آیا رستم نے افراسیاب سے کہا بارہا
تو نے اور تیرے لشکر نے مجکو آزمایا ہی زندہ میرے ہاتھ سے کون جانے پایا ہی مگر تو سخت بے شرم ہی
کہ مجھسے برسر رزم ہی افراسیاب نادم ہوا فوج سے کہا غیرت کیا ہوئی یہ بزم ہی یا معرکہ رزم ہی ؎

یکی حمله کردند جمله سران
بمانند دیوان مازندران
چنان تیره گون شد رخ آفتاب
تو گوئی که مانده ستاره غرقه در آب

جب چار طرف سے ہجوم ہوا رستم حملہ کرنے لگا وقت نبرد گذارہ ہو گیا جدھر
رخ کیا لاشوں کا انبار لگا گیا

بروز نبردان یل ارجمند
بہ تیغ و بخنجر بگرز و کمند
برید و درید و شکست و ببست
یلان را سر و سینه و پا و دست
شدان رزمگه سر بسر جوی خون
درفش سواران ترکان نگون
سپهدار چون بخت برگشته دید
سواران ترکان همه کشته دید
خود و سرکشان سوی ترکان شتافت
کز ایرانیان کام و کینه نیافت
برفت از پیش رستم کردگیر
بباریدبر لشکرش گرز و تیر
دو فرسنگ چون اژدهای دژم
فرو برد آن مرد ما را بدم

القصہ بفتح و فیروزی سبکو بھگایا مال اسباب بہت سا ہاتھ آیا پھر جہان پہلوان سوی ایران روان ہوا جب
قریب پہنچا کیخسرو کو خبر ہوئی سلطان قدردان اس جرات پر پیشوائی کو آیا گلے سے لگایا دو نا مرتبہ بڑھایا

بپایان چو سنجیدم این داستان	بدانسان که بشنیده ام باستان	چو از کار رستم بپرداختم	به برزوی سهراب پرداختم

بیان نسب بیان برزوی ابن سہراب جوان ستودہ شمائل قوی ہیکل کا رستم کی لڑائی اور گرفتاری بشکست فرامرز پیلتن پہر اوسکا نکلجانا رستم کا سننا

لکھا ہی کہ جب افراسیاب دل اندوہگین سمت چین بہاگا راہ مین ایک نوجوان باشوکت و شان نظر آیا دیو شمائل بہت قوی ہیکل اس قد و قامت کا انسان اوسدم تک شاہ توران کی نظر سے نگذرا تہا از سر تا پا دیر تک اوسکو دیکہا پہر پاس بلا کے حسب و نسب اور نام رہنے کا مقام پوچہا اوسنے جواب دیا کہ اس نواح مین مشہور کوہ یکوہی کہ نام میرا برزو ہی پہر مین کی کیفیت خوب بتائی قوت نامیہ اوسکی پہونچی صورت شکل دیکہا کے سنائی لیکن تخم پدر کے بیان سے گریز کر کے کہا مان میری رئیس قوم ہی تہا و باپ کا حال خوب معلوم نہین کہ کہان ہی اتنا سنا تہا کہ ایک جوان عنان شیر بیشان شجاعت پیلتن اژدر در پر شوکت صید افکن دام زرہ ریز خود مرصع بر سر چار آئینہ مہر سے زیادہ درخشان اسپ پری پیکر تند و تیز از صرصر زیر ران شکار کہیلتا ادہر آنکلا تہا میری مان کی اوسپر نظر جو پڑی شرم سے سر بگریبان ہوئی قدرت حق دیکہکے عقل حیران ہوئی وہ جوان بہی بچشم محبت نگران رہا اور بے سامان رہا آخر کار مشاطہ حسن و عشق نے باہم فیصلہ کرکے دونون کو ہم کنار دم سحر وہ مورد منزل ہوا نتیجہ اوسکا مین حاصل ہوا افراسیاب نے کہا ایک میرا دشمن عظیم ہی سرحد غنیم ہی اوسکے ہاتہ سے دربدر پریشان ہون سنکے خانہ ان ہون مجکو یقین ہی کہ اگر تیرا اوس سے

اوس سے مقابلہ ہوگا تو جلد انفصال یہ جنگ وجدال کا معاملہ ہوگا برزو نے نام اوسکا پوچھا
افراسیاب نے کہا زبان زد عالم ہی کہ وہ نرہ شیر رستم ہی برزو نے کہا سمجھا بادشاہ یک
شخص کے ہاتہ سے باختہ ہوش خانہ بدوش ہی اگر سو رستم ہوون تو دم مین تہ خاک کرونگا
قصہ پاک کرونگا افراسیاب نے فرمایا اگر تو اوسکو قتل کریگا تو چین ماچین کی حکومت اور
مہ جبین اپنی بیٹی پری کی صورت تجکو دونگا برزو نے جواب دیا مجہی رکہ فردوسی

زخون روی ایران چو دریا کنم | نشست تہ ابر ثریا کنم

افراسیاب نے اوسی دم خلعت فاخرہ
ہاتھی گہوڑے خیمہ ڈیرہ اسباب وزارت کا اوسکو مہیا کردیا برزو کی مان نے یہ حال جسدم
سنا بہت سا سر دہنا بیٹے کو سمجھایا کہ یہ خلعت پرزر کفن ہی افراسیاب تیرا دشمن
ہی رستم کا مقابلہ دیوون سے نہوسکا تو کیا کریگا اس حرکت بیجا باز آ پہر اور اپنی جوانی
پر رحم کہا برزو نے کہا اب تو وعدہ کرچکا ہست مقتضی انکار کی نہین جو مرضی پروردگار کی
اوسنے کہا تو طفل جنگ نادیدہ وہ پہلوان سن رسیدہ ہی یہ سنکے اوسی دم افراسیاب
نے ہر فن کے استاد طلب کیے وہ برزو کو لڑائی کی گہاتین بتانے لگے کشتی
علم تیر اندازی نیزہ بازی سکہانے لگے قصہ مختصر کچہہ دن نگذرے کہ استاد شاگرد ہوگیے
اور سب نے بالاتفاق افراسیاب کے روبرو بقسم کہا کہ یہ شخص فردوسی

نہ مردم نژاد است اہرمن است | یکی کوہ البرز در جوشن است

افراسیاب بہت خوش ہوا اور

جاہ و حشم برزو کا زیادہ از حد بڑھا یا اوسنے کہا اب تامل کس بات کا ہی **فردوسی**

چو ہنگام تیزی و رنگ آوری	جہانش دل خویش تنگ آورد	دل شاہ بیخ ازین غم کنم
ہمان پشت بد خواہ را بشکنم	بہ رزم سر رستم زال زر	بہ پیش تو آرم سر کینہ ور

پہنچے افراسیاب نے دس ہزار سوار جرار اور بارمان و ہومان یہ دونون پہلوان نامدار برزو کے ہمراہ کرکے روانہ کیا اور کہا مین بہی قریب آیا یہ خبر کیخسرو کو گوش زد ہوئی فرمایا ہمیشہ ایک ایک پہلوان سے شاہ توران گریزان رہا اس بار خود عزم کیا اسکا سبب کیا ہی شاید کوئی نوجوان یا پہلوان تازہ ہاتہ آگیا ہی یہ کہکے طوس اور فریبرز کو بارہ ہزار مرد میدان کارزار دیکر رخصت کیا اور آپ بہی با فوج ظفر موج روانہ ہوا جسدم طوس اور برزو کا مقابلہ ہوا نیا معاملہ ہوا یعنی وہ شکست جو کبہی سنی تہی ایک رات دن کی لڑائی مین ہوئی

شکستے گران کو نہ دیدہ بدید	نہ گوش زمانہ بد انسان شنید	فریبرز او طوس تاب بلای

باگین اوٹہ گئین برزو نے سر میدان دونون کو گہوڑون سے اوٹہا لیا جیسے گرسنہ شیر شکار ضعیف پر دلیر جاتا ہی پنجے مین دابکے لے آتا ہی اور بارمان کو حوالے کیا وہ شادیانے بجاتے برزو پر زر سرخ و سفید نثار کرتے خیمے مین لائے پہر یہ جرا فرح افزا افراسیاب کو لکہا اور ہزیمت کی خبر کیخسرو کو پہنچی شاہ ایران کی طبیعت مکدر ہوئی رستم کو طلب فرمایا قصہ گذشتہ سنایا تہمتن صف شکن کا چہرہ غصے سے لال ہوا غیظ سے عجب حال ہوا عرض کی اگر فضل یزدان کا

مددگار ہی تو دونونکو چہڑا لاؤنگا جب روبرو اونکا نصف شب گذرنے لگی گستہم کو اپنے ہمراہ
لیکے وہ جرار عیار پیشہ سے اندیشہ سراپردۂ برزو مین آیا عجب ماجرا نظر آیا اتفاقاً اوسی روز
افراسیاب بہی فرزدۂ فتح سنکے داخل ہوا تہا دیکہا تخت مرصع پر افراسیاب بیٹہا ہی دست راست
برزو تخت پر جلوہ گر ہی بائین جانب کو کرسی زرنگار پر پیران ویسہ ہی روبرو طوس اور فریبرز
کہڑے ہین حلقہای آہن ہاتہ پاؤن مین پڑے ہین اور افراسیاب بصد جوش و
خروش کہتا ہی کہ صبح کو مثل سیاوش گردن انکی زیر خنجر ہوگی گستہم کو خبر ہوگی جہان پہلوان
یہ ہذیان سنتا رہا دو گہڑی کے بعد پاسبان دونون کو باہر لائے رستم بسان
اجل اونکے سر پر آیا جدا ہر ایک نگہبان کا جسم سے سر نظر آیا اور دونون کو پیٹہ پر لادکے
خیمہ سے دور لیگیا زنجیرون کو توڑکے لے چلا کچہ دیر کے بعد افراسیاب کو اطلاع
ہوئی کہ ایک شیر بیشۂ ایران سے آیا وہ دونون صید کو گرفتار اوٹہا لے گیا پیران ویسہ
نے کہا سوای رستم کسی اور کا یہ کام نہین غرض کہ رات تو بصد پیچ و تاب افراسیاب
نے بسر کی جب دم ہوم ہوئی سحر کی اور یکہ تاز چرخ چہارم بصد جاہ و حشم جلوہ افروز ہوا
رات گذری روز ہوا صف جنگگاہ آراستہ ہونے لگی اجل رسیدون کے سر پر
قضا رونے لگی برزو نوجوان بہزار شوکت و شان مانند پیل دمان پرے سے نکلا اور
پکارا کہ کہان ہی تہمتن جہان پہلوان ہی میرے سامنے آئے کہ یہ گوہی میدان ہی

کیخسرو سے اجازت جنگ رستم نے لیکے رخش کو چمکاکے چہیڑا کس کس چستی و چالاکی سے لوٹی کاوے لگاکے اُتہرن پہیرا ہر حلقہ گرداب اجل تہا نشان سم نقطہ پرکار کا محل تہا دیکھنے والونکی نظر مین بجلی سی کوند جاتی تہی اس سرعت سے آتا جاتا تہا کہ ہوا بہی گرد کو خاک بتاتی تہی الغرض خوب جولان گرم عنان کرکے برزو کے برابر باگ لی برزو اوسکی صورت دیکہی بہت تعجب ہوا کہ ترکون سے ایسا جوان ذی شوکت و باشان اوسنے آج تک نہ دیکہا تہا پہر کہا اے جوان نا آزمودہ کار و اسیر جہالت کے گرفتار رستم کو طلب کرتا ہے مرنے سے نہین ڈرتا ہی جہردار ہو جاکہ مین ادنی شاگرد اوس نامدار کا ہون برزو نے یہ سنکے حلقہ کمان ہاتہ مین لیا اور چلے سے تیر کو جوڑ کہنی کو توڑ دہر کہینچا تہمتن بہی جواب دینے لگا دو گہڑی تک دشت مین سوای سن سن دوسری صدا نہ آتی تہی دونون کے جوشنون پر تیر پڑتے تہے دیکہنے والون کی آنکہین لب سوفار کی طرح حیرت مین کہلی تہین روح قالب سے اوڑی جاتی تہی اسکے بعد گرز کوہ شکن دونون پہلتن ہلانے لگے صفحہ دشت کو مثل شاخ بید ہلانے لگے دہم دہم جو پیہم ہوتی تہی زمین درہم و برہم ہوتی تہی گرز ہر ایک شرر فشان تہا میدان پہر دبار آہنگران تہا اسی گرما گرمی مین برزو نے گرز لگایا جہان پہلوان سر کو بچاکے سپر رو برو لایا لیکن سپر کے پرزے ہو گئے اور ہاتہ بہی بیکار ہو گیا پہلتن ناچار ہو گیا بسکہ یہ جہان دیدہ و نا تجربہ کار تہا اس حقیقت سے آگاہ نہوا مگر

پکلہ کہا تو عجب کوہ پیکر ہی اگر یہ ضرب میری فولاد کے ستون پر پڑتی زار و زبون کر دیتی
پہاڑ کو سرنگون کر دیتی تو خبر نہوا اس صدمہ کا اثر نہوا رستم نے ہنسکے جواب دیا یہ لڑائی
میرے سامنے کہیل ہی برزو نے خوف کہایا دل مین ہراس آیا اس عرصے مین دن تمام ہوا
شام کی شفق نمایان ہوئی جہان پہلوان نے کہا گہوڑے دن بہر کے پیاسے ہین اور
رات بہی آئی صبح کو ہم تم سمجہ لینگے برزو نے قبول کیا اپنے لشکر مین چلا گیا افراسیاب
سے کہا عجب حریف کا مقابلہ تہا نہین معلوم وہ اور اوسکا گہوڑا فولاد کا بنا تہا کہ کسی حربے
نے میرے اوسپر اثر نکیا دم سحر دیکہیے کیا ہوتا ہی کسکی فنا ہی کون رہی ملک بقا تا ہی
ادہر جہان پہلوان بچشم خونفشان کیخسرو سے کہنے لگا مجہکو اس نوجوان نے بیکار کیا گرز
کی ضرب سے شانہ ٹوٹا حکمت عملی کرکے اوسکے ہاتہ سے زندہ چہوٹا صبح کو اوس سے لڑنا
محال ہی شدت درد سے عجب حال ہی اور فرامرز ہی ہند مین لڑ رہا ہی جو وہ ہوتا تو البتہ
مقابلہ کرتا خسرو کو بہت ملال ہوا فرمایا بحولہ تعالی صبح کو ہمارا اوسکا سامنا ہی اور جو جو
نامدار جنگ گذار حاضر تہے سب نے دست بستہ عرض کی ابہی تو سر دینے کو ہم موجود ہین بعد ہمارے
اختیار ہی ہم زندہ رہین ایسے بادشاہ کو ایسے نام و نشان سے لڑنے کو بہیجین القصہ نصف
شب گذری مگر رستم درد سے بیتاب تہا نیند نہ آتی تہی طبیعت اوجہکر گہبراتی تہی ہر بار و شکست
درگاہ حاجت روا او ٹہکے دکہاتا تہا یکایک زوارہ رستم کا بہائی خبر فرحت اثر لایا

کہا مبارک ہو فرامرز مع الخیر با فتح و ظفر ہند سے آیا جہان پہلوان بیٹے کو دیکھکے شاد ہوا
تمام لشکر بند فکر سے آزاد ہوا تہمتن نے آرام کیا فرامرز نے استراحت کا سر انجام کیا جسدم
خسرو خاور دریچہ مشرق سے نکلکر صف جنگگاہ کو ملاحظہ کرنے لگا رستم نے سب اسباب حرب
اپنا فرامرز کو پہنایا ماجرای گذشتہ کا سبق پڑہایا پہر مقابلے کو بہیجا صف توران سے برزو
نوجوان نکلا اودہر سے فرامرز نے رخش کو تہمکا کے بڑہایا باہم گفتگو ہونے لگی برزو نے کہا
پہلوان دوہی روزہ نہین کہا کل والے تو میرے ضرب کے صدمے سے راہی ملک بقا ہوے
تم آج تازہ مصیبت مین مبتلا ہوے فرامرز نے کہا گفتگوی لاطائل سے کیا حاصل سنبہلجا
یہ کہکے گرز کوہ شکاف صاف کنندہ میدان مصاف ہاتہ مین اوٹہایا اور برق کی طرح
چمکتے آیا اسطرح پیہم اور متواتر گرز لگائے کہ برزو کے ہوش و حواس سنبہلنے نپائے مجبور
ہوکے خانہ زین سے بروی زمین آیا سپر کے ٹکڑون کا نشان نپایا فردوسی

زبس زخم کوپال بر دست کین	بجنبید از جای گفتی زمین	بیفتاد برزوی چون پیل مست
فرامرز بگشاد آنگاه دست	کمندش ز فتراک زین برگشاد	بیفکند بر یال او پیچ باد

جب برزو کمند مین الجہا افراسیاب تمام فوج کو لیکے گرا ادہر سے کیخسرو بڑہا جہان پہلوان نے
دوسری کمند دست شکستہ سے لگائی وہ بہی گردن مین آئی یہان تو دونون صفون مین تیغ کی
برانی سے سر افشانی ہونے لگی کمند مع برزو زوارہ کو دی رستم بہی مصروف جنگ ہوا تورانی

تورانی برزو کی گرفتاری سے بہت تنگ ہوئے زوارہ تو برزو کو خیمے مین لایا فرامرز اور رستم نے
تورانیونکو سمنگ کے سبب سے بھگایا کیخسرو کے روبرو طبل فتح ہوتا لشکر دلشاد خیمے مین داخل ہوا افراسیاب
فراری ہوا مطلب حاصل ہوا خسرو نے برزو کے قتل کا حکم دیا رستم نے شفاعت کی کہا ابھی یہ کمسن
ہی افراسیاب نے مال اسباب اسکو فزون از حد حساب دیا تھا اسنے حق نمک ادا کیا تھا اب جو یہان
پرورش پائیگا شرط جان نثاری بجا لائیگا کیخسرو قتل سے درگذرا رستم کے حوالے کیا تہمتن نے
بہت احتیاط سے سیستان بھیجا زال کے پاس رہنے لگا شہرو جو برزو کی مان تھی اوسنے
قصہ گرفتاری سنا سنہ پیٹا سر دھنا پھر اوسی دم بہجان عازم سیستان ہوئی وہان پہونچکے
ایک ڈومنی سے کہ وہ رستم کے گہر مین آتی جاتی تھی بہت معتمد تھی سیر اتنی کہلاتی تھی اوس سے
ربط بہم پہونچایا زر و جواہر اوسکو دیکے ملایا ایک روز برزو کو کہانا اوسکے ہاتہ بھیجا انگوٹھی اوسمین
رکہدی برزو دیکھکے خوش ہوا اوسکے ہاتہ کہلا بھیجا کہ تین گھوڑے جو صرصر سے تند و تیز رفتار ہون
کمیت نظر سے جلد بحر و خار کے پار ہون ہم پہونچا اور ایک سوہن مجکو بھیجدے کہ زنجیرین کاٹ ڈالون
ہاتہ پاؤن قید و بند سے نکالون القصہ اوسنے گھوڑے لیے اور سوہان ڈومنی کے ہاتہ بھیجدیا
جب سوہان برزو کے پاس آیا اوسنے زنجیرین کاٹین رہا ہوا وہان روکنے والا اوسکا کون تھا
یہ تینون سوار ہو کے توران کو چلے قضاے کار راہ مین تہمتن نادار شکار کہیلتا تھا برزو کا سامنا
ہوگیا بھاگنے کی راہ نہ پائی مجبوری لڑائی کی نوبت آئی جب دونون تھکے دم لینے لگے

تہمتن اوس ضرب کے خیال سے درد ملال سے حیلہ سوچا کہا اون کم رہا کچھ کہا این تو پھر اڑین برزو
نے کہا اچھا کہا تے کہاتے اوسی میں پھر لایا پھر برزو کو دیا کہ تو بھی کہا شہرو یہ معاملہ دیکھتی تھی اوسنے
بیٹے کو نکہا سنے دیا نہ آپ کہا یاد ونی جو کہا کئی ہونٹوں پھر دم آیا جب وہ مرگئی برزو سنے آکے جہان پہلوان

کو بہت نادم و خجل کیا تقریر کو طول دیکے منفعل کیا فردوسی

برستم چنین گفت کای چرد
زنام اوران این کی اندر خورد | ترا شرم باید زریش سفید
زنیروان ہمانا بریدی امید

پیلتن محبوب ہوکے آمادہ کارزار ہوا لڑنے کو طیار ہوا بعد رد و بدل جب شمشیر و خنجر گرز و تیر
سکی نوبت آخیر ہوئی کشتی کی باری آئی باگڈورین کمر سے اٹکا کے دونون دیو پیکر کشمکش
کرنے لگے یکایک رخش برزو کے گھوڑے پر حملہ آور ہوا وہ جھجکے پیچھے ہٹا ادھر تو برزو کو جھٹکا

لگا ادھر سے موقع پا جہان پہلوانی نے زور کیا فردوسی

زنیروی بازو سرافراز مرد
بخاک اندر آمد بپشت نبرد | برو چیره شد رستم شیرزاد
برآورد و بازو و بکردار باد

جسد برزو گرا رستم چھاتی پر آیا خنجر کھینچا تھا کہ اوسکی ماں دوڑی یہ کہا فردوسی

بخواهیش کشتن بدین گونه زار | تبرس از جہاندار پروردگار
که گاهی بسیره کشتی کا پوتا
بہانه ترا جنگ ایران و تور | بہت سی خاک اڑائی کہا تجھے شرم نہین آتی کبھی زیر خنجر بیٹا

کبھی پوتا ہی افراسیاب کی لڑائی کا حیلہ ہے تو ہی رستم نے کہا تو جھوٹ بولتی ہی شہرو نے کہا سہراب
کی نشانی انگوٹھی اسکے پاس ہی اوسکو دیکھلے جو تجکو بیم و ہراس ہی فردوسی برون

بروں کرد از دستش انگشتری نگین جفت آں مہرہ خویش دید	نگین فروزندہ چون مشتری بخندید چون گل رخ تاج بخش	نگہ کرد رستم درو بنگرید ز نامون بر آمد بہ افراز خش

تہمتن کو اسقدر خوشی ہوئی کہ پہولا نہ سماتا تہا ہر بار مثل غنچہ گل کہلا جاتا تہا برزو کو پہر دوڑکے گلے سے
لگایا پیار کیا گہوڑے پر اپنے ہاتہ سے سوار کیا سیستان میں لایا پوتے کو دادے سے ملایا پہر بیان افراسیاب

آیا اوسنے ایک عورت سازندہ سوسن کو پایا وہ عدہ گرفتاری جہان پہلوان
او رنامور جوان سے تہے سبکا کیا راہ میں مکان بنایا جال بچہایا آخر کار وہاں سے

فرار ہوئی سرو سرایان محفل سخن تازہ کرنے والے داستان کہن کے اسطرح زمزمہ پیرا ہوئے ہیں
کہ بعد گرفتاری برزو افراسیاب بصد پیچ و تاب توران پونہچا رات دن غم غصے سے ملول
رہتا تہا ہمیشہ چنانچہ ایکدن یہ کہتا تہا کہ ایک عورت سازندہ بڈہی پہوس سوسن نام پیدا ہوئی اوسنے
بادشاہ سے کہا آپنے اتنی کوشش و پیکار کی سب بیکار کی رستم پر فتح نہوئی مجہکو اجازت ہو
کچہ سامان عنایت ہو تو نیرنگ و فسون سے سبکا حال دگرگون کرون سیستان کو جوہی خون
کرون شاہ توران کو اوسکی بات کا یقین نہ آیا اوسنے اپنا سحر و نیرنگ دکہایا افراسیاب خوش ہوا اور کہا
جو مجہکو درکار ہو لے اپنے کام میں مصروف ہو غرضکہ سیلسم گرد کو ہمراہ کیا مال اسباب حسب دلخواہ اوسکو دیا
سوسن نے سیستان کے متصل سر راہ ایک مکان مختصر مستحکم قلعے کے طور پر بنایا پاس اوسکے خیمہ استادہ کیا
جو اوس راہ سے شام و پگاہ گذرتا اوسکو مہمان رکہتی شراب کباب رقص و سرود مہمانی کا سب سامان رکہتی

شرط مہمان نوازی بجالاتی شراب پلاکے تحفہ تحفہ کہانے کہلاتی اور یہان سلیستان مین زروکے
آنے سے سبکو خوشی ہوئی زال نے جشن ترتیب کرکے سبکو طلب کیا طوس کو گیسر نے بضرورت
رستم کے پاس بہیجا گودرز اور طوس مین نزاع قدیم تہی یہان وہ چہڑگئی بات بڑہ گئی طوس شاہزادہ
نازک دماغ تہا بے رخصت ایران کو روانہ ہوا تکرار کا بہانہ ہوا رستم نے چاہا جسنا بہت بدمزہ ہوا
کہا وہ خلف سلطان دوسرے مہمان اوسے آزردہ کیا برا کیا مصلحت یہی ہی کہ گودرز خود جاکے
بمنت لے آئے جب گودرز لینے کو چلا گیو نے رستم سے کہا آپ سب حال جانتے ہین تنہائی مین انکو
لڑنے کا موقع ہاتہ آجائے گا دوسرا کون ہی جو سمجہائے گا اگر مجکو ارشاد ہو جاؤن سمجہا کے ساتہ
لے آؤن رستم نے کہا اچہا بیژن بہی چلا اسکے بعد بہمن کو خیال ہوا کہ یہ سب چال ہین ایسا نہو قصہ
طول ہو مطلب حصول ہو فرامرز سے کہا تو بہی جا وہ رخصت ہوا زال نے کہا طوس شاہزادہ ہی
اگر انکے کہنے سے پہرا اور ایران پونہچا سخت خجالت ہوگی ندامت سے عجب حالت ہوگی مین بہی جاتا ہون
قصہ مختصر زال بہی راہی ہوا اب سنیے کہ طوس یکہ وتنہا اوس مکان کے قریب آیا دیکہا خیمہ استادہ
ہی باورچی کہانے پکاتے ہین امیرانہ ٹہاٹ ہی آپ نے پوچہا یہ مکان کسکا ہی سامان کیسا ہی وہ بولے
سوداگر کی عورت نے یہ بنایا ہی توران سے آئی ہی یہان قیام ہی مسافر پروری کا شغل علی الدوام
ہی گہوڑا کسی کو دیکے خیمے مین آیا دیکہا ایک عورت نقاب ڈالے بصد غمزہ وادا کرسی جواہر نگار پر جلوہ آرا
ہی گرد وساز سامان سب طرح کا مہیا ہی کرسی پر بٹہایا اوسنے تعظیم کی طوس نے حال اوسکا پوچہا بولی

بولی مین زن سازندہ ہون رقص و سرود میرا کام ہی سوداگر بچہ مجہپر فریفتہ تہا تہوڑا عرصہ ہوا وہ
بہت کچہ مجکو دیکے مر گیا افراسیاب نے چاہا تہا کہ بجبر مجکو اپنے گہر مین ڈالے مطلب نکالا مین حیلہ کر کے
چلی آئی لیکن شوق ملازمت شاہ ایران ازحد ہی شب و روز مجکو کد ہی کہ کوئی وسیلہ رسائی ہو تو
مقدر آزمائی ہو طوس نے وعدہ کیا کہ ہم لے چلین گے اور دور شراب شروع ہوا دو پیالے پیے
متوالے ہو گئے ہوش نرہا پیلسم گرد باندہکے حویلی مین لے گیا کچہ دیر مین گودرز پونہچا وہ بہی گرفتار
ہوا پہر گیو پہنسا اور بیژن بہی قید ہوکے اونسے دو چار ہوا ان سب کے بعد زال آیا ہر چند لوگون نے
کہا خیمے مین جاو یہ نگیا کسی نے کہدیا دو چار نوجوان پہلوان اس مکان مین گرفتار ہین زال
سمجہا کہ یہ جال ہی پہنسانے کی چال ہی ہوشیار ہوکے خیمے مین گیا سوسن یہ رنگ دیکہکے
بہاگی حویلی مین پونہچی دروازہ بند کیا زال نے اوسکو توڑا پہچایا چہوڑا وہان سے پیلسم نکلا
باہم لڑائی ہونے لگی پیلسم کا گرز زال کے سر پر لگا مغفر پریشان ہوا حیران ہوا وہین فرامرز ڈہونڈہتا
آنکلا زال کو جدا کیا آپ پیلسم سے لڑنے لگا زال نے رستم کو آگاہ کیا اودہر افراسیاب تو ہمہ تن
کوشش تہا پہلوانونکی گرفتاری سنکے یلغار چلا اودہر تہمتن پونہچا یہ خبر کیخسرو کے گوش زد ہوئی شاہ ایران
بہی مع فوج و سامان داخل ہوا غرضکہ پیلسم گرد کو تو رستم نے مار لیا افراسیاب کا مقابلہ ہوا لیکن پیران
نے افراسیاب سے کہا ناحق ایک رنڈی کج سرشت کے کہنے سے ملک و مال برباد کیا پہر کرنے
کی خاطر آیا قصہ بڑہایا بارہا تجربہ ہو چکا ہی کہ تیری فوج مین رستم کا مقابلہ کسی سے نہین کیا ہی

اکیلے نے لاکھون کو بھگا دیا ہی پیران ویسہ کی یہ صلاح ہوئی کہ نکل چلو افراسیاب کو غصہ آیا کہا
بھاگ گئے بھاگتے یہ چال ہوا کہ اب جینا وبال ہوا تا کہ یہ دولت گھوڑا بڑھا کے کیخسرو سے گفتگو
کی کہ آج ہمارا تمہارا مقابلہ ہو تو فیصل یہ معاملہ ہو خسرو بھی ہاتھی پر سے کودا گھوڑا طلب کیا
لڑنے کا سامان سب کیا پہلوانون نے روکا سلطان ایران نہایت کبیدہ خاطر ہوا آخر کو برزو نے
شیرین بیانی چرب زبانی سے بادشاہ کو سمجھایا خود افراسیاب کے سامنے آیا فردوسی

به برزو چنین گفت کای پورزا	نداری تو نام پدر ره بیاد	کنون رزم جوئی بناوردگاه
ترا شرم باید ز توران سپاه	تو برگرد تا خسرو آید برزم	بجویند شاهان همه جای بزم
تو نیز از جهان داور دادگر	نترسی و بندی برزم کمر	برزو نے جواب دیا کہ فی الحقیقت

مین نمک پروردہ سرکار ہون لا تیری عادت سے بیزار ہون تجھسا بادشاہ الاجاہ کہ مشہور بد عہدی و غداری
ہوا اور آنا کے وقت سے بے اعتبار ہو لازم ہی تجھسے ہراس کرے تیرا مطلق پاس کرے فردوسی

بگفت این و برداشت گرز گران	همی تاخت چون دیو مازندران	چو افراسیاب آنچنانش بدید
خروشی چو شیر ژیان بر کشید	بدو گفت چون پیل مستی مکن	نبرد مرا پیشه سستی مکن

القصہ صبح سے تا شام وہ نوجوان اور شاہ توران باہم مشغول بجنگ و جدال رہے فردوسی

ز پیکار ایشان نہان گشت مهر	ستاره بگردون بپوشید چهر	اسی عرصے مین ترکش خالی ہو شاہ نے

گرز ہاتھ مین لیا اور غصے مین آ گیا چاہتا تھا کہ برزو پر لگائے عرصہ نبرد مین بہونچال ہو جائے فردوسی

بیامد بر شاہ ہومان چو شیر	بدو گفت کای شہریار دلیر	ترا ننگ ناید ز پیکار او
تو با بخت و شوی جنگجو	بہومان چنین گفت افراسیاب	کہ از کینہ دارم دو دیدہ پر آب
مراورد این بد ترا خسرو	کہ در پیش من کینہ خواہ تو است	ہومان نے عرض کیا اگر اسکو مارا

ایک جوان خیرہ سر سے پدر تہا وگر خدا نخواستہ تو ہلاک ہوا تو تمام توران تہ خاک ہوا لشکر کو
حکم کیا سب نے برزو کو گہیرا اوسنے نہ منہ پہیرا یہ حال دیکہکے فرامرز اور رستم سے زنگوڑے
اوٹہائے مدد کو آئے خون سے دریا بہائے کیخسرو نے حملہ کیا پہر تو عجیب تلاطم پڑا کوسون
لاشون کے سوا اور کچہ نظر نہ آتا تہا جہان جگہ خالی تہی وہان لہو کا دریا بہا جاتا تہا تورانیون کی
شکست فاش ہوئی کیخسرو کو افراسیاب کی تلاش ہوئی وہ میدان سے فرار ہوا کیخسرو نے
تعاقب کا قصد کیا پیلتن مانع ہوا صدا ہی اوس فتح کوسون گئی حریف کے بہاگنے کی نوبت آئی
چرخ نے یہ نیرنگی دکہائی سیستان قریب تہا جہان پہلوان شاہ ایران کو مہمان لے گیا ایک
ہفتہ دعوت لشکر کی جلسہ شاہانہ رہا مست و سرشار اپنا بیگانہ رہا رستم نے کیخسرو سے عرض کی
کہ چارسی برس کا پیر ہوں آرام نہ چار دن ہوا امیدوار ہون چند وطن مین قیام کرون
بدولت سلطان راحت سے آرام کرون میرے بدلے فرامرز اور برزو دست بستہ روبرو رہینگے
نوجوان ہین یہ تکلیف سہینگے کیخسرو نے قبول کیا جہان پہلوان نے اپنا مطلب حصول کیا
اوسی دم منشور ہمہ ہری برزو کو عنایت ہوا ہندوستان کا ملک فرامرز کو مرحمت کیا

پھر آپ با فتح و ظفر مع فوج و لشکر منزل بمنزل کوچ و مقام ہوتا بیت السلطنة کو روانہ ہوا یہ واقعہ

اختتام دولت افراسیابی کہ پیران ویسہ قتل ہوا اور شیدا کو پاپید انہوں نے مارا کشتوں کے اس لڑائی میں پشتے ہیں لہو کے دریا بہے ہیں اور افراسیاب

آخر کار گرفتار ہوا ہی اس بار افراسیاب جو شکست کہا کے دولت اوٹھا کے توران پوہنچا شطر

غیرت سے جوش کیا فرط غضب سے بیہوش کیا جو کچھ خزانے میں موجود تھا سب فوج کو تقسیم کیا
عزم جنگ غنیم کیا جم غفیر جوان و پیر ہم پوہنچائے جس نے طلب کیا اوسکو دیا یہ خبر کیخسرو نامور کو ہوئی
اوس نے گودرز سے فرمایا کہ رستم کئی بار جنگ توران فتح کر آیا افراسیاب کو روز سیاہ دکھایا ہے اب کے
تمہارا حصہ ہے وہ تدبیر ہو جس میں افراسیاب اسیر ہو یا ہلاک ہو کہ یہ قصہ پارینہ پاک ہو گودرز نے طوس
اور گیو اور بیژن کو با فوج بے شمار ہزار در ہزار ہمراہ لیا توران کا رخ کیا پہر فرامرز سے خسرو نے ارشاد
فرمایا کہ تو ہندوستان کو فتح کرنا سرحد چین یا چین میں گودرز سے ملحق ہونا جب تک افراسیاب بازنجیر
نہو گا یہ بکھیڑا اخیر نہو گا جس دم افراسیاب نے سنا کہ گودرز با لشکر جرار فزون از شمار آ پوہنچا اوسنے
ہومان کو با سپاہ بیکران روانہ کیا اور پیران ویسہ کے ہمراہ ہزار ہا زرہ خواہ کمک کو بھیجے
گودرز سے اور ہومان سے مقابلہ ہوا بکوشش و کد بیژن نے ہومان کو مارا فوج
فرار ہو کے پیران ویسہ کے پاس آئی گودرز نے دم لینے توقف پیران پر پایا لڑائی ہونے لگی پہر
گودرز نے کیخسرو کو عرضداشت لکھی کہ بدولت اقبال سلطان با جاہ و جلال ہومانکو جانسے مارا اب

اب پیران ویسہ کا سامنا ہی لشکر عظیم بہت عظیم ہی رستم کو اودہر روانہ فرمایئے کہ ہماری فوج کا
جی ٹوٹ جائے خوف و ہراس نہ آئے کیخسرو نے اوسی دم فرمان واجب الاذعان سیستان کو روانہ
فرمایا اور تاکید لکہی کہ بمجرد دیکہنے فرمان کے ادہر نہ آؤ اوسی راہ سے گودرز کی مدد کو جاؤ تہمتن
نہ پہونچا تہا کہ ایک جنگ عظیم ہوئی شکست عظیم ہوئی ہمای فتح و فیروزی نے ایرانیون کا
پہر پیرا اہلایا تورانیون کو بہگایا مگر پیران ویسہ نے پای ثبات معرکہ کارزار مین جمایا جرات کی داد دی
انتہا کی بہادری کی آخر کار کام آیا فوج شکست خوردہ مضطر خاک بر سر بدحواس افراسیاب کے پاس
پہونچی پیران ویسہ کی خبر کہی افراسیاب کو یقین ہوا کہ پہر انکا انتقال سلطنت کا زوال ہی **فردوسی**

ازان درد بگریست افراسیاب	ہمی کند موی و ہمی ریخت آب	ہمی گفت زارا جہان بین من
سوار سرافراز آئین من	مرا تو پناہ و برادر بدی	سپہدار و سالار لشکر بدی

اور قسم شدید کہائی کہ بے انتقام پیران ویسہ تیغ نیام مین نکرونگا خواب و خور مجہپر حرام ہی خبر کیخسرو
نے سنی یلغار جیحون سے عبور کرکے افراسیاب کی فکر مین چلا وہان افراسیاب نے خزانہ فوج کو
بانٹا جوانونکو نامی پہلوانونکو چہانٹا شیدا جو اوسکا بیٹا تہا لاکہ سوار کا سالار کرکے خسرو کے مقابلے
کو بہیجا کیخسرو نے سنکے لہراسب کاوس کی داماد کو کہ بیٹے سے زیادہ جانتا تہا اسی ہزار جرار سے روانہ کیا
رستم نامدار بہی قضای کار اوسی آن داخل ہوکے لہراسب کے شامل ہوا افراسیاب اس حال کو
دریافت کرکے لاکہ سوار سے بیٹے کی کمک کو آیا فوج کا دل اور مجمع بڑہایا اور بطریق رسالت

شیدا کو کیخسرو کے پاس روانہ کیا زبانی یہ پیام دیا کہ اگر صلح منظور ہی تو ایک بیٹا میرا مع سپاہ
ہمیشہ تیری اطاعت مین ہمراہ رہے کا تا زیست اس عہد سے نہ پہرونگا عالم اللہ کا تجھے نیک کہیگا فردوسی

بشیدہ بگفت ای جهاندار پو　　که باد ابد از روزگار تو دور　　بکیخسرو از من پیامی رسان

بگویش که گیتی دگر شد چنان　　نبیره که رزم آورد با نیا　　بود نزد حق خوار روز جزا

چو کار سیاوش فرامش کنی　　نیارا بجای سیاوش کنی　　نه زان گفتم این کز تو ترسان شدم

دگر پیر گشتم هراسان شدم　　همه کوه و دریا مر لشکر اند　　همه نره شیران به پشیم درند

چو با من بسوگند پیمان کنی　　بگوشی و پیمان خود نشکنی　　زمن نیز پیمان نیاید شکست

بیزدان دادار سوگند هست　　دو لشکر بیاساید از رنج رزم　　همه رزم ما باز گردد به بزم

جو صلح کا قصد نہو تو ہم تم باہم لڑلین وگرنہ مجھے نہین تو شیدہ میرا بیٹا حاضر ہی جو اوسکو تو نے
مارا تو تمام توران اپنے قبضے مین جان مین نے سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا قصہ ہی مٹایا اور بیٹا کیدا
شیدہ سے کہا حرف دلیرانہ بر زبان لانا مجمع دیکھکے نہ گھبرانا القصہ شیدہ کیخسرو کے روبرو آیا
تسلیم کو سر جھکایا خسرو نے بڑی تعظیم و تکریم سے بٹھایا اوسنے ادای رسالت کی خوب
وکالت کی کیخسرو نے جواب دیا کہ آج تو کسل راہ سے آرام کرو صبح کو اسکا جواب لو پھر رخصت
کیا اوسکے جانے کے بعد مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سے مشورہ کیا کہا یہ پیام افراسیاب کا مکر و فریب
سے خالی نہین بارہا تجربہ ہوچکا ہی اور شیدہ کے تیور و دم گفتگو دیکھے تھے ہر بار مستعد جنگ وہ

وہ بے ننگ تہا مین نے رخصت کر دیا اب اس سے بذات خاص لے وسواس لڑونگا صلح ہرگز نکرونگا رستم نے عرض کی کہ ای صاحب اقبال یہ امر مناسب حال معلوم نہین ہوتا **فردوسی**

بدست تو گر شیده گردد هلاک	یکی نامه برگم شد وزان چه باک	وگر دور ازین کر تو گردی هلاک
ز ایران برآید یکی تیره خاک		

یہ صلاح ٹہہری کہ شیدا کو رخصت کر دو تا کہ جواب اور کسی کے ہاتھ بہیجو دم سحر بصد کروفر شیدا کو وداع کیا فرمایا قارن صف شکن جواب لا ئیگا شیدا نے کہا مین تو آپ سے لڑنے کو آیا تہا نامہ حیلے مین لایا تہا یہ کلمہ سنکے کیخسرو کو غیظ آیا کہا صبح ان شاء اللہ گو یہ میدان ہی ہمارے تمہارے جنگ کا سامان ہی پہر اوسی دم جواب نامہ قارن کے ہاتھ روانہ کیا مضمون یہ تہا **فردوسی**

کنون کار ما و تو دشوار گشت	سخنها ز اندازه اندر گذشت	بنه و رجهان آفرین کردگار
بپیمان کاوس پروردگار	که چندان بپایم شمار اندران	که برگل جهد باد تند خزان
اگر هم پشت گرمی ز یزدان بود	همیشه دل و بخت خندان بود	بهر بوم و گنج و سپاه مراست
همان تخت و تاج و کلاه مراست	پلنگ تو در جست از نابُد	نه نامردم ار پور تو هست مرد
سپیده دمان آو جهان من	به خنجر ببینید سرافشان من	کسی را نخواهم ز ایران سپاه
که باوی بگردد به آوردگاه	من و شیده و دست و شمشیر تیز	برارم بقهر جام ازو رستخیز

جب نامہ قارن کو حوالے کیا کہدیا کہ اور اسباب پاس جانا مگر پہلے **فردوسی**

تو این حرفهای شیدا بگوی	که ای کم خرد جسته نام جوی	جهاندار کیخسرو ان انجمن

که این جامه ات بر تو سازد کفن	بگرید چنان زار بر تو پدر	که کاوس گرید همی بر پسر

قارن نے جب یہ پیام شیدا کو پہنچایا اوسکے جواب مین وہ یہ حرف زبان پر لایا کہ کیا مضائقہ مگر صبحکو ہماری لڑائی کی سیر دیکھکے جانا اور کیخسرو سے کہتا تھا آنا قارن نے کہا خیر ہی خسرو محتاج مدد غیری ہی القصہ جب دم خسرو فلک چارم بصد جاہ و حشم جلوہ گر ارکیہ نگاری ہوا ہر ایک شاہزادہ سرگرم طیاری ہوا مسلح و مکمل ہوکے برسر میدان دونون جلوہ کنان آئے فردوسی

برفتند هر دو ز لشکر بدور	چنان چون شود مرد شادان بسور	

القصہ مشغول کارزار سرگرم پیکار ہوئے کوئی کسب اور فن سپہ گری ایسا تھا کہ سر میدان اونسے ظاہر ہوا دونون طرف کے پہلوان اور مرد میدان واہ واہ سبحان اللہ کرتے تہے آخرکار شیدا نے کہا کہ اب ہم کشتی لڑین خسرو نے کہا اچھا گھوڑے سے اوترکے دونو شہزادہ شیر تا دیر گاہ زور کی پیچ کی گہات اور چوری کرتے رہے یکایک شیدا نے کمربند مین ہاتھ ڈالکے اوٹہایا خسرو نے جنبش نکی ایسا لنگر جمایا جب خسرو کی باری آئی شیدا کے سر پر قضا چلائی دفعتہ سبکی سے اوٹہاکر سر سے بلند کیا پھر زمین پر پٹک دیا اور فورا خنجر نکالکے حلال کیا فردوسی

بزور جهان آفرین کردگار	بر دست کیخسرو نامدار	بکردار شیری که بر گور نر
زند دست گور اندر آید پسر	گرفتش بچپ گردن و راست پشت	برآورد و زد بر زمین درشت
یکی تیغ تیز از میان برکشید	سراسر دل نامور بر درید	بعد قتل شیدا کے کیخسرو نے حکم

حکم دیا کہ اسکے جسم کو مشک اور گلاب سے دہو کے دفن کرو اور مقبرہ عالیشان جلد طیار ہو اسکے بعد
قارن افراسیاب کے پاس نامہ لیکے گیا لوگون سے شیدہ کے مارے جانے کا حال کہا افراسیاب نے
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی زمانہ پیش نظر تیرہ و تار ہوا نامے کا جواب بھی ندیا مگر فوج جمع
کرکے لڑنے کو سوار ہوا جسدم دونون بادشاہ جنگجو فوجین لیکے دوبدو ہوے ہنگامہ عظیم برپا
ہوا شیدہ کے قتل ہونے سے ترکون نے زندگی ترک کی سرمیدان جوانمردی کی دادی

بپوشید جنگی کزانسان نشان	نداوند گردان گردنکشان	ہمہ رنگ شد زیر نعل اندرون
چو کرپاس آثار واده نجون	زمین پر ز روز سپہر سوگوار	دو شاہ و دو لشکر چنان کینہ دار
بیابان بکردار جیحون جیحون	یکی سنے سر دیگرے سرنگون	آخر کار فتح ایرانیونکو نصیب

ہوئی ترک ناچار ہوکر معرکے سے فرار ہوے اور افراسیاب کو بھی بجبر نکلے فردوسی

عنانش گرفتند و بر تافتند	بدان رنگ آہوی بشتافتند	جب اسطرح کی لڑائی فتح ہوئی

کیخسرو نے نامہ کیکاوس کو لکھا ماجرای جنگ مشرح وحالت تحریر کیا اور آپ افراسیاب کے درپی ہوا
سرحد چین ماچین مین پہنچ گیا خاقان کی سلطنت کو تزلزل ہوا بہت سے تحفے نقد و جنس کی قسم
بہی سے لیکے ایلچی اوسکا حاضر ہوا شرط خدمت بجالایا زمین بوس کو سر جھکایا کیخسرو نے فرمایا اگر
افراسیاب کو پناہ دی تو مین نے تیری بیخ و بنیاد کھود دی وہ مجبور زمان سے بہی بہاگا کوہ
دشت طی کرتے کرتے عاجز ہوا کوئی پاس نرہا جہان جاتا تہا کیخسرو کے ڈر سے رہنے نپاتا تہا

صاحب خانہ ٹال دیتا تہا اپنے شہر سے نکال دیتا تہا انتہی کار پہاڑ مین ایک غار تہا اوسمین چہپا اتفاقات زمانہ نسل فریدون سے ہوم نام اوسی کے خوف سے وہان رہتا تہا ہزارون رنج سہتا تہا ایک رات صدای دردناک اوسنے سنی غار کے قریب آیا سنا کہ کوئی شخص ترکی زبان مین بصد حزن یہ بیان کرتا ہی کہ ای شاہ توران وہ جاہ وتجمل وہ فوج اور سامان کیا ہوا گردون دون تجہے پہرا کس کس بلا اور ستم مین تو گہرا نہ کسی جا پناہ ملی نہ بہاگ جانے کی راہ ملی وہ فوج ظفر موج کیا ہوئی کیا وہ تخت وتاج ہوا آج یکہ وتنہا بوریے کا محتاج ہوا انکوئی امیر ہی نہ وزیر پاس ہی ہر سمت سے ہجوم حسرت ہی رفیق ناکامی جلیس یاس ہی ہوم نے تامل کر کے آواز پہچانی فردوسی

بسکہ جور او سپاہ سے ستم کشیدہ	نباشد مگر زان او اسباب	چنین گفت کاین نالہ ہنگام خواب

آفت دیدہ تہا دل سے کہا وقت انتقام ہی اسی واسطے سابقین کا یہ کلام ہی سعدی

دم سحر ہوم تفتہ جگر پکارا کہ ای	نزوید ز تخم بدے بار نیک	مکن بد کہ بد بینی از یار نیک

شاہ توران پر شوکت والا شان دعا تیری قبول ہوئی باہر آ جو حاجت رکہتا ہو بزبان لاغیب سے تیرے واسطے مدد آئی ہی شاہنشاہ ازل کے پاس سے تا ابد تیری سلطنت کی سند آئی ہی او سیاہ بخت خوش ہو کے نکل آیا ہوم نے گردن پکڑ کے گہونسا لگایا پہر مستحکم باندہ کے حال پوچہا اوسنے تمام سرگذشت بیان کی وہ کیخسرو کے پاس لے چلا ہر چند منت وزاری فریاد وبیقراری کی سود مند نہوئی کشتان کشتان روبروی سلطان ایران لایا بہت کچہ نقد وجنس پایا فردوسی

چو در پیش کیخسرو آمد بدرد	ببارید خون بر رخ لاجورد
شہنشاہ ایران زبان برگشاد	وزان طشت و خنجر ہمیکرد یاد

پہر کیخسرو نے فرمایا گرسیوز کو حاضر کرو طشت و خنجر بہی ساتہ ہو اوسی دم
دونون خونی سردارون کے تن سے سر کٹ گئے ملک پہلوانون کو مل سے چلے جوانون کو بٹ گئے رستم
کو توران کے بندوبست کو چہوڑا اپنا ایران کی طرف منہ موڑا جسدم قریب آیا کاوس کو خبر ہوئی اون
فرزند پوتے کو پہونچایا خود باجاہ و جلال بفر و شوکت کمال استقبال کیا گلے سے لگایا کہا شکر ہی یزدان کا
کہ سیاوش کا انتقام بہر پایا جان کو راحت ملی دل کو چین آیا کچہ دن گذرے تہے کہ کاوس کو پیام اجل
آیا دار فنا سے رحلت کی بے دغدغہ و شراکت غیر کیخسرو نے سلطنت کی یہ بیان محققین مورخین
کا مضمون تو صاف ہی مگر تحریر و تقریر مین کو نہ اختلاف ہی
اسواسطے لکہا اور صاحب روضۃ الصفا کہ مورخ یکتا ہی وہ اسطرح لکہتا ہی کہ ایک روز حرکات
ناپسندیدہ سالار ترکان کیخسرو والاشان یاد فرما کے سخت ملول ہوا کہ باوجود اتنی لڑائیون کے
ابتک مطلب نحصول ہوا چار سردار جہاندیدہ خنجر گذار با فوج بے شمار چار طرف بہیجے
کہ افراسیاب کو ہر سمت سے گہیر لڑنے سے منہ نہ پہیرو بہر کیف یا گرفتار ہو یا سر لائے زندہ
بہاگنے نپائے اور گودرز کو درفش گاویانی دیا جسکو بادشاہون نے اپنے پاس سے کبہی جدا
نکیا تہا اور بلخ کی طرف بہیجا خود بہی اوسی طرف عازم ہوا جب افراسیاب کو گودرز کی آمد
معلوم ہوئی پیران ویسہ کو بلایا اپنے بہائی کو اوسکے ہمراہ کیا فوج دریا موج بے حساب حوالے کی

گودرز سے لڑنے کی اجازت دی مگر یہ خبر تھی کہ جب سعادت اقبال نحوست زوال کے ساتھ بدل جاتی ہی نہ مال سے اعمال بدلتا ہی نہ زر کام آتا ہی نہ فوج کی کثرت جان بچاتی ہی القصہ مقابلہ ہوا طرفین کے دلاوروں نے جانبازی کا کوئی مقدمہ اوٹھا نہ رکھا ہر سمت لاشوں کے انبار ہوے دریای خون رواں تھے نہنگان بحر شجاعت موجیں مارتے غوطہ زن تھے رباعی

اگر بچشم تامل بخاک درنگری
بزیر پای خود اندر ہزار سر یابی
چو غنچہ بر جگر بحر سینہ داغی ہست
وگرنہ از چہ لبش خشک و دیدہ تر یابی

آخر کار پیران ویسہ کو گودرز نے مارا اور گیارہ سردار نامدار تورانی اسیر ہوگے گرسیوز بجزای اعمال ذلیل و خوار ہوکے گرفتار ہوا لاکہ سوار افراسیاب کا اوس کارزار میں کام آیا باقی ماندہ نکاکیسے پا دن اوٹھ گیا اس ہنگامے میں رایت نصرت آیت کیخسرو نمودار ہوا گودرز نے حکم کیا کہ ہر ایک صاحب علم دلاور اپنے اپنے قتل کیے ہوے زیر علم ایک جا کریں کہ مقتول جلد شاہ ایران کے ملاحظے سے گذر جائیں قاتل انعام پائیں اور خود استقبال شاہ با اقبال کو روانہ ہوا بعد حصول سعادت قدمبوس سر ہر علم لایا کشتوں کو اور اسیروں کو دکھایا دیکھتے دیکھتے جب کیخسرو علم گودرز کے قریب آیا پیران ویسہ کو زیر علم بروی خاک بیجان پایا گھوڑے سے اوتر کے گریہ و زاری بہت سی بیقراری کی فرمایا اسکو غسل و کفن دیکے اچھی جگہ دفن کردو اور گیو علم سے گرسیوز بند ہا نظر آیا اوسکا سر کٹوایا دوسرے دن خلعت اور انعام خاص

خاص و عام کو بقدر لیاقت و جانفشانی مرحمت فرمایا کرمان اور کیچ مکران خریبرز کو دیا اور حاکم
اصفہان و جرجان و قہستان گودرز کو عنایت ہوا افراسیاب پیران ویسہ کے قتل سے جو
آگاہ ہوا مصروف نالہ و آہ ہوا بہت خاک اڑائی سمجہا زوال دولت کی نوبت آئی پہر شیدہ کو
بصد یاس بہیجا کیخسرو نے اوسکو پیران ویسہ کے پاس بہیجا بعد فتح کیخسرو نے فرمایا کہ خوارزم سے بود
اس سے خوارزم و سمتقام کا نام ہوا جب شیدہ قتل ہوا شہریار ایران بصد شوکت و شان گنگ دژ
کہ دار الملک افراسیاب کا تہا وہان آیا قلعے کو گہیرا افراسیاب کہڑکی کی راہ سے بہاگ گیا قلعہ
فتح ہوا متعلقان حرم پردہ افراسیاب کے پردہ حجاب سے نکلکے زیر دامن عاطفت سلطانی آئے اور افراسیاب
بے خور و خواب بہت بہاگتا پہرتا تہا جہان جاتا تہا آفت مین گہرتا تہا آخر کار نواح آذربایجان مین
بادل خار خار گرفتار ہوا کیخسرو کے سامنے لائے بعضونکا قول ہی کہ تیسرے دن حسب فرمان فرمانروا
ایران قتل ہوا بعضے لکہتے ہین کہ جس دم بحال زبون و زار گرفتار خسرو کے روبرو آیا سلطان
حلیم دل کو اوسکے مآل کار پر عبرت سے تاسف ہوا رقت آئی گودرز پاس تہا بدحواس ہوا کہ مبادا کیخسرو
اوسکو جان کی امان دے تو پہر بکہیڑا مچے یہ سوچکے بے اجازت شاہ سر اوس حیلہ جو کا کاٹ ڈالا
جنگ و جدال کا قصہ ٹلا جب اس غم و غصے سے فرصت پائی آذربایجان سے بلخ مین رونق افزا ہوا
جشن با سامان عیش و طرب مہیا ہوا اسکے بعد اکثر نامداران سپاہ رئیسان زرخواہ وزیر امیر سبکو جمع
کیا پہر اونسے مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ نکتہ مستند و براہین سے سبکو ثابت ہی کہ جسنے از عدم سے

صحرائی وحشیون ہو دکی قدم رکہا اوسنے ذائقہ مرگ بلاشک چکہا وار فنا سے گذرنا ہی حاصل جینے کا مرنا ہی پس جس شی کو زوال ہی اوسکی محبت بیہودہ خیال ہی رای سلیم وہی کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی الفت زیادہ نکرے اسکے کار کو بار سمجہے انکار کرے کہی کی طرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہی یا شیرینی کم ہی نجاے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جبان بکہیڑون سے دور ہو توفیق رحمت پروردگار ہو اس بحر زخار ناپیدا کنار سے بیڑا پار ہو جسدم یہ تقریر دلپذیر کرچکا لہراسپ کو ولی عہد کرکے سبکو اوسکی اطاعت اور فرمانبرداری کا فرمان تاکید کیا اور جو جو مدارج غربا پروری اور دادرسی کے تہے لہراسپ کو اوس سے اگاہ کیا دقیقہ سلطنت اور فرمانروائی اوسپر کہولے بادشاہ کیا پہر اوسی ن مخدرات عصمت کو وداع کرکے ترک لذات کی وارتقا کی لو لگی نظم

بوقت آنکہ طاوسان انجم ۔ بگسترند بر گردون پر و دم

جہانرا رخ بقیر اندود گردند ۔ زماہی تابہ پردود کردند

پہر اسطرح منہ چہپایا کہ پہر کسیکو نظر نہ آیا اور بعضی تواریخ مین یہ نظر سے گذرا ہی کہ جناب سلیمان علیہ السلام نے قصد گرفتاری کیخسرو کیا تہا وہ بلخ کی طرف بہاگ گیا وہان ہلاک ہوا اور فردوسی نے جو لکہا ہی کہ پڑہنے والے کی انکہ پرآب اور دل کباب ہوتا ہی وہ تحریر مین آئیگا حال کہل جائیگا زمانہ سلطنت کیخسرو ائمہ تاریخ کے نزدیک ساٹہ برس ہی اور مولف تاریخ معجم کہ تحریر اوسکی بیش قدم ہی وہ یہ لکہتا ہی نظم

چو صد سال کیخسرو نامدار ۔ بہر چہ ارزو کرد شد کامکار

بدانست آخر چو فرزانگان

اگر گیتی سراسر بباد آشکار	همی تشنه چندانکه می بیشتر	نهد باشدش تشنگی بیشتر	بلهراسپ داد افسر خسروی

ولی عہدی و تاج کیخسروی

اور حافظ ابرو نے لکہا ہی کہ مورخ کہتے ہین کیخسرو نے مسجد بنائی تہی وہ ہمیشہ سفر و حضر مین پاس رہتی تہی محراب مین در و جواہر گرانبہا نہایت آب و تاب سے لگا تہے بطریق ہمیر ان آتشین اوسمین نماز رب العالمین پڑہتا تہا اور خلق کو پرستش سے نیاز کی ترغیب کرتا تہا اور فارسی کہتے ہین تہما جو کچہ شاہان ماضی نے رعایا سے بظلم لیا تہا اسکو بلا کے پہیر دیا بہر حال کفالت کرتا رہا عہد حکومت ظلم و جور نکیا خسرو کا قول یہ تہا کہ پایداری ملک و رعیت کی مال سے ہی پروردگار نے اسکو اسلیے حصول مقاصد و دوسرا بنایا ہی اور آبادی مملکت کی اور ترقی رعیت کی عدل و داد سے ہی پس لازم ہی کہ مال نے محل صرف نکرے اور انصاف سے نہ گذرے لقب اسکا مبارک ہی فیہ کہ پہر اصل کتاب کا ہی یعنی شاہنامے سے

شمشیرخانی مین جو کچہ لکہا ہی ترک سلطنت کیخسرو کا بیان ہی آمد پور دستان ہی سمجہانا رستم و زال کا نمانا سلطان خوشحال کا لب چشمہ جانا پہلوانون کا برف مین دبجانا

زندہ کن داستان گذشتگان علی الخصوص فرمانروایان توران و ایران صاحب شمشیر دو زبان مالک اقلیم سخنوری سرخیل شاعران فردوسی سحر بیان لکہتا ہی کہ بعد انتقال کیکاوس ایک سٹہ برس حسب دلخواہ کیخسرو با فر و جاہ سلطنت کرچکا اور کوئی اندیشہ کسی کا دغدغہ نرہا تو ایکروز کار پردازان سلطنت امیر وزیر حکیم مشیر ترقی خواہان دولت جتنے تہے سبکو جمع کیا پہر فرمایا

کہ یہ جا جسکو سرائی فنا فحبہ دنیا کہتے ہین عاریتہ جسمین اتر رہتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہی شعر

اگر صد سال مانی ور یکے روز		بباید رفت زین کاخ دل افروز

جا اوسکو دار پایدار سمجھے وہ اوسکی شادی یا غم کا کیا اعتبار سمجھے جگہ ایک دن خواہ مخواہ
چھوٹ جائیگی تخت کے بدلے تختہ تابوت ہوگا لحد کے فشار سے ہڈی پسلی ٹوٹ جائیگی لطف تو
یہی کہ اسکو آپ چھوڑ دیجیے اسکی کشمکش سے کنارہ کرکے رشتہ امید توڑ دیجیے عنایت پروردگار اگر
شامل ہو تو فارغ البالی ہے بڑی سلطنت جاودان حاصل ہوئے ہین لہراسپ کو قابل فرمانروائی
سمجھکے ولیعہد کیا نظم و نسق سلطنت ملک کا انتظام اوسکے قبضہ قدرت مین دیا تم سب اوسکی اطاعت
اور فرمان برداری کرنا یہ رعیت پروری غربا نوازی کریگا انصاف اور عدل کا سر رشتہ ہاتھ سے
نہ دیگا تم سب کی چارہ سازی کریگا دامن امید تمہارا زر و جواہر سے بھرے گا مجھکو دل سے بھول جاوگے
اوس وقت میرا یہ کلام یاد کرکے اندیشہ و غم باہم ہوا ستم رسیدونکا دل شاد کرنا خلقت یہ بیان جانکاہ
سنکے رونے لگی جان کھونے لگی کہ ایسا سلطان والا شان قدردان کہان پائینگے در دیوار سے
سر ٹکراکے مرجائینگے کیخسرو نے سبکی تسکین و تشفی کی خلوت سرا کی راہ لی رئیسون نے یہ
مضمون زال اور جہان پہلوان کو لکھا دونون بجناح استعجال یعنی رستم و زال فوراً آپہنچے پردے
کے قریب زال ستودہ خصال آیا آداب و تسلیم بجا لایا سبب آخر کیخسرو سے پوچھا زال نے
خلوت نشینی گوشہ گیری شاہ کی بیان کی خسرو نے مضمون سابق مکرر زبان گوہر فشان سے دونکو سنایا کہ

که بالفعل یه خیال آیا ہی اس سے منہ چہپایا ہی تہمتن نے عرض کی داد رسی ایک ستم دیده کی عبادت
صد ساله کا مزا رکہتی ہی پہر بہر حضرت امور سلطنت ملاحظه فرمائین تین پہر خالق کی بندگی بجا لائین
بادشاه حق شناس نے جواب دیا که دل ایک طرف توجه کر نہین سکتا اور مین نے رویای صادق مین
دیکہا ہی که کوچ کا زمانه اس مقام سے نزدیک ہی اب یه امر عقل مصلحت اندیش سے بہت دور ہی که یه
چند روز ہی بطور گذشته ہاتہ سے دیجیے سامان سفر نه کیجیے کیونکر که وه راه در پیش جہان میل ہی اور
نه سنگ نشان ہی نه رہبر ہی نه کوئی کاروان ہی عالم تنہائی مین یار نه آشنا ہوگا خوف یه ہی که
دیکہیے انجام کیا ہوگا القصه رستم و زال مایوس ہو کر گریه کنان باہر نکلے یه کہتے فردوسی

دریغ آن بلند اختری رای تو	بزرگی و دیدار بالای تو	خردمند زین کار حیران شود
که زنده کسی سوی یزدان شود	که داند که گیتی چه آورد	چه گویم که گوش این نیارد شنود

پہر حکم کیا که خیمه بہار صحرای پر فضا مین بپا ہو حسب ارشاد کارپرداز بجا لائے ایک ہفته جشن عظیم
رہا در خزانه و گنج کہلا باب افلاس و احتیاج مسکین او غربا پر بند ہوا جو جو ذی حق تہے حوصلے سے
زیاده اسباب و مال سکو عنایت ہوا فقیر ہر ایک امیر ہوا مستغنی جوان و پیر ہوا یه سب بانٹ کے
جنگل کی طرف چلا بعد یکه وه چشمه معہود نظر آیا سبکو رخصت کیا او نہون نے عرض کی جو دم ہی زیارت
سلطان کی غنیمت ہی کیخسرو نے فرمایا یہان برف گرے گی طوفان اٹہیگا زنده گہر تک کوئی
جانے نپائے گا یه کہکے اوس چشمے مین دہنسا پہر جو ڈہونڈہا بادشاه کو کسی نے نپایا فردوسی

ہمہ تنگ دل گشتہ و تافتہ | سپہر وہ بین شاہ نا یافتہ

جب نامدار شاہ گردون وقار کو کہو چکے خوب سا رو چکے فریبرز نے کہا جو کچہ ہونا تہا وہ ہوا اگر یہ زاری زیادہ بیقراری سے اب کیا فائدہ صبر کرو دل پر جبر کرو اور کچہ کہا کہ یکساعت استراحت کیجیے پہر چلو فردوسی

وزان پس بخوردند چیزیکہ بود | زخوردن بسوی خواب بخفتند زود

ہم انگہ برآمد یکے باد و ابر | ہوا گشت برسان چرم ہزبر | برآمد یکے باد و برف گران

زمین شد سپید از کران تا کران | فشردند بیچارہ گردان نیو | چہ طوس و فریبرز و بیژن گیو

زمانی طپیدند در زیر برف | یکی چاہ کندند و بر جای ژرف | نماند ایچ کس را از ایشان نشان

برآمد بفرجام شیرین روان

ایک شخص زندہ بچا وہ مجمع برف کے تلے جمکے ٹہنڈا ہو گیو زر جو پہلے رخصت ہو پہرا تہا وہ راہ مین انکا منتظر تہا مجبور کسیکو احوال دریافت کرنے کو بہیجا او برف کے تلے سب کے جان بحق پائے نفس زندہ نظر نہ آیا اب سلسلہ اور پہر مقدمہ جرات اسفندیار سے

بہرا لہراسپ کا پوتا ہی روئین تن ہوتا ہی اور گشتاسب کا بیان

کنون تاج لہراسب و اورنگ شاہ | براریم و رانشانم بگاہ | بیاراست آئین کیخسروی

برافراخت آئین رہ نیکوی

لہراسب نے عدل و انصاف خسرو سے زیادہ کیا بخشش و جود مین دست ہمت بلند کر کے کیخسرو کو سبکے دل سے بہلا دیا ایرانی شکر یزدان بجالائے سبہون نے اوسکے واسطے دست دعا بلند کر کے سر جہکا پروردگار نے چار فرزند سعادتمند اسکو دیے تہے ارد اور سد اسپ تو کاوس کی بیٹی سے تہے اور گشتاسب اور زریر کسی اور امیر کی لڑکی سے تہے الا سب مین گشتاسب

گشتاسپ متین و دوربین خوش فہم زبردست تشکیل فرمانروائی کی دلیل بہت عقیل تہا دبدبہ سلطانی پیشانی نورانی سے پیدا عزم و شان بشرے سے ہویدا تہا لہراسپ تو مرد جہاندیدہ تجربہ رسیدہ تہا وہ اولاد کاوس سے باسباب ظاہر زیادہ مانوس تہا بیشتر حکومت اور امارت کا کام اونہین لوگون کو دیتا تہا اس سبب سے گشتاسپ ملول و پریشان رہتا تہا دل کا حال کسی سے نکہتا تہا ایک روز باتون باتون مین طول ہوا مادہ سوجہ تہا زیادہ جو ملال ہوا گشتاسپ کو ترک وطن کا خیال ہوا سوار ہمراہ لیکے بخودی شان سمت ہندوستان بے اطلاع روانہ ہوا لہراسپ نے جو سنا زریر کے ہمراہ ہزار سوار کرکے بلوایا راہ مین جب دونون بہائی ملے باپ کی شکایت اور گذشتہ حکایت بیان کی فردوسی

بدو گفت گشتاسپ کای نامجوی	نداریم نزد پدر آبروی	بکاؤسیان خواہد او نیکوی
بزرگی و ہم افسر خسروی	مرا و ترا نزد او جای نیست	بمغز پدر اندرون رای نیست

غرض بمنت و زاری زریر نے پہر چلنے پر راضی کیا گشتاسپ نے کہا تیری خاطر چلتا ہون لیکن یہ شرط ہی کہ ولیعہدی مجہکو ملے ورنہ وطن سے آوارہ ہونگا باپ کے روبرو نہونگا زریر نے قبول کیا اپنا مطلب حصول کیا لہراسپ کے سامنے لایا باپ بیٹے کو ملایا مگر مقدمہ بدستور رہا وہی فتور رہا گشتاسپ کو خفت ہوئی بیقرار ہوا بذات واحد روم کی طرف وہ مجرم فرار ہوا یہان پہر تلاش ہوئی کسی نے پتا پایا جو ہونا تہا نکلا خالی پہر آیا یہ روم مین پہونچا کچہ دنون گوشہ نشینی مین اوقات کی دن کی رات کی جب فاقون سے حال زبون ہوا دل جگر گہٹکے خون ہوا فقر و بینوائی مین خیال تحیر و تفکر کیا

لیکن خلاف تقدیر کیا اونہون نے جواب دیا کہ ہمین حاجت نہین وہان سے مایوس بصد حسرت و افسوس
بازار مین کسی لوہار سے کہا کہ مین مزدوری کو آیا ہون اوسنے کہا اچہا جیسے ہتوڑا اوٹہا کے نہائی پر
لگایا دونون مین ایک کو ثابت نپایا ایک تو نا آشنائی کار دوسرے زبردست لگ کر فنا لوہار ڈرا اسکو کچہہ دیا

مگر گہر سے نکال دیا فردوسی	ہمی رفت گشتاسپ دل دردمند	خروشان و جوشان ز چرخ بلند

آخر کار پریشان بادل نالان شہر سے جنگل کو چلا ایک کہیت کی مینڈ پر بیٹہہ کے رونے لگا کہیت کا مالک
مرد پیر جہاندیدہ تہا اوسنے دیکہا کہ جوان بیمثل لاثانی مرد ایرانی بصد پریشانی رو رہا ہی دامن و جیب آنسوؤن سے
بہگو رہا ہی اوسکو رحم آیا قریب جاکے احوال پرسی کی گشتاسپ نے شکایت بخت نحوست ایام بخت
فلک جفا سرشت کی کچہہ بیان کی اپنی غریب الوطنی بہوک پیاس حسرت و یاس کہدی وہ گہر مین لایا اور شرط
مہمان نوازی ادا کی پیٹ بہر کے کہانا کہلایا رہنے کو مکان بتایا جب گشتاسپ نے اوسکا حال پوچہا
اوسنے کہا مین جگر بند نسل فریدون سے ہون اس گوشے مین بیٹہکے دہقانی کرتا ہون رنج مین گذر
کرتا ہون گشتاسپ نے کہا یہی نیرنگ چرخ سفلہ پرور اور معاملہ فلک دون ہی مہر جدہی بید و
ہی القصہ دونون مین خوب جنسیت کے سبب موافقت ہوئی یار ہوے چند سے یون بسر
لیل و نہار ہوے یکایک طالع مددگار ہوا بخت خفتہ بیدار ہوا اوس زمانہ مین رسم قیاصرہ تہی کہ
بیٹی جوان ہوتی مجلس طرب آراستہ کرکے شاہ و شہزادہ ہای شہر و دیار عالی تبار کو بلاتے بیٹی کو
دکہاتے جسکو وہ پسند کرتی اوسکے ساتہہ عقد ہوجاتا تہا اون دنون کتایون نام پری پیکر گلفام

کتایون نام قیصر روم کی بیٹی تھی کئی بار بادشاہ نے مجمع شاہزادون کا ہی نامدار کیا لیکن کتایون نے انکار کیا
وجہ یہ تھی کہ گشتاسپ کو خواب مین دیکھا تھا اوسکی مائل تھی شمشیر محبت کی گھایل تھی وہ نقشہ شکلش
پیش چشم تھا جب اوسکو ان لوگون مین نپاتی شادی کا وہ غم رسیدہ انکار کر جاتی آخر کار اس بار
قیصر نے جشن عظیم مقرر کیا اوسی رات پھر خواب مین گشتاسپ نظر پڑا پہولون کا دستہ ہاتھ مین تھا
اوسکی نہی توڑکے کتایون کو دی وہ نیند سے چونک پڑی دم سحر بصد کر و فر آراستہ ہوکے بیٹھی اور حکم ہوا
کہ جو شاہ و شہریار کی نسل سے ہو اس صحبت مین آئے وہ دہقان بھی گشتاسپ کو ساتھ لیکے سیر کنان
چلا جاتا تھا یہ صدا سنکے دونون دولت پر پہونچے بمجرد نگاہ نظر اول مین کتایون نے پہچانا رفیق
خواب بیداری مین پایا سجدہ خالق کو سر جھکایا اور پہولون کا دستہ شگفتہ گشتاسپ کے ہاتھ مین
دیا خزان رسیدہ کو باغ باغ کیا قیصر جو مطلع کار ہوا سخت بیزار ہوا کہ مرد غریب الوطن مجہول النسب
حامل رنج و محن کو پسند کیا پھر گشتاسپ کو پاس بلاکے حسب و نسب پوچھا اسنے ہیچ ہیچ
کہدیا قیصر کو یقین آیا تیوری چڑہاکے منہ پھرایا مجبور عہد شکنی کے خوف سے کتایون کو حوالے کیا
مگر مال و اسباب کی قسم سے خاک نہ دیا بلکہ گھر سے بدر کیا گشتاسپ اوسکو لیکے خانہ پریشان بے سر و سامان
مین رہنے لگا افلاس کے الم سہنے لگا آخر کو یہ اوقات مقرر کی کہ دریا پار جاکے گور کا شکار کرتا نصف
گذربان کو دیتا آدہا اپنے صرف مین لاتا روز کی آمد و رفت سے گذربان یار و مددگار رہے اتفاقاً
ایک امیرزادہ میرین نام آیا قیصر کی دوسری بیٹی کا پیام دیا او تیسری بیٹی کو آہرن نے طلب کیا

قیصر کی بیٹی کی خاطر سو رہا تہا ٹال گیا جب دونون بیجدہ ہوے تو میرین نے کہا کہ فلانے جنگل مین بہیڑیا ہی جو تو اوسکا سر
لاوے تو تیرا مطلب بر آوے اور اہرن کو دہن اژدر مین بہیجا یعنی ایک جا ایک اژدہا تہا اوسکے قتل پر شادی
ٹہرائی یہ دونون سخت حیران و پریشان ہوے وہ کام نکر سکے مگر بوساطت گذربان گشتاسپ سے ملے
اپنا حال کہا کہ قیصر نے ہمکو اس حیلے سے ٹالا ہی جو ایسا مشکل ہمارے سر پڑا ہی اوسنے تسلی کی کہا یہ کام کیا
تمکو ہراس چاہیے خدا چاہیگا تو تم دونونکا مطلب جلد بر آویگا وہ اژدر اور بہیڑیا بہت سہل مارا جائیگا
پہلے تو بعزم قتل گرگ وہ شاہزادہ بزرگ چلا گذربان جو آگاہ ہوئے میرین دیکہنے کو ہمراہ ہوے جب وہ بہیڑیا نظر آیا
شیر سے زیادہ اوسکا قد پایا گشتاسپ پر حملہ آور ہوا ناوک جگردوز کا سینے مین گذر ہوا اسپر بہی وہ
جہپٹکے لپٹ گیا شاہزادہ والا تبار نے خدا کو یاد کیا اور اوسکے پکڑکے چیر ڈالا پہر سر کاٹکے لے چلا
اور اوسکے حوالے کر دیا قیصر اوسکا سر دیکہکے خود اوس جنگل مین گیا واقعی دو ٹکڑے دیکہا وہان سے
پہر کر بیٹی کا نکاح کر دیا اب اہرن کی مدد کی باری آئی اژدر کے قتل کی تیاری ہوئی ایک خنجر دندانہ دار
طیار کیا اہرن نشان بتانے کو خائف ہمراہ ہوا جب اوسکے مسکن کے قریب دونون پہونچے بو الوطن
پہونچے اژدہا بو پاکے باہر آیا خونخوار شریر بار گشتاسپ نے چند تیر اپنے ایسے لگائے کہ اوسکے چشم مین
سے سب تا پر در آئے خون بدن جاری ہوا اوسکے عاری ہوا آخر تب گیا فردوسی

یکی خنجر اندر دهانش بماند	ز دادار نیکی دهش کرد یاد	ز زهر و ز تیر دندان خنجرش
همه تیغها شد بکام اندرش	بر آهیخت ...	بهر مهره ... خوشست

پہر پہرسے مغز اوسکا سر سا کیا | فرو ریخت مغزش بدان سنگ سخت | گلست اژدہا آن یل نیکبخت
بکند از دہانش دو دندان سخت | پس انگہ بیاید سر و تن شکست | اوسکے دونون دانت نشانی اوسکے

کو ویسے وہ قیصر کے روبرو لایا بادشاہ کو یقین نہ آیا کہا ایسے اژدر کا مارنا دیو کا کام ہی انسان کیا ہے
یہ کوئی عالیمقام ہی مگر وہی وعدہ خلافی بری سمجھکے اوسکا ہی عقد کردیا اب ان تینون شخصون مین ویسا
ربط و اخلاص بہم پونہچا کہ ایک جان وو قالب تہے ایکساعت ہیداری مین جدا نہو جبتک تیسرے
اور شہزادیان بہی پاس سب بے وسواس ایکجا رہنے لگین آخر کو جب قیصر کو شوہر ہوئی کہ تیراوّل
انکا ہیرا و ہیرا اول ہوا پہیر یا اور اژدہا اوسی مارا ہی انکا کام نکالا آفت عظیم کو ٹالا ہی فرط جرأت سے
اس مقدر کو نالائق جانکے اپنا نام نکیا تہا کہ کچہ ایسا بڑا کام نکیا تہا قیصر روم نے بڑی دہوم سے گشتاسب
کو بلایا عذر ایام گذشتہ بزبان لایا پہر لشکر ظفر پیکر کا سالار کر دیا مختار کر دیا لڑائی گشتاسب

کی الیاس والی خزر سے اور بعد فتح شہرہ پانا اور اپنی بیت السلطنت

مین جانا جب لشکر کا سپہسالار گشتاسب نامدار ہوا فتح و نصرت نے استقبال کیا ہمت نے ملک ستانی
کا خیال کیا پہلے نامہ والی خزر الیاس کو لکہا کہ اتنے دنون بے دغدغہ غیر ملک کی سیر کرنے کی اب
دست بستہ حاضر ہو ملک و مال نذر کان سلطان روم کو سونپو وہ سنکے آمادہ نبرد مستعد کارزار ہوا لڑنے کو طیار ہوا
یہانسے گشتاسب نے فوج لیکے کوچ کیا سلطان روم بہی ان دونون داماد و نکو ساتہ لیکے سیر کرنے چلا القصہ
طرفین کی سپاہ رزم جو جنگخواہ دو بدو ہوئی صفین آراستہ ہوئین لڑائی کی طیاری ہو گئی سوت کی گرم بازاری ہو گئی

وہاں وہ برامد زہر دو سپاہ	تو گفتی بر انگیخت باشیر ماہ	چکاچاک چہ برخاست از ہر دو روی
زخون شد ہمہ زرکہ جوی جوی	بجنبید گشتاسپ از زیر صف	یکی پارہ زیر از دو ماسے بکف

پرے سے بڑھکے الیاس کو پکارا وہی گھوڑا چمکا کے روبرو آیا گشتاسپ نے فرصت نہ دی نیزہ جوشن میں
بند کر کے گھوڑے سے گرایا پھر آپ کودا پڑا ہاتھ باندہکے قیصر روم کے سامنے لایا فوج مخالف یہ جستی اور
جرات دیکھکے بھاگی شہر خزر قبضے میں آیا اونکا مال اسباب خزانہ پایا قیصر نے گشتاسپ کا مرتبہ حد سے
فزون کیا ایک روز گشتاسپ نے فوج کے نامدار سالار طلب کر کے عزم جنگ ایران بیان کیا لہراسپ
سے لڑنے کا سامان کیا سب نے متفق جواب دیا کہ الیاس نہ وہ بادشاہ جرار آزمودہ کار ہی اوسکا مقابلہ
بہت دشوار ہی گشتاسپ نے قیصر سے کہا تمہارے سردار پہلوان نامدار لہراسپ کا پاس کرتے ہین لڑنے
سے ہراس کرتے ہین مین باسعدود چند لڑونگا فتح کرونگا تم نامہ لکھو کہ یا نصف ملک بانٹ دو یا میدان آن
نکلکے لڑو اوسی دم نامہ طیار ہوا اور قالوس نامہ دار ہوا جس دم لہراسپ کے روبرو پہنچا وہ نامہ پڑھکے بہت
ہنسا کہ ایک خزر ہاتہ آنے سے تھوڑا ملک پانے سے قیصر کو بہت غرور ہوا ہمسے برسر فتور ہوا پھر قالوس سے
لڑائی کا حال پوچھا اوسنے گشتاسپ کی شوکت وشان بیان کی کہ دانا اوسکا والا تبار دیو ہی بصورت
انسان شکل باز آیا اور خانہ زین سے صید یون کی طرح الیاس کو قیصر کے پاس لے گیا لہراسپ نے
فرمایا اس جلسے مین کسی کی صورت اوس سے ملتی ہی قالوس نے زریر کی طرف اشارہ
کیا کہ یہ نوجوان وہی شوکت وشان رکھتا ہی لہراسپ نے کہا خیر از ماست کہ بر ماست جواب لکھا کہ

کہ فقط فتح جناب الیاس پر اتنے بدحواس ہو کہ کسی کا لحاظ و پاس نہ رہا سوال بیجا ہم سے کیا اگر بدستور
باج و خراج بھیجا تو خیر و گرنہ تختگاہ روم مسکن بوم شوم بنا دونگا نام سے نشان ہو جائیگا وہ بسا بسایا
ملک ویران در و دیوار پامال سم اسپان گرد نشان ہو جائیگا جواب لیکے وہ تو رخصت ہوئے بعد چند
زریر کو نامہ تحریر کرکے دیا کہا انکو قیصر کے پاس جانا سخنان صلح و آشتی زبان پر لانا اور شب کو
گشتاسب کی ملاقات کرکے سمجھانا کہنا ہمسے غلطی ہوئی خانہ خانہ شمارست بے تکلف چلے آؤ یہ تخت و
تاج مبارک ہو ہم تمہارے ہیں بیاد حق مشغول ہوں تمہارے مطلب حصول ہوں زریر روم میں داخل
ہوا خبر ہوئی کہ پسر لہراسب پیغام لایا ہی نامہ دار بنکے آیا ہی قیصر نے اعزاز و اکرام سے طلب کیا
گفتگو رہی رخصت ہوکے مکان پر آیا شب کو گشتاسب کے پاس گیا دونوں بھائی بغلگیر ہوکے روئے
زریر نے بقسم کہا کہ باپ سلطنت سے بیزار ہی تمہارا طلبگار ہی یہ باتیں سنکے حب وطن الفت مادر
پدر طبیعت میں نقش نشین ہوئی اوسی صبح کو بصد تجمل و شان کتابونکو ساتھ لیکے سوی ایران
روان ہوا جب وبرو آیا لہراسب تخت سے اوٹھا بیٹے کو گلے سے لگایا پیار کیا کہراہی اشک گہر نثار کیا
اور تخت زرین قریب بچھوا کے بٹھایا اوسی دم سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا فقیرانہ لباس وہ حق شناس
بدن پر سجکے بلخ کو روانہ ہوا وہان ایک مکان بشکل خانہ کعبہ بنا کیا تھا اطراف و جوانب سے لوگ اوسکی
زیارت کو آتے تھے مطلب پاتے تھے اوسی کے حجرے میں جا گزین خلوت نشین ہوا فردوسی

چو گشتاسب را داد لہراسب تخت	فرو ماند ز تخت و بربست رخت	بپوشید جامہ پرستش پلاس

چو یزدان پرستان ان روزگار		بلخ گزین شد دران نوبہار		خرد را چنان کرد باید سپاس

ایک سو بیس برس لہراسپ نے سلطنت کی اور رستم کی پہلوانی جانفشانی یہین تک ختم ہوئی یہان سے
کارزار اسفندیار کا مذکور ہی ہفتخوان کا جانا اور میدان داری ہی روئین تن کی باری ہی فردوسی

ز کرسی ہزار از بود و یاد		کنم نامہ بر نام اسفندیار		گہ نامہ رستم نامدار		ز ابیات گفتم من این ہی ہزار

یہانتک جنگ و جدال رستم و زال موقوف ہوئی اسفندیار باوقار
روئین تن صف شکن کا قصہ شروع ہوا کہ گشتاسب تخت پر بیٹھا
اور زرد ہشت مقرب ہوا آتش پرستی نے لاعلاج رواج پایا

منم گفت یزدان پرستنده شاہ		کہ فرسہ پدر زردہشت و بخت پدر		چو گشتاسپ را شد بہ تخت پدر
کہ بیرون کنم از رمہ شیر و گرگ		بدان داد ما را کلاہ بزرگ		مرا ایزد پاک داد این کلاہ
قیصر روم کی بیٹی سے دو بخت جگر		بدان را بدین خدا آوریم		ہمہ رسم شاہان بجا آوریم

نور نظر حاصل ہوے ایک پشوتن رونق انجمن دوسرا خنجر گذار اسفندیار روئین تن گشتاسب عجب
شہریار ذی اقتدار ہوا کہ ضعیفون کو زورو یا گردن کشون سے کار جبہہ سائی لیا الا ارجاسپ والی
چین ما چین کہ نسل تور سے تھا شاہان غیور سے تھا دیو و پری تک رام تھے لونڈی غلام
تھے گشتاسب ہی بصد افتخار باج گذار تھا قضای کار اوسی زمانے مین زردہشت نام نطفہ غلط
دشمن اسلام پیدا ہوا اور کسی تقریب سے اوسنے گشتاسب کی حضور مین باریابی خلوت کی نوبت آئی عالم

عالم تنہائی مین اوس پیر شیطان نے ورغلان کر آتش پرستی کے کلام مستحکن خاطر بادشاہ پر احتشام

کیے اس حیلے سے رام کیا تہ دام کیا پھر ایک درخت مع برگ و بار سحر سے طیار کیا اور یہ کیفیت

اظہار کی کہ جو اسکا پتا کہاویگا اوسکا رنگ اگرچہ تیرہ ہو روشن ہوجاویگا جب یہ مقدمہ تجربے

مین درست آیا اوسنے باغ سبز دکہا کر زیادہ اعتبار پایا فساد کی شاخ کا لگا وہوا چنگاری کا الاؤ

ہوا دفعتہ بادشاہ بلخ مین آیا بیمار ہوا اور مرض کو طول ہوا قریب ہلاکت نوبت پہنچی وہ

گم کردہ راہ علاج کرنے لگا صحت کامل ہوئی اب خلوت و جلوت مین بار پانے لگا مراد

حاصل ہوئی نیا شگوفہ پہلایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ مین از در حق ہون پیمبر برحق ہون بہشت اور دوزخ

پر مجکو اختیار ہی بارگاہ کبریا مین میرا اعتبار ہی اور وہ کتاب زند و استا آسمانی ہی میری نبوت

کی آیت ہی نشانی ہی جو اوسپر عمل کرے گا اوسپر نظر عنایت عز و جل کرے گا گشتاسپ نے

باوجود کہن سالی ابلہ فریبی سے دہوکا کہایا صراط مستقیم مسلک قدیم سے پہر کر آتش پرستی

کے طریق مین آیا **فردوسی** چو بشنید از و شاہ نو دین او پذیرفت زو راہ و آئین او

کچہ دن کے بعد اوس کج ناہنجار نے یہ اظہار کیا کہ آج مجکو معراج ہوئی تا عرش گذر ہوا جلوہ حق مد نظر ہوا

ہمہ اوستا و زند را دیدم اندر بہشت	دل و جانم از سوی زردہشت	اب روز بروز گشتاسپ اسکے

حلقہ اطاعت مین سر آگے لگانے نیئے کل کہلانے لگا ایک دن زردہشت نے کہا ارجاسپ کو خراج

دنیا کیسا جسدم تو عزم کریگا چین تا چین زیر نگین ہی اس کہنے پر نامہ تحریر ہوا کہ یا ملک

چین سے دست بردار ہو یا آمادہ کارزار ہو یہ نامہ جو ارجاسپ نے دیکھا سمجھا کہ اوسی نے دین بہ آئین نکالا دین و دنیا دونون مین رخنہ ڈالا جواب نامہ بلا تاخیر یہ تحریر کیا فردوسی

شنیدم که راه گزیدی تباه — ترا روز روشن شد از وی سیاه — بیامد ز مرز یکی پر فریب
ترا دل پر از بیم کرد و نهیب — تو او را پذیرفتی و دینش را — بیار استی راه و آئینش را
ازان پس که ایزد ترا شاه کرد — یکی پیر جادوت گمراه کرد — اور افسوس کی جا مقام غور

کاہی کہ تیرا باپ مرد حق پرست یزدان شناس ہی اور تو اوسکی زندگی مین سست ناسپاس ہی تیرے باپ لڑائی ملک اور مالکی ہمین مین جہاد کرونگا تیری سلطنت برباد کرونگا پنجۂ غفلت سے کال خلق خدا کو تہلکے مین ڈال اور اوس نا مرسل گمراہ کو روسیاہ کر کے شہر بدر کرو کرنہ مجکو وہان پہنچنا ہی

بیایم پس نامه تا یک دو ماه — کنم کشورت را سراسر تباه — ز زینت سراسر بسوزم همه
تبارک و گفتت بد و زرم همه — نوشتم یکی نامه دوستدار — که در دین و دنیات آید بکار
بگفتم همه گفتنی سر بسر — تو ژرف اندرین پند نامه نگر — یہ نامہ تمام کرکے جاودی ہندو

کے ہاتھ روانہ کیا جب گشتاسپ کے پاس نامہ آیا اوسنے زردشت کو دکھایا اور وزیر سے تدبیر پوچھی اوسنے عرض کی یہ نامہ غور طلب ہی سمجھکے جواب لکھنا چاہیے جلدی نفرمائیے زردشت نے کہا سنو کیا جواب اسکا بید رنگ جنگ ہی غرضکہ اسفندیار مستعد ہوا زریر جو اسکا چچا تھا وہ کہنے لگا تو ابہی جنگ نادیدہ چند سال ہی اور یہ لڑائی بڑی ہوگی فتح امر محال ہی مین جاونگا بادشاہ نے فرمایا بہت

بہت مناسب ہی اس گفتگو کے بعد دبیر خوش تحریر طلب ہوا جواب بایں قلم کیا فردوسی

چنین گفته بودی که من تا دو ماه	سوی کشور و بوستارم سپاه	تو بر خویشتن بر میفزای رنج
که با خود گشائیم درهای گنج	بیاریم گردان هزاران هزار	همه نامداران خنجر گذار
بروز نبرد ار نجواهد خدای	سرت را بیاریم در زیر پای	یہ نامہ جو پہنچا ارجاسپ نے کوچ کیا
بیاورد لشکر به ایران زمین	شه نامور دل پراگنده کین	همی کرد سختی همی خشت کاخ
درختان همی کند با بیخ و شاخ	چو آگاهی آمد بگشتاسب شاه	که ارجاسپ آمد ز کین با سپاه
سوی رزم او بیشکر کشید	سپاهی که هرگز جهان کس ندید	ز تاریکی گرد پای سپاه
کسی از رز دشمن ندیده براه	زردہشت نے گشتاسپ سے کہا تو اپنے وزیر جاماسپ سے کہ علم نجوم کی	

دہ ہو کر کہتا ہی حال فتح و شکست کا دریافت کر جاماسپ نے بغور دیکھ بھال کے لوگوں کو تا آنکہ تنہائی میں عرض
کی کہ فتح سرکار کے بکرا ہی الاخویش و عزیز جان نثار یامی جرار تیغ بے دریغ ہو جائینگے پھر
آپ فتح پائینگے القصہ تین لاکھ سوار خنجر گذار اور پہلوان ہمراہ لیکے گشتاسپ نے میدان کارزار
میں پرا جمایا فوج ارجاسپ اُسنے فزون تھی تشنہ خون تھی وہ بھی آیا فردوسی

چو صفها ز گردان براراستند	یلان هم نبردان خود خواستند	بکردند یک تیرباران سخت
بسان تگرگ از بهاران درخت	هوا در زمین تو دو شبگون شده	زمین سر بسر خاک پر خون شده

پہلے اردشیر لہراسپ کا بیٹا جو نسل کاوس سے تھا مرد دلیر خوب لڑا حق پدر ادا کیا سر میدان فدا کیا

پھر جاماسپ کا بیٹا آیا جو ہنر سپہ گری دکھایا وہ بھی مارا گیا جان سے بیچارا گیا انکے بعد زریسپان
تیر صف کو چیر کے نکلا ارجاسپ کے قریب جا پہونچا اوسنے خنجر گذاروں کو فوج کے نامداروں کو پکارا فردوسی

بیامد پس آن بیدرفش سترگ — بلند و سبک جادو و پیر گرگ — بینداخت زرین زره را بدار
هم از مهتران شاهزاده سوار — گذر کرد بر خسروی جوشنش — بخون غرق شد شهریاری تنش

جب قتل زریر سے گشتاسب آگاہ ہوا زمانہ پیش نظر سیاہ ہوا کہا کوئی ایسا ہے جو میرے بھائی کا بدلا لے فردوسی

پس آگاهی آمد باسفندیار — که شد کشته آن شاه نیزه گذار — باپ کے روبرو آیا آداب بجا لایا اجازت چاہی

ہوا بادشاہ نے فرمایا جو تو اسکو مار لیا تو مین نے یہ تخت و تاج آج تجھکو دیا فردوسی

که چون باز گردم ازین رزمگاه — باسفندیارم بود تاج و گاه — سپه را همه پیش او در نهم
ترا خسروی تاج بر سر نهم — اور بہزاد گھوڑا جو خسرو کا تھا اسفندیار اوسپر سوار ہوا بیدرفش پر چلا

بینداخت او تیغ زهر آبدار — گرفت آنگهی تیغ اسفندیار — زدش نیزه آنگون بر جگر
چنان کرد کز سو برآورد دم — اوسی گھڑی جیتی اور تیزی مین سر اوسکا کاٹ کر خاک کیا

جسم تہ خاک کیا پھر ارجاسپ نے حملہ کیا اور ہوا لشکر زیر و زبر ہوا لڑائی اوسکا سر پھیکے تیران ہی
بھاگ نکلے ارجاسپ بھی ٹھہرنے کی تاب نہ لایا جنگل کی طرف منہ اوٹھایا باقی ماندوں نے
ہتھیار ڈالدیے جان کی امان چاہی اسفندیار کی دہشت ایسی دل مین سمائی گشتاسب نے
سبکی جان بخشی کی ابتدا اندی پھر خود زریر کی لاش پر آیا نالہ و زاری کیا حال بہت تباہ کیا فردوسی

چو او چنین جوار کشته دید | بتن جامه خسروی بردرید | چنین گفت کای شاه گردان بلخ

همه زندگانی مرا گشت تلخ | جاماسپ وزیر نے یہ تدبیر کی کہ طرفین کے کشتے شمار کرو دیکھا کر گروہ فردوسی

ز ایرانیان کشته شد سی هزار | هزار و صد و شصت و نه نامدار | ازان دشمنان کشته شد چند هزار

وزان هشت صد سرکش و نامدار | القصہ گشتاسپ کی فتح ہوئی زردہشت کی دونی قدر و منزلت ہوئی

بیامد سرافراز اسفندیار | بدست اندرون گرزه گاو سار | چو شاه جهان روی او را بدید

ز جان و جهانش بدل برگزید | همه کار ایران مر او را سپرد | کزو دید هم مردی و دستبرد

جب گشتاسپ نے اسفندیار کو اختیار دیا و لیعہد کیا کہا اب رام کے دن گئے کشورستانی اور ملک گیری کا ہنگام ہی اسی مین آبرو ہی نام ہی پہلے اسفندیار نے روم مین دھوم مچائی قیصر کو زیر فرمان کیا زردہشت کے دین مین لایا کتاب ژند و استا نے رواج پایا وہان سے ہند کا سامان کیا ہندوستان مین رنگ جمایا اپنا مذہب

سکھایا پھر ہمین لیا زردہشت کا نام روشن کیا | بهر جای کان شاه بنمود رو | نیامد یکی نیز کس پیش او

ازو دین گذارش همی خواستند | همه دین او را بیاراستند | همه امر او را بفرمان شدند

سر سرکشان جمله پنهان شدند | جسد مم مین اور روم کی مرز بوم قبضے مین لایا

اور ہند تک زردہشت بد بخت کا ڈنکا بجایا گشتاسپ نے بلا کے گرفتار ذلیل و خوار کیا

بعد ملکون کی فتح کے تہنیت نامہ اسفندیار نے گشتاسپ کو لکھا کہ باقبال لازوال شاہ آپنے ملک تحت حکومت آئے اور سب نے مذہب زردہشت قبول کیا مین نے اپنا مطلب حصول کیا آیندہ جو حکم ہو بجا لاؤن

گشتاسپ بہت خوش ہوا اور ایسیر سبکو طلب کیا وہ نامہ کہا یا اتفاقاً گرزم نام پہلوان تہا کہ وہ عداوت دلی
قساوت قلبی اسفندیار سے رکہتا تہا اور منتظر وقت کا کرتا تہا اوسنے موقع پایا خلوت مین بادشاہ سے کہا کہ
اسفندیار بہت زور پر چڑہا مگر اوسکے عزم فاسد سے بادشاہ مطلع نہوا اوسکے سر مین ہوا سمائی ہی کہ
بلخ مین آپکو بند کرکے زندگی تلخ کرے اور باب سلطنت بے دغدغہ غیر اپنے اوپر کہولے فردوسی

تو دانی که آنست اسفندیار — که او را برزم اندرون نیست یار
بر آنست اکنون که بند ترا — بشاهی همه بد پسندد ترا

اس خبر وحشت اثر سے گشتاسپ کو ایسا نشاء ہوا کہ تین دن تک
ساغر مے ناب کاسہ شراب ہاتہ سے نہ چہوٹا صحبت مین کسی کو بار دی نہ اجازت اجرای کار دی تہی چوتہے دن
جاماسپ وزیر سے فرمایا کہ تو جاکے جلد اسفندیار کو تنہا بلا لا جاماسپ اسفندیار کے پاس پہنچا
نامہ طلب حوالے کیا اسفندیار نے کہا مین نے خواب مین دیکہا ہی کہ بادشاہ مجہسے خفا ہی جاماسپ بولا خواب
تیرا سچا ہی وہ بولا نیکی کا عوض یہی ہوتا ہی مین نے ملک فتح کیے زردشت کے دین کو کسقدر رواج دیا
سرکشون سے باج لیا اب تو مجہکو کیا صلاح دیتا ہی جاماسپ نے کہا جانا بہتر ہی اچہا ہی اسفندیار نے بہمن کو
جانشین کیا فوج و لشکر وہین چہوڑا تنہا گشتاسپ کے پاس حاضر ہوا بادشاہ نے کہا ملک ستانی
سے اتنے دنون کی حکمرانی سے نخوت اور غرور نے تیرے سر پر فتور مین دخل پایا بیجا تخیلہ آیا اسفندیار
نے جواب دیا کہ گو گوشہ کلاہ آسمان پر پہونچاؤن مگر خاک پای شاہ ہون امیدوار عفو ہون ہرچند
ناکردہ گناہ ہون گشتاسپ نے ندیمون سے پوچہا کہ جو بیٹا باپ سے پہر جائے بوسوسہ شیطان مین گہر جاوے اوسکا

اوسکا علاج کیا ہی سب نے عرض کی قید کرنا روا ہی غرضکہ فوراً مسلسل اور مطوق کرکے قید سخت مین گرفتار کیا

مرا او را بدانجای بستند سخت ‏ ‏ ز بخت اندر آمد چو برگشت بخت ‏ ‏ بدان تنگی اندر همی بستدی

زبان تا زبان زار بگریستی ‏ ‏ اسفندیار کو قید کرکے گشتاسب سیستان مین آیا رستم اور زال کو اپنے حلقہ مین لایا

دو برس وہان صبح و شام قیام کیا بہمن جو باپکی گرفتاری ذلت و خواری سے فوج کو جواب دے آپ کید مین باپکی خدمت کو آیا

ارجاسب اسفندیار کی قید کا حال اور گشتاسب کا ہونا پیش زال سنکے خوش ہوا کہرم کو بھیجا اوسنے لہراسپ کو مارا بلخ مین کہرام مچا دیا

ارجاسب کو خبر ہوئی کہ اسفندیار زندان مین ہی اور گشتاسب سیستان مین ہی خالی میدان دیکھکے کہرم اپنے بیٹے کو مع فوج بھیجا جب وہ بلخ مین داخل ہوا غلغلہ مچا لوگ لہراسپ پاس آئے ہرچند اوسنے لڑنے سے انکار کیا کسی نے نمانا مجبور ہوا اوسکے رفیق قدیم عبادت خانہ مین بیٹھے تھے سب کو ساتھ لیکے لڑنے کو آیا فردوسی

ز کہرم چو لہراسپ آگاه شد ‏ ‏ غمین گشت با رنج همراه شد ‏ ‏ ز جای پرستش بیاورد گاه

بشد برنهاده کیانی کلاه ‏ ‏ القصہ جنگ عظیم ہوئی آخرکار تھوڑے تھوڑے بہت بہت ہوئے

لہراسپ زخمی ہوکے گھوڑے سے گرا طالع برگشتہ ہوا نصیب پھرا ‏ ‏ جهاندیده از تیر ترکان بخست

نگونسار شد مرد یزدان پرست ‏ ‏ کہرم نے لڑائی فتح کی گبرونکو قید کیا آتش بجھائی مکان کھودے

کتاب ژند و استا کو چاک کیا آتش پرستونکو تہ خاک کیا گشتاسب کی ایک بی بی بلخ مین رہتی تھی قبل از شکست گھوڑے پر سوار ہوکے فرار ہوئی سیستان مین پہنچی سب حال بیان کیا گشتاسب اوسی دم روانہ ہوا

رستم حیلہ کرکے رہ گیا بادشاہ اوسکے اعراض سے سخت ناراض ہوا ہنوز گشتاسپ بلخ پہونچنے نہ پایا تہا کہ آدہی
راہ مین لڑائی ہونے لگی اور اوسی روز ارجاسپ بہی ملک چین سے اوس سرزمین مین با فوج ظفر موج
داخل ہوا ایرانی بہت گہبرائے لاچار جنگ چارا اور کچہ یارا نتہا

بر آمد ز ہر دو سپہ بوق و کوس
زمین آہنی شد سپہر آبنوس
نگہ دا اندرون تیر چون ژالہ بود
ہمہ دشت از ان خستگان لالہ بود
پدر را نہ بد پیر جای مہر
ہمہ منتظر تا چہ آرد سپہر
سر انجام گشتاسپ بنمود پشت
بدان انگہ روزگارش درشت

ترکون نے تعاقب کیا وہ قلعے جا کے چہپا مجبور جاماسپ سے
تقدیر آسمانی تدبیر دفع بلای ناگہانی پوچہی اوسنے جواب دیا کہ اسفندیار پر اس لڑائی کا دارو مدار
ہی بغیر اوسکے فتح دشوار ہی اوسی دم گشتاسپ نے جاماسپ کیدان بہیجا نامہ عذر آمیز ہاتہ سے
بیٹے کو لکہا کہ مین تیرے دشمن کے کہنے پر عمل کیا اپنی سلطنت مین خلل کیا جب نامہ اور جاماسپ اسفندیار
کے پاس پہونچا دہت رویا اور شکایت باپ کی گرزم کی عداوت سے بیان کی غرضکہ جاماسپ نے بہت سمجہا
کے لے آیا دور سے دیکہکے گشتاسپ اوٹہا گلے سے لگا کر سر کو اپنی آنکہوں پر ملا خطا سے عفو کیا اور گرزم کے قتل کا حکم دیا
پہر فوج فرودن اثر شمار مع مردان کار گزار ہمراہ کرکے جنگ ارجاسپ نامرد کی ارجاسپ اس خبر سے
ترشناک ہوا کہرم کو مقابلے مین بہیجا جب سامنا ہوا کرسار دو چار سمجہکے سہوا اور تیر لگایا آخر اسفندیار نے لگایا
دو ٹکڑے کیا سپاہ اسفندیار نے کمند مین پہنسا کے جہٹکا دیا خانہ زین سے پہوی زمین آیا فردوسی

بنام جہان آفرین کردگار
بپیچید و بست و گردن کرسار
بپیچید اندر آمد سر و گردنش

بخاک اندر افتاد عریان تنش | اور کشتان کشتان میدان سے اپنے لشکر مین لایا پہر فوج پر حملہ کیا فردوسی

وزان پس سوی میمنہ حملہ کرد | عنان بارۂ تیزتک را سپرد | صد و شصت گرد دلیران بکشت

چو کہرم چنان دید بنمود پشت | کہرم میمنہ سے میسرہ مین اور میسرہ سے قلبگاہ مین آ پہنچے قبلہ گاہ کے پاس

آیا ٹہہرنے کی تاب نلایا دونون طرف کی سپاہ کینہ خواہ غٹ پٹ ہوگئی خوب تلوار چلی آخرکار مثل بخت برگشتہ ارجاسپ نے منہ اوٹہایا بہاگ نکلا اسفندیار نے حکم دیا چینی اور تورانی زندہ نبچے فردوسی

بیفتاد ان لشکر کینہ خواہ | دل پر ز کین در پی آن سپاہ | بخون غرق شد سنگ و خاک گیاہ

بکشتی بخون کر بدی آشنا | ہمہ کشتن دشمنان ساختند | بکالا گرفتن نپرداختند

القصہ با فتح و ظفر وہ پدر و پسر شادیانے بجاتے بلخ مین داخل ہوئے کچہ دن کے بعد گشتاسپ نے اسفندیار سے کہا کہ تیری بہنون کو ارجاسپ لے گیا ہی کلنک کا ٹیکا دے گیا ہی اسکا کیا علاج اسفندیار نے جواب دیا کہ وہان بہی جاونگا اگر طالع مددگار ہی چہڑا لاونگا گشتاسپ نے عہد کیا کہ جسدم تم انکو چہڑا لاوے تو یے آیا مین نے سلطنت سے ہاتہ اوٹہایا تخت و تاج تیرا ہوگا عبادت خالق اور گوشہ نشینی کام میرا ہوگا پہر اسفندیار نے کہا کہ کسار قیدی ہی کئی بار مجہسے منت ارسواہی خدمتگاری اور جان نثاری کا وعدہ کرچکا ہی اگر وہ میرے ہمراہ ہوگا تو فدوی حقیقت راہ اور کیفیت اوس مقام کی خوب آگاہ ہوگا بادشاہ راضی ہوا کسار کو سامنے بلاکے رہا کیا اسفندیار کے ہاتہ مین اوسکا ہاتہ دیا رویین تن اوسکو اپنے مکان پر لایا تسلی کی وعدہ ہای مستحکم بشرط خدمت اوس سے کئے

اب داستان ہفتخوان کی ہی کہ اسفندیار نامدار بارہ ہزار سوار اور گرگسار کو مع پشوتن سالار انجمن کرکے لیگیا

کنون بر سر ہفتخوان آمدم	ازان داستان قصہ خوان آمدم

کہ جب اسفندیار گرگسار کو مکان مین لایا دلاسا دیا سمجھایا کہ میرا عزم سمت روئین دژ ہی جو زندہ و بہنیں پھر اور قیدیونکو چھڑالایا تو ایران اور توران کی سرزمین سے جو ملک تجکو پسند ہو کا بشرط رفاقت تجھے دونگا اور اگر پیچ کیا کوئی فریب دیا تو فوراً تیرا سر قلم کرونگا

اگر ہیچ گردی بگرد دروغ	دروغت نگیرد دہر بن فروغ
میانت بخنجر بہ بازم دونیم	دل انجمن گردد از تو بہ بیم

گرگسار کہنے لگا کہ قسم کہا چکا ہون لڑنے کا مزا پا چکا ہون مجھسے دلجمعی رکھیے پہر اسفندیار نے پوچھا راہ کونسی اچھی ہی کس مین ضرر ہی کس کس چیز کا خوف و خطر ہی وہ بولا تین راہین ہین ایک مین آبادی ہی سراسر فرحت و شادی ہی دوسری راہ دو مہینے کی ہی آبادی کم ہی مگر اندیشہ نہ غم ہی تیسری راہ سات دن کی ہی وہ بہت پرخطر ہی قضا کا ہر منزل مین مقام ہی بلا کا گھر ہی زندہ و سالم گذرنا بہت دشوار ہی ادہر کا قصد بیکار ہی فردوسی

کہ بر ہفتخوان ہر گرای شہریار	بروئی نشد ہیچکس کامگار
بزور و بنیرنگ نگذشت کس	مگر کشتن خویشتن کرد بس
پس از شیر و گرگ است نر اژدہا	کز آن چنگشان کس نیابد رہا
بیابان سیمرغ و سرمای سخت	کہ چون باد خیزد ببرد درخت

یہ قصہ سب سنکے اسفندیار نے بارہ ہزار سوار جرار آزمودہ کار چہانٹ کے ہمراہ لیے پشوتن اپنے بہائی کو فوج کا سالار کیا گرگسار ساتھ ہوا

اس انداز سے وہ پروردۂ ناز چلا جسدم اپنی سرحد سے بڑہا اور دشت مصیبت مین قدم رکہا گرگسار سے پوچہا آج کسکا سامنا ہوگا اوسنے کہا دو بہیڑیے ہین کہ اونکے دانت فیل مست کے پہلو سے آنت نکالتے ہین دیکھتے ہین نہ بہالتے ہین غرضکہ جاتے جاتے قریب شام ایک مقام پر وہ دونون گرگ باران دیدہ پیل پیکر مدنظر ہوے اور فوج پر جہپٹے اسفندیار نے باران تیر کی تدبیر کی ہر ایک نا بکار تیر کی بوچہار کرنے لگا زخمی ہوے کہ وہ کرتے تلوارونکو علم کیا ایک کا اسفندیار نے دوسرے کا

بشوتن نے سر قلم کیا		زخیرت فرو ماند زرین گرگسار		زکردار جنگی و اسفندیار

پہر سبہون نے بے خوف وخطر اوسی جا مقام کیا تمام شب براحت آرام کیا دوسری منزل کا

حال ہی شیرون سے جنگ وجدال ہی وبہ بازی چرخ کا رنگ نیا ڈہنگ ہی

جسدم آہوی چین بصد زینت و تزئین مرغزار چرخ اخضر مین رم کرنے لگا تیرگی عالم کی اپنے جلوے سے کم کرنے لگا کوچ ہوا گرگسار نے عرض کی یہ دشت شیرونکا ہی ناخن و دندان سبکے خنجر سے تیز ہین مردم ورگوشت خور سخت خونریز ہین انکے خوف سے کاوشری نے زیر زمین منہ چہپایا ہی انہون نے آسمان سر پر اوٹہایا ہی اسفندیار نے کہا دیکھنا کہ بمدد داور داور کسطرح سے انکو مارتا ہون سر پر غرور اونکا خنجر سے اوتارتا ہون غرضکہ ہنوز زرد روباہ فلک پر جلوہ گر تہی کہ وہ نرہ شیر دوسری اوسکی مادہ خونریزی کی آمادہ نکلی شہزادہ عالی وقار اسفندیار نے بچستی وچالاکی دست و بازو سے کار لیا دونونکو ایک حملے مین مار لیا

تیسری منزل کا بیان ہی حیرت کی داستان ہی کہ کس دانائی سے وہ اژدہا

مارا گیا صبح دم خنجر زرافشان فلک بے مہر نے نیام مشرق سے کہینچا درہم و برہم سپاہ انجم ہوئی رات کی سیاہی کم ہوئی رخ روز جلوہ افروز ہوا تیسری منزل کا حال کرگسار سے اسفندیار نے پوچھا اوسنے

دست بستہ عرض کیا فردوسی

یکی اژدہا پیشت آید دژم ۔ کہ ماہی ز دریا برآرد ز دم

ہمی آتش افروزد از کام او ۔ یکی کوہ خاراست اندام او

اسفندیار کو تامل ہوا تدبیر سوچنے لگا

حکم کیا کہ ارابہ جلد درست ہوا اور تلوارین تیز خنجر خونریز اوس مین نصب کر وجب وہ طیار ہوا اوس مین سوار ہوا پٹ اوسکا بند کیا جسم کو سب سے گزند کیا پہر کوچ ہوا جس دم اوس موذی کے مکان سے وہ ارابہ قریب ہوا بو پاکے نکلا ارابہ اور گہوڑے بہجوڑے ایک دم مین حلق تک پہونچے فردوسی

زوور اژدہا بانگ گردون شنید ۔ چو غرّیدن اسپ جنگی بدید ۔ ز جا اندر آمد چو کوہ سیاہ

تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ ۔ ہمی جست اسپ از گزندش رہا ۔ بدم درکشید اسپ را اژدہا

فرو برد اسپان گردون ہم ۔ بصندوق در مرد جنگی دژم ۔ بکامش چو تیغ اندر آمد بما

چو دریای قیر اژدہا بر فشاند ۔ نہ بیرون توانست کردن ز کام ۔ کہ شمشیر شد تیغ و کامش نیام

برانداز صندوق مرد دلیر ۔ بغرید بر اژدہا ہمچو شیر ۔ بشمشیر مغزش ہمی کرد چاک

ہمی دود زہرش برآمد بخاک

ارابہ جو اژدہے نے منہ مین لیا خنجر و شمشیر سے حلق سب چہد گیا تالو کا منہ سے گر گیا موت کا مزا زبان پہ پہر گیا اسفندیار جو صندوق سے نکلا اوسکا قد و قامت ڈگمگانے لگے بہت

بہت گھبرایا پھر تیغ آبدار سے سر اوس خونخوار کا کاٹا لیکن زہر اتنا اثر کر گیا کہ غش آیا ملازمان کار
ہوشیار آئے گلاب چھڑکا نوشدارو لائے اوسکے کہانے سے طبیعت بحالت اصلی آئی
سب فوج شکر کا سجدہ بجالائی منزل چہارم کا استفسار کرکے سارے کیا وہ بولا زن جادوگر یہ منتظر

رہی دوسرا اوسکا شیدا غول ہی اوسکا ہی کیا عرض و طول ہی چوتھی منزل
سامنا زن فاجرہ ساحرہ کا اور قتل کرنا اوس نامعقول غول کا پھر آگے

بڑھنا جسدم خاتون جہان عشوہ کنان عروج زنگاری مین جلوہ گر ہوئی شب گذری نمایان سحر ہوئی
اسفندیار سوار ہوا کوچ کا نقارہ ہوا ڈیرہ خیمہ لپٹنے لگا اثنای راہ مین ایک دشت سبزہ زار پر فضا ملا ہر سمت
باغ سے زیادہ بہار تھی جابجا کیفیت گل و خار تھی شاہزادہ عالی منزل نے وہان مقام کیا
بزم طرب درست ہوئی بادہ گلرنگ کا دور ہوا مزاج کا ڈھنگ نشاء کی ترنگ مین کچھ اور ہوا کہ دفعتہ
وہ زن ساحرہ بالباس فاخرہ وارد ہوئی بہت وزاری اسفندیار سے کہنے لگی کہ مین شاہزادی ہون گردش
بخت سے تاج و تخت مجھسے چھوٹا مصیبت کا آسمان مجھپر ٹوٹا ایک غول مجکو بہکا کے یہان لایا ہی [illegible]
سے چھڑایا ہی میری فریاد سنو اوس ظالم کے پنجے سے رہائی دلوادو اسفندیار نے پوچھا کہان وہ غول ہی
اوسنے جواب دیا شکار مین مشغول ہی جسدم آئیگا آفت عظیم لائیگا اسفندیار نے سمجھا کہ یہی کٹنا
بانی فساد ہی فوراً حلقہ کمند مین گردن بند کی اوسنے بہت سی فریاد و بیقراری کی گریہ وزاری کی
سود مند نہوئی پھر جو غور کیا تو ایک عورت پیرزال بحال تباہ ہی سر سر ہم سفید منہ سیاہ ہی دم

سر اوس قحبہ و غا شعار کا تیغ آبدار سے دو کیا یکایک پشت پر غبار صحرا انتشار پیدا ہوا دیکہا کہ وہ غول آتا ہی جو
سامنے آجاتا ہی وہ جل جاتا ہی اسفندیار بے خوف و خطر اوسپر جہپٹا اور شمشیر خارا شگاف سے اوس موذی کے
ٹکڑے ٹکڑے کر کے گرگسار سے کہنے لگا صبح کو اگر سیمرغ سے جان بچ جائے تو فرصت ہاتہ آئے القصہ وہ
رات اوسی صحرای فرح افزا مین بعیش و نشاط بسر ہوئی تا سحر نوشانوش کا چرچا ہمدگر رہا ذکر پانچوین
منزل کا او پنجہ سیمرغ سے رہائی غذا کے باعث پائی پہر اوسکو
چو رنگ کیا جبکہ سیمرغ آتشین پر شاخ لاجوردی رنگ گریاں کر کے پر بال سنبہالنے لگا اور شہپر شعاع کی
چمک سے شب کی سیاہی چہرہ روز سے ٹالنے لگا کوچ ہوا اس روز پہر اسفندیار روئین تن اوسی عرابے مین سوار ہوا اور
گہوڑونکو دوڑایا جب سیمرغ کے مسکن سے قریب آ آواز سنکے وہ بجستی آیا اور قصد کیا کہ پنجے مین اسکو دبا
لیجلے پنجہ جو مارا ہتیار پار ہو گئے وہ فگار ہو گئے جہلا کر چونچ جو لگائی خنجر کی زبان تالو مین در آئی سیمرغ بد اختر
عرابے کے پاس گر پڑا اسفندیار نے نکلکے پرزے پرزے کر دیا صحرا جوئی خون سے بہر دیا پہر خیام فیروزی احتشام
استادہ ہوئے نذر سوار و پیادہ ہوئے شکلو گرگسار سے چہٹی منزل کا رنگ پوچہا اوسنے کہا وہ آفت
آسمانی ہی یعنی برف باران ہی وہ شب اوسی جا گذری چہٹی جا بہت سخت کمبخت
دامن کہسار مین گذار برف اور ہوای سرد سے بدنکا اٹہنا مصیبت کا سامنا
یکایک کار پردازان قضا و قدر نے بیضۂ آتشین فلک چارمین پر رفع برودت کو تابان کیا اور آتش صبح
مجمر نیلی فام مین دہکی تیرہ شبی کی تجلی کا جلوہ نظر آیا اسفندیار با فوج ظفر موج سوار ہوا آفتاب

قریب شام وہ آفت کا مقام نظر آیا جیسے کہڑے ہونے لگے اوسی وقت تند و تیز ہوا پیدا ہوی
برف گرنے لگی لشکر کے لوگ رونے لگے بہتون نے پتھرونکے تلے پناہ لی کتنون نے عدم کی راہ لی
تین شبانہ روز ایک عالم رہا کسی مین نہ دم رہا پہر تو اسفندیار بیقرار ہوا بہت سارے فریاد پیش پروردگار
کرنے لگا بارے وہ برف اور ہوا دور ہوی طبیعت مسرور ہوی منزل اخیر کا طور جو پوچہا گرگسار بولا

کوسون یک تفتیدہ ہی سمندر کا زہرہ آب ہوتا ہی مرغ اشتر کباب ہوتا ہی	بجائی نہ بینی یکی قطرہ آب
زمینش ہمی جوش زد از آفتاب / نہ بر خاک او شیر یابد گذر	نہ اندر ہوا کرگس تیز پر

اسفندیار نے کہا جسنے ان بلاؤن سے بچا کے سب کو مارا ہی اوسی کا یہان بہی سہارا ہی

اب سفر بخیر تمام ہوا ایک فرسخ روئین دژ رہا وہان مقام ہوا لڑائی ہی قلعہ کشائی کی

ہی القصہ زورق زرین ملاح سپہر چارمین افق چرخ پر لایا ستارون نے بحر ظلمات مین غوطہ
کہایا اپنے بچانے کا منہ نظر آیا اسفندیار نے تردد ہراس سوار ہوا اوس دشت مین گذارہ
ہوا زمین سب سرد پائی سوای حرارت طبع گرمی نظر نہ آئی مگر ایک دریای مواج بیچدار ناپیدا کنار
سامنے پایا گرگسار کو بلایا بہت خشم آلود فرمایا کہ تو جہوٹ بولا اوسنے دست بستہ عرض
کی کہ باوجود عہد و پیمان آپ مجہسے بدگمان ہی رہنما گرا نہین قیدیونکی طرح بنا کو لائے چہ منزل ایک
جو جو مین نے عرض کیا وہی سامنے آیا کہین خلاف نہ پایا ایکبار جو جہوٹ بولا تو غصہ آیا اسفندیار ہنسا
کہا اب اسکے عبور کی راہ بتا دے اوسنے پایاب جگہ سے لشکر کو اوتارا ایک فرسخ روئین دژ رہ گیا

اسفندیار نے قلعہ کشائی کی وہان کی لڑائی کی ترکیب پوچھی گرگسار نے کہا اگر ہزار سال آپ یہان جنگ وجدال کیجیے گا موت قریب ہوگی فتح نصیب ہوگی یہ سنکے اسفندیار نے کہا فردوسی

چو از تن ببرم سر ارجاسپ را	در افشان کنم جان لهراسپ را	بکام دلیران ایران کنم
همه کورشان کار شیران کنم	سراسر بدوزم جگرشان به تیر	بیارم زن و کودکشان اسیر

اتنی دیر مین گرگسار جھینے سے سیر ہوا اقتضا سر پر آئی موت بر سر تقریر بجا لائی فردوسی

دل گرگسار اندران تنگ شد	روان رخانش پر از رنگ شد	بدو گفت تا چند گویی چنین
که بر تو مبادا ز کسی آفرین	همه اختر بد بجان تو باد	بریده ز خنجر زبان تو باد
بخاک اندر افگنده پر خون تنت	زمین بستر و گور پیراهنت	ز گفتار او تند شد شهریار
برآشفت با تنگدل گرگسار	یکی تیغ هندی بزد بر سرش	ز تارک بدو نیم شد پیکرش

پشوتن تنہا قلعے کے قریب گیا دیکھا کہ حصن حصین بیحد فرو مکین بنا ہی جو کنگرہ ہی فلک فرسا ہی عجیب نشیب سد بین ہی کہ وہم و قیاس کا طائر اوسکی بلندی پر پر مار نہین سکتا اور غواص فکر رسا جو خندق کی تہ مین جاوے تو کوئی اوبھار نہین سکتا تک سے خجل ہوا پا در گل ہوا فردوسی

سه فرسنگ بالا و پهنا چهل	بجائے ندید از آب و گل	همین آهنی باره بود و بس
ندانم چنین قلعه نشنید کس		

اب قتل گرگسار سے محجوب ہوا کہ اوسکا مار ڈالنا نہ خوب ہوا راہ مین اگر کوئی بشر سے دو چار ہوا قلعے کا حال پوچھا کہ گنگے نامی جوان او پہلوان سہمین آئین ہو وہ بولا سو ہزار مرد جرار اندر

قدر انداز خنجر گذار بازرہ و جوشن غرق دریای آہن ہر دم دست بستہ روبرو حاضر رہتے ہین جب اور سلح آتے ہین تو اوسوقت وہ کمر کہولنے جاتے ہین اور چشمہای شیرین نوبہ جیحون قلعے کے اندر روان ہین کہیتیان ہوتی ہین مرد جو ہین رنڈیان ہوتی ہین سب خرم و شادان ہین یہ سنکے اور ہراس ہوا فتح سے پاس جو ہوئی بد جواس ہوا اسکان پر آ کے ہمراہیون سے مصلحت پوچھی پہر چلنے کی مشورت سب نے دی اوسنے کہا ینگ طبیعت قبول نہین کرتی آخر کار پیروی جہان پہلوان کی اختیار کی ایکسو ساتہ پہلوان نامی رفیق آزمودہ کار صندوقون مین بند کیے سو جوان ساربان بنا کے سوداگرانکے پوشاک بہی ویسی ہی درست کی تدبیر چست کی اودہر چلا

بیاورد صندوق ہشتاد و ہفت	ہمہ بند صندوقہا در نہفت
صد و شصت مرد از دلیران گرد	کہ ایشان بجز نام نیکی نبرد

اور پشوتن سے کہا کہ جب قلعے کے اندر روشنی بلند ہو فورا آ کے گہیر لینا منہ نہ پہیرنا اسکے آنے کی دہوم ہوئی ہر کارون سے ارجاسپ کو خبر معلوم ہوئی کہ ایک تاجر عجیبی اسباب نادر روزگار تحفہای بے شمار لیے سے اشتان بوس کو آیا ہی اوسنے طلب کیا فردوسی

بیامد ببوسید روی زمین	بارجاسپ چندی بخواند آفرین
گرانمایہ ترپاکیہ ساختش	بلجنبید ارجاسپ بنواختش
چہ نامی بدو گفت خراد نام	جہانگرد و بازاری و شادکام

ارجاسپ نے حالات ایران کرکسار کا حال عزم سفندیار خوش اقبال پوچہا اوسنے جواب پایا پانچ مہینے کا عرصہ ہوا ایسنا تہا کہ اسفندیار ہفتخوان کی راہ سے عازم اس دیار کا ہی ارجاسپ بہت ہنسا کہا اسفندیار

تو بشر ہی فرشتے کی کیا مجال ہی ہوا گا گذر محال ہی یہ سنکے رخصت ہو ا بہت کچہ بطریق پیشکش نذر کیا اب خرید فروخت کا بازار گرم ہوا اسکی بہنین باورچیخانے مین آتش تہین شب کو چہپکے وہ آئین اسفندیار نے آواز پہچانی منہ چہپایا وہ کہنے لگین کچہ حال اسفندیار اور گشتاسب سے بہی تو خبردار ہی

اس مصیبت مین گرفتار ہین باپ اور بہائی شہریار ہین سے	برہنہ سر و پای و وش آتش
پدر در بزم شادمان خفتہ خوش	اسفندیار نے اونکو جہڑک دیا کہا مین مرد سیاح ہوں اگر مجہکو گشتاسب

اور اسفندیار سے کیا سروکار اسمین آواز اونہون نے بہی اسکی پہچان لی **فردوسی**

چو خواہر بدیدست آواز او	بپوشید بر خویشتن راز او
قریب این سانحہ گذشتہ رو رو کر	

زبان پر لائین اسفندیار نے اونکی تسکین کی کہا یہ سب بلائین تمہارے واسطے جہیلکے جان پر کہیلکے یہان تک آیا ہون چندے اور صبر کرو دل پر جبر کرو وہ تو خوش ہو کے چلی گئین اسفندیار نے ارجاسپ سے کہا فردوسی نے کچہ نذر مانی تہی وہ ادا کیا چاہتا ہون اگر شاہ والاجاہ مسافر پروری کی راہ سے قدم رنجہ فرمائے تو سر خاک فتادہ آسمان پر پہونچائے بادشاہ نے کہا اچہا **فردوسی**

چو ارجاسپ بشنید این شاد شد	سر مرد نادان پر از باد شد
اسفندیار نے قلعے کے اوپر سب	

سامان دعوت پر عداوت طیار کیا اور لکڑیونکا انبار کیا صبحدم ارجاسپ اور وزیر مشیر ارکان سلطنت سبکے سب خراوکے گہر پر جمع ہوئے شراب کباب کہانے انواع اقسام کے روبرو رکہے یہ تو اکل شرب ناچ رنگ مین مشغول ہوئے اوسنے لکڑیون مین آگ دی اور

اور روشنی بلند ہوئی بشوتن جو اسکا منتظر تہا اوریہی لو لگی تہی اوسکی نظر پڑی فوج لیکے دوڑا دروازے سے قتل شروع کیا غلغلہ مچگیا کہ اسفندیار آ پونہچا ارجاسپ کا رنگ سفید ہوگیا پست ہمت نا امید ہوگیا کہرم کو پچاس ہزار سوار دیکے مقابلے کو بہیجا اور چالیس ہزار قلعے کی حفاظت مین ہے دس ہزار اپنے ہمراہ رکہے جب رات ہوگئی تو اسفندیار نے وہ ایک سو ساٹہ پہلوان سوسار بان سلح کیے

بدرگاہ ارجاسپ آمد دلیر	خود و نامداران بکردار شیر	اونکی نہنون نے خوابگاہ ارجاسپ کا

نشان بتایا اسفندیار لڑتا ہوا وہان آیا وہ اپنے نصیب کی طرح خواب غفلت مین تہا فردوسی

بر او تاخت ارجاسپ و اسفندیار	از اندازہ بگذشت پیکار کارزار	ہمی ہر دو از تیغ و خنجر زدند
گہی بر میان گاہ بر سر زدند	زپا اندر آمد تن پیل وار	جدا کردش از تن سر اسفندیار

پہر دو بیٹیان ارجاسپ کی گرفتار کرکے نوشاد را اپنے بیٹے کو سونپین کہ جا ہی فرودگاہ لے چل خود دروازے پر آیا پاسبانون نے قتل ارجاسپ کا غل مچایا کہرم پہر کہڑا ہوا ادہر بشوتن نے تعاقب کیا ادہر سے اسفندیار نکلا فوج غٹ پٹ ہوگئی باہم تلوار چلنے لگی فردوسی

زخون بر در دژ ہمی موج خاست	کہ دہشت دست چپ از دست راست	دو و داد برخاست زان رزمگاہ
ہوا شد بکردار ابر سیاہ	بہر جای بر تودہ گشتہ شد	بتورانیان بخت برگشتہ شد
چو اسفندیار اندر آمد زجای	سپہدار کہرم بیفشرد پای	دو جنگی بدانسان در آویختند
کہ گفتی بہم ستان در آمیختند	دو رویہ سپاہ نادر شگفت	تہمتن کمربند کہرم گرفت

بیاورد شستش از جای و زد بر زمین / همه لشکرش خیره اندر آفرین / و دو دستش گرفتند و بستند خوار
پراگنده شد لشکر نامدار / سر از تیغ باران چو برگ درخت / یکی ریخت رخت و یکی یافت تخت

بعد قتل کہرم کہرام مچگیا اوسکی فوج کو بدحواسی ایدہر کی سپاہ اونکے لہو کی پیاسی مگر اسفندیار نے جو جو بچ گئے تہے سبکو امان دی ترک دست بستہ خدمتگزاری مین حاضر ہوے بعد فتح روئین دژ نامہ خوشخبری کا بشوکت کمال گشتاسپ کو بہیجا خود کمر باندہی گرد نواح مین عمل کرلیا فردوسی

زگردان چنین نامداری نماند / بتوران زمین شهریاری نماند / نداد او کسی را بجان زینهار
گیا در بیابان سر آورد بار / چو از گنج ارجاسپ چیزی نماند / همه پیش خویشان خود برفشاند
سپاهش همه از در توانگر شدند / ز اندازه کار برتر شدند / گشتاسپ نے جواب مین اسفندیار

کو بلایا یہ ہفتخوان کی راہ سے آیا طالع جو یار تہا وہ اسباب جو برف کے تلے دبگیا تہا جا بجا انبار تہا فردوسی

سوی هفتخوان آمد اسفندیار / به نخچیر و با لشکر نامدار / چو نزدیک آن جای سرما رسید
همه هفته بسته [illegible] / جب دم بیت السلطنة کے قریب آیا سب نامدارون کو گشتاسپ نے استقبال

کے واسطے بہیجا ایا بڑی شوکت و شان سے ساز و سامان سے روبرو لاے جو جو حاضر تہے سب نے سر جہکا اور گشتاسپ

بیامد پسر را پدر در گرفت / پدر ماند زان کار او در شگفت / همی خواند بر شهر او آفرین
که بی تو مبادا زمان و زمین / تمام شب جشن سلطانی حظ نفسانی لطف زندگانی رہا دم سحر بصد کر و فر

گشتاسپ سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور کرسی زرین پر تمکین اسفندیار کو عنایت کی وہبی سے بیان

بیان مضمون ان کی حکایت معنی کی اور دو بیت سے ارجاسپ اور کہرم کا قتل روئین دز کا لینا اپنی بہنونکا چھڑانا کی ان
دنیا بیان کیا بات سے ظاہر گشتاسپ کو مسرت حاصل ہوئی مسرور ہوا اگرچہ باطن مین بدگمانی نے دل سے کہا کہ
فتحیاب ہوا تاج و تخت اور کچھ نہ دیا در پردہ اسکی ٹالنے کی فکر مین ہوا اسفندیار بہی تیور دیکھکے مطلع کار ہوا کہ پہر پدر یار جہان دار

ہوا بادل دلگیر مال کار سوچنے لگا اپنا منہ نوچنے لگا گشتاسپ کا مشورہ دفع اسفندیار مین اور
بہیجنا سیستان اوس جوان کو گرفتاری پور دستان کو کتابونکا منع کرنا
اوسکا ضرب رستم سے مرنا جسد اسفندیار کو وعدہ خلافی اور بدگمانی گشتاسپ کی تلقین کابل

ہوا سلطنت کے پاس حاصل ہوئی کتابون جو اسکی بابت تہی اوس سے باپ کی شکایت کی کہ مین نے مضمون کی
راہ مین جان کو لڑایا روئین دز فتح کیا بہنون کو قید سے چھڑایا اپر عہدہ سلطنت وقوع مین آیا اوسنے جواب دیا کہ
چند سے خاموش ہو کہ تیرے باپ کو بدگمانی فراموش ہو ایسا ہو کہ بطور سابق پہر گرفتار کرے ذلیل و خوار کرے
اسفندیار سمجھا کہ مان اسمین مقتضی دخل بیگی سعی کر کی چپکا اوٹھ کہڑا ہوا اکیدن نشہ مے کے عالم مین منہ زوری کر اوس نے
سب درباریان باپ کے روبرو زبان کی یہ فعل ایسی واسطے حرام ہے بدمستی کا برا انجام ہے نیک بد کا خیال اصلا نہین آتا ہے
جو کچھ دل مین ہوتا ہی بے تکلف کہتا ہی بادشاہ نے سنکے بہت سا پیچ و تاب کہایا مصلحتہً ضبط کرکے فرمایا جلدی کیا
ضرور ہی موقع دیکہتا ہون مجھکو حکومت دنیا بدل منظور ہی ظاہر بات گہری لیکن بدگمانی باطن مین بہت سی
جاماسپ وزیر کو خلوت مین طلب کرکے پوچھا کہ اسفندیار کسطرح مارا جاوے وہ بولا فردوسی

و را مرگ در دست رستم بود	ز تیرے کہ در شست رستم بود	بادشاہ شاد ہوا بند فکر سے آزاد ہوا

فرمایا کاش میں رویین دژ میں مارا جاتا اپنی صورت مجکو نہ دکھاتا ایک روز سب عزیز و اقربا اور جتنے نامدار
سپہ سالار و وزیر امرا تھے سبکو بلایا اسفندیار کے زور و طاقت کی بہت تعریف کی پھر کہنے لگا
کہ میں نے عین مجبوری میں رستم سے مدد چاہی اوسنے منہ پھرایا میرا کلام خاطر میں نلایا اور اس عرصے
میں جو جو حادثے ہمپر گذرے کبھی حال نہ پوچھا بلکہ یہ کلمہ زبان پر ہی کہ کیخسرو نے ہماری جانبازی کے بدلے
نیمروز اور کابل دیا ہی گشتاسپ کی فرمانبرداری سے ہمکو مطلب کیا ہی اگر اسفندیار اوسکو پکڑ لاوے
یا قتل کر آوے تو مجکو سلطنت سے کچھ کام نہ رہے پر یہتا کا گوشے میں بیٹھکے عبادت معبود کروں تخت و
تاج اسفندیار کو دوں سب نے کہا بہت مناسب ہی پھر اسفندیار سے فرمایا سوگند کتاب زند و استا
مگر زبان پر لایا کہ اگر تو رستم کو ہلاک کرے اوسکا قصہ پاک کرے تو بادشاہت تجکو ملے اوسنے جوابدیا

من از هفتخوان چونکه یاد آورم
بمن بر کنون پاک یزدان گواست
همان از بیابان و از باد برف
بدوزد ازان هم چه سرما پلنگ
بهانه کنون چیست من بر چه ام
همه راستی ره نما آورند

بدل در ازان ترس داد آورم
که از گرگ و از شیر و از اژدها
هم از کسار و دریای ژرف
همه نیکویها نهادی بگنج
بدین رنج پایان نبهر کام

حکایت نباید بگفتار راست
وزان بیچاره و مرغ و هوا
نکویم بکار و دل جا سنگ
سر آمایه آمد ازان سود رنج
نتابان بگفت [illegible]

گشتاسپ نے جواب دیا کہ سب سچ ہی جو تو کہا مگر بیسر سوا لالک
تاج آج کون ہی الا انصاف کر کہ رستم و زال کاؤس اور کیخسرو کے روبرو کیسے کمر بستہ جانفشانی اور حکمرانی میں رہتے کیا

کیا کیا جفائیں سہتے ہے اب کیسی سرتابی کرتے ہین نخوت کا دم بہرتے ہین تو اے روئین تن تو ارجاسپ کو زندہ چہوڑا تیرے روبرو رستم کا باندہ کے لانا کیا کام ہی کہ وہ بیسرو سامان ہی فردوسی

بگیتی کسی نیست همسر ترا	چه از توری و رومی آزاد مرد	سوی سیستان رفت باید کنون
بکار آوری خنگ و رنگ فسون	برهنه کنی تیغ و کوپال را	ببند آوری رستم زال را
بدادار گیتی خداوند زور	فروزنده اختر و ماه و هور	سپارم ترا تاج و تخت و کلاه
ازانجا بیایی چو در پیشگاه	اسفندیار نے کہا مجکو رستم کا ڈر نہین ہین جوان وہ پیری سے شل تخیر ہی	

مگر اسکا خیال آتا ہی کہ اوسنے ہمارے جد و آبا کے ساتہ کیا کیا سلطنتین لوائین حق نمک ادا کیا فردوسی

شنیدم که بس کارها کرده است	دمار از توران برآورده است	اگر او نکردی چنین کار سخت
بایران نبودی کسی تاج و تخت	اگر دشمن اندر آید پور زال	چه بودی بهمانی او دو سال
ترا در دل اندیشه دیگرست	غم شاهی اندوه تاج افسرست	تو برمن نهانی سگالی بدی
مگر تا چه باشد ره ایزدی	ز شاهان نه خوبست پیمان شکست	شهان به که باشند پیمان درست

گشتاسب نے کہا یہ عذر تیرا ہرگز نہ قبول ہوگا بے گرفتاری رستم کے تیرا مطلب حصول ہوگا فردوسی

بسیستان کنون با سپاه	اگر تخت خواهی همی با کلاه	چو آنجا رسی دست رستم ببند
بیارش ببازو فکنده کمند	پیاده دوان اندرین بارگاه	بیاور ورا تا ببیند سپاه
ازان پس نپیچد سر از کام کس	اگر خاری و رنج یابد بسی	اسفندیار نے کہا مقصود میرا

فقط میرا باپ بہانا ہی باقی سب فریب ہی بہانا ہی **فردوسی** | دریغ آیدت تاج شاہی ہمی

ز گشتن مرا دور خواہی ہمی | ترا باد این تاج و تخت جہان | مرا گوشہ بس بود از جہان

یہ کہکے بگڑ کے اپنے گھر کو اوٹھ گیا گشتاسپ جب اسفندیار خبردار ہو گیا جاماسپ کو حال دریافت کرنے بھیجا
کہ جنگ رستم کو جاوے گا یا نہ چھپا گا وہ اسفندیار کے پاس آیا پوچھا کہ کیا عزم ہی قصد رزم ہی یا دل
مائل صحبت بزم ہی اوسنے کہا تیری صلاح کیا ہی جاماسپ نے کہا جانا روا ہی نافرمانی باپ کی بہتر
نہیں اسفندیار نے اقرار کیا کہ تو میرا استاد ہی تیرا کہنا بجالاؤنگا بہر کیف جاؤنگا جاماسپ پھر آیا
اور مژدہ سنایا گشتاسپ نے کتایون سے کہا کہ اسفندیار کو رستم کی گرفتاری کے خاطر بھیجتا ہوں
تو بھی جاکے اوسکی تسلی کر دہ سنتے ہی مضطر ہوئی گھبرائی بدحواس بیٹے کے پاس گئی یہ کلمے

زبان برگشائی **فردوسی** | بگیتی ہمی پند ما دنیوش | تبہ گشت باید ہمہ زرہ و گوش
سوار جہان پور دستان سام | ببازی نیارد سر اندر لگام | ہم از شاہ ماہان برآرد گشت
نیارست گفتن ہم او را درشت | بخون سیاوش ز افراسیاب | ز خون کرد گیتی چو دریای آب
کہ نفرین بر این تخت و تاج باد | برین کشور شوم تاراج باد | جوانی مکن تیز منمای دست
بجز سیستان در جہان شہر ہست | مرا خاکسار دو گیتی مکن | ازین مہربان مام بشنو سخن

اسفندیار نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان یہ سب تو کہا ہی لا کیا کروں باپ جان کا دشمن ہو گیا ہی دوسرے
قضا و قدر سے بشر کو چارا نہیں جاماسپ سے وعدہ جانے کا کر چکا ہوں عہد کا توڑنا گوارا نہیں مجھے ان

اسفندیار کا سیستان جانا رستم سے گفتگو بعد لڑائی زور آزمائی آخر خدنگ قضا کا نشانہ ہونا دنیا سے روانہ ہونا

محرران کارخانہ تقدیر نقاشان کارخانہ قضا و قدر بادل
و دلگیر صفحۂ دہر پر اس مرقع پراندوہ کی تصویر اسطرح تحریر کر گئے ہین کہ گرفتار اجل مرگ رسیدہ اگر قفس فولادین مین باطوق و
زنجیر اسیر ہو مکان معہود پر اوسکے پہنچے وہ تدبیر ہو اور قضا کا شکار اثر وہات کے رہنے مین اگر بند ہوا ہی
باوجود بیدست و پائی تیر سے جلد جاتا ہی زیب فتراک ملک الموت ہوتا ہی جان کہوتا ہی اینما تکونوا
یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة پروردگار نے فرمایا ہی اور بارہا تجربے مین آیا ہی نہ محتاج
سواری کا ہوتا ہی نہ خواہشمند بار برداری کا ہوتا ہی پیادہ پائی تک منزلون کا سفر نہین معلوم ہوتا بغیر عدد گاہ
پہونچ جانے کے مفر نہین معلوم ہوتا ہر دم مضطر اور پریشان رہتا ہی گھبراتا ہی جان شیرین کے مزا
پاتا ہی خلاصہ یہ کہ کتابون نے ہر چند سمجہایا سمجہایا اجل کہینچے لیے جاتی تہی مطلق انکی سمجہ مین نہ آیا
باپ کا حکم موت کا بہانہ ہوا آخر کار سیستان کو روانہ ہوا پہلی بسم اللہ سر راہ یہ غلط ہوئی کہ منزل

اول مین شتر جو بار زمین پر جو بیٹھا کسی طرح نہ اوٹھا ناچار ذبح کیا		جہانجوی را آن بد آمد بفال
بفرمود کش سر بریدند و یال	غمین گشت زان اشتر اسفندیار	گرفت آن زمان اشتر شوم خوار

لوگون نے عرض کی یہ شگون بد از حد ہی اور آپ کو چلنے کی کد ہی پند ناصح مشفق نہ سنا گوش
سے سر دہنا اور سیستان کے متصل جا پونہچا وہان سے بہمن کو پہلے روانہ کیا کہ رستم کو زال
استقبال کے واسطے لائے اسفندیار کے آنے کی خبر پونہچائے بہمن جلد رستم کے پاس جا پہنچا

رستم نے بہت تعظیم و تکریم کی اور بے اکراہ ہمراہ ہوا جس دم دریای ہیرمند کے کنارے پر پہنچے تو بہمن نے
پہلے آگے اسفندیار سے جہان پہلوان کی تعریف کی اپنی ملاقات کی توقیر اور مدارات کی شرح بیان کی
جب بہمن اسفندیار کے روبرو آیا تسلیم کو سر جھکایا اسفندیار نے گلے سے لگایا فردوسی

بهمن ز رخش اندر آمد فرود	پیاده شد و داد شه را درود	خنک شاه کو چون تو دارد پسر
ببالا و فرت بنازد پدر	همه سال بخت تو فیروز باد	سر تخت تو گیتی افروز باد
چو بشنید گفتارش اسفندیار	فرود آمد از بارهٔ نامدار	گو پیلتن را ببر در گرفت
بسی شاد شد آفرین برگرفت	خنک او که باشد ورا چون تو پشت	بود ایمن اندر روزگار درشت
سزاوار باشد ستودن ترا	یلان جهان خاک بودن ترا	پھر دونوں سوار ہوے رستم نے

کہا غریب خانے کو رشک گلستان کیجیے شبدیز کو اس طرف جولان کیجیے اسفندیار نے نہ مانا اپنے
خیمے میں لایا آنے کا قصہ گشتاسب کا آزردہ ہونا سب سنایا پھر کہا اگر تو قید اور بند پر راضی ہو تو
میں چون فقط باپ کو دکھا کے تجھے کھولدون اور جو انکار ہی تو مختار ہے اپنے گھر جا سر میدان
سمجھ لونگا جہان پہلوان نے کہا ایکبار اپنے باپ کی طرح میرا مہمان ہو پھر جو کچھ تو کہیگا بجا لاؤنگا
تیرے حکم سے سر نہ پھراونگا اسفندیار نے جواب دیا کہ میرا باپ اور قصد سے یہان آیا تھا میرا
عزم اور ہی جا کی تامل و غور ہے اوسکو خیال عیش شغل بادہ خواری کا تھا میرا دھیان تیری گرفتاری
کا ہی جب تیرا مہمان ہوا دعوت کا سامان ہوا پھر عداوت کا موقع وضع کے سراسر خلاف ہے

مجکو تیری قید و بند کی فکر ہی عزم مصاف ہی رستم نے کہا خیر مین نے باپ سے اسکا مشورہ کرلون تو
جواب دون اسفندیار نے کہا اچھا مگر دیر نلگانا جلد آنا بہمن نے زال سے یہ سب حال کہا فردوسی

تو گفتی کہ شاہ فریدون گرد	بزرگی و دانائی او را سپرد	دو سہ گر روز رستم نامدار پیش اسفندیار

آیا یہ وہی کلمات گرفتاری زبان پر لایا بہمن نے کہا آپ کو ایسی باتین میرے حق مین کہنا مناسب نہین
میرے حقوق بلاحظہ فرمائیے کہ مین نے کیسی کیسی کبھی جانفشانی کی جب آپکے باپ دادے نے سلطنت کیانی کی

نگہدار شاہان ایران منم	ہم آورد شیران و گردان منم	ز دشمن جہان پاک من کردہ ام
بسی رنج و تیمار من بردہ ام	ازین خواہش من مشو بدگمان	بدان خویش را برتر از آسمان

اس گفتگو سے اسفندیار آشفتہ خاطر ہوا مگر ضبط کر کے بائین سمت بیٹھنے کا اشارہ کیا جہان پہلوان نے کہا
کبھی کسی بادشاہ کے روبرو بجز دست راست مین نہین بیٹھا یہ کہکے موافق معمول بیٹھگیا یہ مقدمہ اونکے
زخم تازہ ہوا اسفندیار تجاہل عارفانہ کر کے پوچھنے لگا کہ مین نے سنا ہی زال دیو کی آل سے ہی سام نے
خوفناک مقام مین پہینک دیا تہا کہ طعمہ زاغ و زغن ہو لیکن کرے سمجھکے کسی نے نکہا یا سیمرغ اوٹھا لایا
جو مردار وہ پاتا اوسکا بچہ کو بھی کہاتا تہا پس خوردہ اونکا یہ پاتا تہا آخر کار لوگون کے کہنے
سے سام وہان سے لے آیا ہمارے باپ دادا کی بدولت جوان ہوا مردار خوری کر کے پہلوان ہوا فردوسی

خجستہ نژاد کان شاہان من	پناہ من و نیک خواہان من	ورا بر کشیدند و دادند چیز
فراوان برین سال بگذشت نیز	ببردند بر چرخ گردون سرش	چو بر شاخ شد رستم اندر برش

ان باتون سے جہان پہلوان کو غصہ آیا گڑ کے کلمات سخت و درشت زبان پر لایا فردوسی

بدو گفت رستم که آرام گیر	چه گوئی سخنهای نا دلپذیر	تو آن گو که از پادشاهان سزا
که شاهان نگویند جز حرف راست		تو ابہی طفل ناتجربہ کار حرف و سوال ہی شاہزادون کے خلاف تیرا جواب

سوال ہی ان باتون سے ہم کب برا مانتے ہین تیرے باپ دادا ہمکو خوب جانتے ہین کہ زال سام والا مقام کا پوتا ہی اور وہ جہان پہلوان نریمان کا خلف مشہور ہی اور نریمان کا سلسلہ ہوشنگ سے ملتا ہی بارہا تخت و تاج مجکو دیا مین نلیا ورنہ گشتاسپ کو تخت نہ ملتا اور ان کی طرف کا سر رشتہ ضحاک سے ہی مین نجیب الطرفین دونون جانب سے شاہزادہ ہون تو ایک اجاسپ کو مارکے شیخی بگہارتا ہی مین افراسیاب کو مار اجسکا شغل توران مین تہا شاہ ہاماوران سے کیا کیا خاقان چین کو ہاتہی سے کہینچ لیا کاوس کو ایک بار مازندران سے دو سرے مرتبے شاہ ہاماوران سے چہرایا دیو سفید اور اکوان کو تن تنہا خاک مین ملایا فردوسی

زمین را همه سر بگشته ام	بسے شاه و بس دیو را کشته ام	تو اندر زمانه رسیدی نوی
اگر چند با فرّ کیخسروی	تن خویشتن بینی اندر جهان	نه آگه ایکار آگهان

اسفندیار نے کہا مین نرم گفتگو کرتا ہون تو جواب سخت دیتا ہی اگر گوشہ کلاہ تیرا آسمان پر پہنچا ہی اگر ہمارا ہمی سنا ہی ہفتخوان ہمارا تہا جہان بشر کا گذار انتہا اور روئین دژ کے روبرو قلعہ مازندران کا بیان ایک طرح کی داستان ہی پہلتن نے کہا واہ بارہ ہزار سوار مددگار لیکے ہفتخوان مین تو گیا خوب نام روشن کیا فردوسی

مرا یاور هفتخوان رخش بود	همان تیغ تیزم جهانبخش بود	تو دو اپنی بہنین آدمیون سے چہرا لین ہین

مین نے دیوون کی بستیان اوجاڑ کی خاک مین ملائین کاؤس کو بند گران سے چھڑا کے ایران کیا یا
سلطنت کا سامان کہا یا اگر تو میرے ہفتخوان مین بارہ ہزار جوان کیا چو بیس ہزار لیکے جاتا زندہ نا آتا
اور یہہ بھی یاد ہی کہ جب کیخسرو نے تیرے دادا کے سر پر تاج رکہا کوئی سپہسالار نامدار راضی نتہا سب
کہتے تہے کہ فریبرز تیرا دلبند موجود ہی سلطنت اوسکو دے جب مین اور زال نے سبکو منع کیا
سمجھایا اوسدم تخت نصیب ہوا تاج میسر آیا میرے حقوق سب سے زیادہ تیرے باپ کے ذمے ہین اوسکا
عوض یہی کہ تو باندہکے مجکو لیچلے میرے کان ان باتون کے آشنا نہین کسی بادشاہ نے سخت کلمہ ہمکو کہا نہین

چہ نازی بہ این تاج لہراسپی | باین تازہ آئین گشتاسپی
کہ گوید کہ رو دست رستم ببند | نبندد مرا دست چرخ بلند

ایکبار سخن درشت کاؤس نے مجکو کہا تہا جواب مین جو میری زبان سے نکلا
کسی شہریار نے کبھی کان سے نسنا تہا ہزارہا پہلوان نامی گردان گرامی حاضر تہے کسی کی جرات نہوئی
جو مجکو جواب دیتا آخر کار سلطان عالی تبار نے عذر کیا منت کی لجاجت کی جب مین نے اطاعت
کی تیری یہ بیہودہ باتین انسانیت کی راہ سے سنتا ہون دل مین ہنستا ہون پہر اسفندیار نے اوس
نامدار کا ہاتہ پکڑ کے زور کیا رستم متعجب ہوکے تال گیا ہنسنے لگا کہا مجکو نا زیبا ہی کہ اپنا زور دکھاؤن
سر دست آزار پہنچاؤن اسفندیار نے کہا آج تو میرا مہمان ہی شراب پی کہانا کہا گہر چلا جا کل
سر میدان وہ سامان ہوگا کہ تجکو باندہکے لیجاؤنگا گشتاسب کو دکہاؤنگا فردوسی

بخندید رستم ز اسفندیار | بدو گفت سیری ز رین کارزار
بجا دیدہ جنگ جنگ آوران

کجا یافتی خلعت گرز گران
چو فردا برایم بدشت نبرد
گرفته تنبر و یک زال ارست
کشایم در گنج بر خواسته
بہ ایران درارم کلاه ترا
چو تو شاه باشی و من پہلوان

ہمی تو ای شیرخ اسفندیا
تا آورد مردان چو مراه نبرد
نشانمت بر نامور تخت عاج
نہم پیش تو یکسر آراسته
ازان پس ببندم کمر بر میان
بجز تو نباشد شہی در جہان

گرامیدن و کوشش کارزار
ترکوہہ در اغوش بر دوار
نہم بر سرت بر دل افروز تاج
دہم بے نیازی سپاه ترا
چنان چون ببستم بہ پیش کیان
اسفندیار نے جواب تاکی یہ

لاف وگزاف دہر ہوگئے اودہر آگے کہا لیں کل تو ہوگا میں ہونگا دیکہو کسطرح باندہکے لیجاونگا
پہر خاصہ طلب ہوا جو طبق سامنے آیا تہمتن کا نوالہ تہا شراب کا کاسہ گویا پیالہ تہا کہانے کے
بعد پہر وہی گفتگو اسفندیار کی زبان پر آئی کہا اگر تجکو نہ لے جاونگا گشتاسب کہے گا کہ رستم
کے گہر گیا اور لڑنے سے آخر ڈر گیا تہمتن نے جواب دیا کہ میں نے تہا دیونکو مارا افراسیابکا
خانہ خراب کیا تو جنگ نادیدہ خرد سال ہی تجہے خوف کیا مگر بدنامی کا خیال ہی فردوسی

اگر کشته گردی زمن در نبرد
شود تیره شاهان مرا روی زرد
همان نام من نیز بیدین کنند
بمن در پس مرگ نفرین کنند

اور تیرا باپ مرد پیر دام حرص میں اسیر ہی وہ چاہتا ہی کہ تو میرے
ہاتہ سے مارا جاوے کچہ دنوں اور سلطنت کے مزے اوڑاوے یہ خیال محال دلسے نکال کتابوں کو
مصیبت میں نڈال یہ کہکے رخش پر سوار ہوا گہر آیا زال سے یہ حال کہا کہ صبح کو مجبور اسفندیار

اسفندیار کا مقابلہ ہی زال نے کہا مصلحت نہین رستم نے کہا جہان تک عذر کیا اوسنے نہ مانا مجکو
کمزور جانا قصہ دم سحر زال نامور اوٹھا اسباب حرب اپنے ہاتہ سے تہمتن کے جسم پر سجا اور
کہا افسوس ہی کہ اگر اسفندیار تیرے ہاتہ سے مارا گیا جہان مین اعتبار نرہے گا تمام عالم بادشاہ کش
کہے گا اور خدانخواستہ تجکو مار لیا تو سیستان بیچراغ ہوگا رستم نے کہا مصیبت مین نالہ و فریاد کرنا
معیوب ہی پروردگار کو یاد کرنا خوب ہی فردوسی | | چو من تیغ ہندی بگیرم بدست

سر پہلوان را بگیرم ز شست | | اگر عزم بالجزم ہی کہ سر معرکہ اوسکو زندہ گرفتار کرکے لاؤن تجکو دکہاؤن

بخندید از گفتار زال زر | | زمانے بہ اندیشہ بفشرد سر | | بدو گفت زال ای پسر این سخن

نگوئی بہ پیش سر جدا کن ز تن | | لڑنا اسفندیار کا پہلے تن نامدار سے اور زخمی کرنا

تیر انداز سے سیمرغ کا آنا چوب گز بتانا اسفندیار کا ہدف سہام اجل ہوجانا

غرضکہ رستم دستان نے جوشن و خفتان پہنا ہتیار لگائے جیسے نہنگ بحر و عما دریائی آہن مین غوطہ
لگاکر نکل آئے باہر آیا رخش پر برگستوان ڈالکے سوار ہوا لشکر بہی طیار ہوا زال نے زوارہ کو سر لشکر
کرکے کہا تہمتن سے خبردار رہنا گہڑی گہڑی مین جان نثار رہنا اور آپ مناجات روبروی قاضی الحاجات

بہر کہو لگے کرنے لگا سہ | | چنین گفت کای داور کامگار | | بگردان زما این بد روزگار

پشوتن نے جو رستم کی آمد دیکہی اسفندیار سے کہا کہ بعزم صلح یہ تنہا آتا ہی اسکو دلاسا دیکے ہمراہ لیجیے چلے
اسفندیار نے جواب دیا وہ مسلح بر سے بہور آتا ہی میرے ہتیار کیون نہین لاتا ہی اسکو غصہ آیا جلدی سے پہنایا

دلت خیره بینم سرت پر ستیز دلم زین ستیز تو شد ریز ریز
دو جنگی و دو شیر و دو مرد دلیر ندانم که پشت که آید بزیر

الغرض ادھر سے اسفندیار بڑھا ادھر سے رستم نامدار آیا مقابلہ ہوا

نهادند پیمان دو جنگی که کس نباشد درین جنگ فریادرس
چو نیزه فراوان برآویختند همی جوی خون فرو ریختند
ز نیزه سنانها بهم برشکست بشمشیر بردند ناچار دست
ز نیروی گردان و زخم سران شکسته شدان تیغهای گران
اسکے بعد گرز گران دونوں پہلوان لیکے
چو شیر ژیان برهم آشوفتند همی بر سر یکدگر کوفتند
گرفتند از آن پس دوال کمر دو اسپ تکاور عنان او دو سر
همی زور کرد این آن آن بر این نجنبید یک مرد از پشت زین

جس دم نیزہ بازی کرنے لگے اور برچھے مثل مار پیچان باہم لپٹے سنانیں شرربار تھیں صاعقہ کردار تھیں جب نیزین کہر سکے تھے تو بجلی کی طرح پھرتے تھے دیکھنے والے جب نگاہ کرتے تھے واہ واہ کرتے تھے جس دم نیزون کے بند بند جدا ہوئے تلوارین کھینچکے جیسے بجلی سی دونون لشکر کی آنکھین چمک جاتی تھی آتی جاتی چوٹ نظر نہ آتی تھی جو ایک نے خالی دی تو دوسرے نے سپر کی عجب چستی و چالاکی سے لڑتے تھے کہ اثر تازپروردہ تلوار کی چمک سے گر پڑتے تھے جب تلوارون نے دانت نکالے اور ڈھال میں کمال ہی دونون نے ایکبار تلوار پھینک دی پھر گرز گران سنگ لیکے دونون مستعد جنگ کے دھا دھم چلانے لگے دشت نبرد کو ہلانے لگے اسد چرخ باختہ ہوش تھا گاؤ زمین کو خواب خور فراموش تھا زمین جابجا شق ہوگئی پانی نظر آتا تھا کم جراتون کا ہول سے جی ڈوبا جاتا تھا ہر ضرب سے میں دست شکستہ ہوتے تھے

ست ہاتہی ہوشیاری سے بہاگ جاتے تہے * کف اندر دہان شان شدہ خون و خاک * ہمہ
درع و برگستوان گشتہ چاک * پسینے کے پرنالے تہے تشت مین ہر جا پانی سکے تہارتے تہے آخرکار
وہ سرگروہ انجمن دونون پلٹن ست ہوکے جدا ہوئے زمین و آسمان ہلتے تہے اس شوکت سے ٹہلتے تہے
زوارہ کو تاب نہ آئی فوج بڑہائی اور دوسرے شاپور اسفندیار کا بیٹا نکلا الوای نام رستم کا شاگرد تہا اور

سامنا کیا نوشاذر نے مار لیا
یکے گرز پولاذ زد بر سرش
سپہ را ہمہ روز برگشتہ شد

زوارہ برانگیخت از اسپ گرد
بخاک اندر آمد ہم اسپ و کش

زتندی بہ نوشاذر آواز کرد
چو نوشاذر نامور کشتہ شد

مہر نوش دو سرا اسفندیار کا یادگار نکلا فرامرز اوسکو مارا بہمن خاک بسر

پشیمن پدر آیا کہا دو بیٹے تیرے رستم کے لوگون نے مار ڈالے ایرانیون کے پاؤن میدان سے
اکھڑگئے اسفندیار غصے سے جل گیا چہرے کا رنگ بدل گیا فرمود

برستم چنین گفت کای بدنشان
ستودہ نباشند در انجمن
بجان و سر شاہ سوگند خورد
کسی کو چنین کرد نستودہ ام
فرامرز را نیز بستہ دو دست

چنین ست پیمان گردنکشان
ندانی کہ مردان پیمان شکن
چو بشنید رستم غمین گشت سخت
بلرزید بر سان برگ درخت
بخورشید و شمشیر خود و دست برد
کہ من جنگ ہرگز نفرمودہ ام
ببندم دو دست برادر کنون
کہ او بود شان دیدی رہنمون
بیارم بر شاہ آتش پرست

اسفندیار نے کہا اس سے کیا فائدہ تو میرے سامنے آ انکا بدلا تجہسے لون

شکوہ و نشان شاد دون ٹہکیے تیر و کمان شاہزادہ ایران نے سنبہالا رستم نے بہی جاچی کمان کو نکالا

زاغ کمان کو شست سے چلایا قاصد تیر سر بسر پیام اجل لایا جو تیر اسفندیار لگاتا تھا پار ہوتا تھا جسم
پیلتن کا فگار ہوتا تھا وہ تیر تہمتن کی کمان کا جو سپر چرخ توڑتا تھا وہ اسفندیار کے بدن پر اوچٹ جاتا تھا
منہ موڑتا تھا غرضکہ آفتاب جب غروب ہونے پر آیا اسفندیار نے رستم کو پردار بنایا مجبور تہمتن نے کہا آج
شام ہی ہنگام راحت و آرام ہی صبح کو پھر یہی سامان ہی گو یہی میدان ہوگا اسفندیار نے قبول کیا اپنے
لشکر کی طرف پھرا بیٹوں کی لاش پر بادل پاش پاش آیا خاک کو اوڑایا اونکا تابوت گشتاسپ کے پاس
بھیجا کہا آج تو یہ حال ہوا دم سحر دیکھیے کیا ہو کسکی بقا ہی کون لقمہ دہن قضا ہو پھر پشوتن سے کہا رستم کی

سرشت فولاد او پتھر سے ہی | خداوند او را چنان آفرید | بدو آفرین کین جہان آفرید

کسی حربے میں اوس سے میں نہ آیا لیکن اکثر میرے تیر پار ہو دوسار ہو معاذ اللہ اگر اس رات کو
بچ جائے گا تو صبح کو ہنگامہ رستخیز نظر آئے گا ادھر رستم جو پھر کر زال کے پاس پہنچا عجیب حال تھا تمام جسم
مشبک نمونہ غربال تھا تہمتن نے کہا بابا دیو و جن اکیلا اٹھائے اور طاقت کسی کے بدن کی ایسی حالت نہیں دیکھی
تیر میرا جگر کوہ کے پار ہوتا ہی سندان کا سینہ فگار ہوتا ہی ایک کا گزر ہوا نہ خبر ہوا اب مرنے کے سوا
چارہ نہیں مقابلے کا یارا نہیں زال نے کہا بر زور غور ہی میں ہی اتنی مہلت کہاں جو وہاں سے آکر سیمرغ کو
بلاتا ہوں تیرا حال کہتا ہوں یہ کہکے بلندی پر جاکر پر سیمرغ مجمر سوزان میں رکھا دفعتہ وہ موجود ہوا فردوسی

چو سیمرغ را دید زال از فراز | ستودش فراوان و بردش نماز | بدو گفت سیمرغ شاہا چہ بود
کہ آمد بدین سان نیازت بدود | بدو گفت کاین بد بدشمن مباد | کہ بر من رسید از بد بد نژاد

تن رستم شیر دل خستہ شد | ز پہلویش پیکان بستہ شد | سیمرغ نے تسکین کی تسلی دی پہر

کے بدن سے تیر باہستگی نکالے اور پر اپنے اوسپر ملے وہ چنگے بہلے ہو گئے گہوڑا فرحت سے ہنہنایا سب
تعجب آیا پہر رستم نے جو بہت زخم دکہائے سیمرغ کے انسو بہر آئے ہر زخم سے پیکان اپنی چونچ سے بصد
عنوان کہینچے کہ رستم کو خبر نہوئی پر ونکو اوپر مس کیا اسی مرہم پر بس کیا لب زخم بسان مشتاق
ہجر دیدہ باہم چسپیدہ ہو گئے پہلتن نے دو دن سے فرصت پائی کچہ غذا کہلائی رخش پر سوار کیا صحرا کو
لے چلا دریا سے پار اپنے اوپر سوار کر کے لے گیا نیستان نظر آیا اوسمین درخت گز دکہایا کہا اوسکا
دو شاخہ توڑ کے تیر بنا پیکان لگا اسفندیار کی آنکہ کو نشانہ کر اجل کے تیر کو روانہ کر رستم نے اوسکو
کاٹا پہر سیمرغ اوڑ کے مکان پر لایا او زال سے رخصت ہو کے اپنے آشیانے میں آیا جہان پہلوان
نے اوسی دم اوسکو سیدہا تراشا کیا دو پیکان آبدار قطرہ سیماب وار جڑ کے ترکش میں رکہا
اسمین سیمرغ زرین بفر و تمکین آشیانہ ستروی نکلا تہمتن نے اسباب حرب و جنگ چست
بدن پر آراستہ کیا سر بالین خفتہ بخت اسفندیار آیا خواب غفلت سے جگایا اوسنے پشوتن
سے آنکہ کہول کے کہا تجہو دیکہتا کہ رستم کا جسم صحیح ہی یا جہار ہی ران کے نیچے رخش ہی یا کہیں
اور گہوڑے پر سوار ہی پشوتن جو آیا نہ پٹی نظر پڑی نہ مرہم نظر آیا تندرست بشاش رخش پر سوار
وہ نامدار تہا اتنے میں اسفندیار جلد مسلح ہو کے روبرو ہوا کہا میں سمجہا کہ زال فن سحر میں
بیمثال ہی بزور سحر تجکو اچہا کیا اچہا کہا آج زندہ تو بچنے نہ پائے گا جادو کا مزا نکل آئے گا

جہان پہلوان نے کہا ابھی جوانی پر رحم کر اس خیال سے درگذر اپنی جان بد سے مجکو بدنام خاص و عام نکر ۵

هزارت دهم گوهر شاهوار | هزارت دهم تاج گوهر نگار | هزارت کنیزک دهم نوش لب

که باشند پیش تو روز و شب | وزان پس بپایت پرستار روش | روم تا به پیش شه کینه کش

جز از بند بر من ترا نیست دست | ببخشای ای شاه یزدان پرست | تخت و تاج کی ہوس میں کیون

ابھی حیات باقی ہی اپنا خون ناحق اپنی گردن پر لیتا ہی تو مارا جائیگا گشتاسب کا مطلب بر آئیگا اسفندیار نے کہا

بیاویز با کوشش کارزار | ببینیم دیگرگونه پاسخ مپار | یہ کہکے تیر و کمان ہاتھ مین لیا مجبور

رستم نے کھینچی وہی تیر وابستہ تقدیر اور کمان جسکے گوشے مین اجل اسکی دامنگیر تھی اوٹھا کے سوی آسمان دیکھا پھر کہا ای آسمان و آفتاب تو گواہ ہی کہ یہ فرد بیقدار بیگناہ ہی جہان تک عذر کی حد تھی ہو چکا [illegible] کیا یہ جاہل مرگ رسیدہ کسی طرح نہین مانتا کہ دفعتہ فردوسی

[illegible] رستم [illegible] | چنان گز کمان جوانان سزد | تهمتن گز اندر کمان کرد زود

بر آنسان که سیمرغ فرموده بود | بزد تیر بر چشم اسفندیار | سیه شد جهان پیش آن نامدار

نگون شد سر شاه آتش پرست | بیفتاد چاچی کمانش ز دست | سر پر تیر کھا کے بیہوش ہو گیا

[illegible] | چنین گفت رستم به اسفندیار | که ای تیغ زن پهلوان نامدار

بخوردم صد و شصت تیر خدنگ | نیفتادم از زور در روز جنگ | بخوردی یکی چوبه تیر گزین

نهادی تو سر را [illegible] زمین | هم اکنون بخاک اندر آرم سرت | بسوزد هم دل مهربان مادرت

تو آنی که گفتند رویین تنی | بلند آسمان بر زمین برزنی | زگفتار رستم دل بهمتن

بپیچید چون مار بر خویشتن | چنین داد پاسخ که گردان سپهر | ازینگونه بسیار ورزد چهر

جهان یادگار است ازین صدهزار | فلک را نخستین همینست کار | یہ کہکے غش ہوگیا پھر جواب

ندیا جہان پہلوان نے نعرہ کیا جگر چرخ کو پارہ کیا اور دو گھڑی لیٹ گیا پشوتن کا کلیجا پھٹ گیا فوج نے گریبان چاک کیا بہمن نے منہ سوی افلاک کیا زال کو خبر ہوئی پہلے تو شکر کا سجدہ بجا لایا پھر اسفندیار کے پاس بدحواس عذر کو آیا اوسنے کہا تقدیر آسمانی اور تدبیر ظل سبحانی یہی تہی کہ رستم کے ہاتہ سے میری جان جاوے وہ سلطنت کا لطف اوٹھائے لیکن بہمن کو اسکے عوض کے واسطے تمکو سونپتا ہون اسکو تخت و تاج کا مالک کرنا رستم نے قبول کیا پھر پشوتن سے کہا اب جو دم ہی دم اخیر ہی بیکار تدبیر ہی تو جب ایران پہنچے گشتاسپ سے کہنا میری قضا رستم کے تیر سے تہی مگر تیری تدبیر سے تہی مرگ بہت جلد تو آئی تیری مراد بر آئی جس دم ہنگامہ محشر ہوگا میرا تیرا فیصلہ پیش داور ہوگا فردوسی

کنون در جهان یافتی کام دل | بیاسای بنشین بآرام دل | میان من و تو در آن داوری

کند داور داوران داوری | اور میری نعش کو بہت سجانا کہ بہرے ماتم میں نالہ و فریاد کرنا نہ ہنسوانا

قضا سے کیا چارہ ہی لیکن یہ سمجھ لینا کہ پدر مہربان نے دغا سے مارا ہی | بگفت این و برزد یکی تیز دم

که بر من ز گشتاسب آمد ستم | همان دم برفت از تنش جان پاک | تنش خسته افگند بر تیره خاک

پشوتن نے اوسکی لاش صندوق زرنگار میں رکہی رخت بدن سے سیاہ کیا بہت حال تباہ کیا

یہ تو ایران کو چلے بہمن کو رستم و زال سیستان مین لیگئے زوارہ نے کہا اچھی کشتن بچہ پیشکش کا ہے شستن
خاک سے دیدہ اپنا شستن ست پشوتن نے کہا وصیت کا بجا لانا خوش ہمتون کا دستور ہی ورنہ ہوگا جو خدا کو
منظور ہی جسد مرحوم اسفندیار کی لاش گشتاسپ کو نظر آئی چھاتی بھر آئی کلیجے مین پھانس سی کھٹکی کلاہ شاہی
دے پٹکی کتایون چلکر پکارا بہنین اوسکی دیوانہ وار یہ کلمے کہنے لگین **فردوسی** نہ سیمرغ کشتش نہ رستم نہ زال
تو کشتی مر اورا چو کشتی منال ترا شرم باید ز ریش سفید کہ فرزند کشتی ز بہر امید ایک جہان کی نفرین گشتاسپ
حزین سنتا تھا جواب نہ پاتا تھا سر دھنتا تھا رو پیٹ کے آخر کار سب نے دخمے مین خاک کو سونپا یہان سیستان مین بہمن
کی حکمرانی زور و طاقت کی دہوم مچی کہ سب کام مین بے مثل لاثانی ہی زور و شور عالم جوانی ہی یہ خبر سنکر گشتاسپ نے

بلایا تاج خسروی اوسکے سر پر رکہا حکومت سے ہاتہ اوٹھایا مدد کو سیاستخانہ آفت خیز نمو نشو یعنی قتل
رستم جہان پہلوان بکید شغاد بد نہاد سے اور شراکت شاہ کابل کی حرکت
جنگلی سے پلتن کا کنوئین مین گرنا پھر انتقام اپنا آپ لیکے جان دے دینا

بلبل گلزار طوس شاعر شیرین بیان فردوسی سخن سنج محرر داستان لکھتا ہی کہ آزاد فرنام سرو عالی قد
پسندیدہ خاص و عام کہن سال ستودہ خصال تھا اور نسب اپنا سام نریمان سے ملاتا تھا اکثر قصص شاہان
ایران حکایات رستم دستان زبان پر لاتا تھا ماجرای گذشتہ اونکا سناتا تھا اوسنے شغاد کا
حال جہان پہلوان کا مرنا خانہ برباد ہی زال اس طرح بیان کی کہ ایک جاریہ زال کے تصرف مین تہی
وہ حاملہ ہوئی لڑکا جو پیدا ہوا زال نے نام اوس بد نہاد کا شغاد کہا اور طالع شناسون سے اوسکا حال اور

زال پوچھا اونھون نے بغور تامل بیان کیا کہ یہ گمراہ خاندان سام و نریمان تباہ کریگا شعر

ہمہ سیستان زو شود پر خروش ہمہ شہر ایران در آید بجوش زال یہ خبر سنکے سخت وحشتناک

ہوا مگر فرط الفت سے پرورش کرتا رہا جب جوان ہوا شاہ کابل کی بیٹی سے منسوب کردیا شادی

کا اسلوب کردیا زال کو تو اوس سے محبت تھی الا رستم کو خود بخود نفرت تھی کہ باوجود ایسی قرابت

کے شاہ کابل سے خراج لیتا تھا فرمانبرداروں کی طرز سے رہنے دیتا تھا ایک بار خود کابل گیا

زر مقرری سے کچھ زیادہ لیا شغاد کو غصہ ہوا کہا افسوس رستم کو مطلق میرا پاس اور خیال نہین

اوسکی نظر مین ہین کچھ مال نہین اس فکر مین ہوا کہ تہمتن کو ہلاک کرے حکومت کا قصہ پاک کرے

شاہ کابل نے اس قصد کی تدبیر پوچھی اوسنے کہا باسباب ظاہر تجھسے آزردہ ہو کے اوسکے پاس

جاؤنگا تیری شکایت زبان پر لاؤنگا یقین ہی کہ وہ طیش کھا کے میری حمایت کو کابل

مین آئے راہ مین کنوئین کھدوا رکہ اوس مین خنجر نامی آبدار تلوارین جو جسم کے پار ہون اور نیزہ

تیر ایسی تدبیر سے اوسمین ہون کہ گرتے ہی بدن پاش پاش ہو مرہم کے بدلے کفن کی تلاش ہو

سلطان غدار نے یہ حیلہ پسند کیا ایکدن دربار عام مین جنگ زرگری کی وہ گیا دبالی فسا شغاد

پیلتن کے پاس آیا بصد گریہ و زاری حکایت اپنی ذلت اور خواری کی زبان پر لایا تہمتن بمجبوری

اوسکا کید اور فتور نہ سمجھا شفقت کی راہ سے دلاسا دیا تسلی کی کہا خاطر جمع

رکھ ان شاء اللہ تعالی وہان چلکے اوسکا خانمان تباہ کرونگا تجھکو کابل کا بادشاہ کرونگا

کچھ دن کے بعد تہمتن بعزم کابل سوار ہوا ہمراہ ناہنجار ہوا جب قریب پونہچا حاکم کابل پیادہ پا بدست بستہ استقبال کو آیا عذر بحساب بیحد کر سر جھکایا عرض کی میری غلطی اور قصور سے معاف ہو طبیعت میری طرف سے صاف ہو لمن سے ریاست اور مروتکو کام کیا خطا عفو کی تسکین دہی آبرو بخشی فردوسی

بنفر ود آن پایگاہ ورا	بنجشید رستم گناہ ورا

اوسنے دہوم سے ضیافت کی زر و جواہر بہت سا پیشکش کیا برپا قیامت کی ایکروز رستم سے کہا اس دشت مین شکار لا انتہا ہی صحرا پر فضا ہی لطف نسیم کیفیت صبا ہی اسکو صید و شکار کا ذوق تہا بیابان گردی صحرا نوردی کا شوق تہا سوار ہوا اوسی راہ سے وہ گمراہ چلا جدہر کنوئین تہے رستم بہی چاہ سے ساتہ ہوا دفعۃً رخش رک گیا زمین کی طرف جہک گیا خاک کی بو سونگہنے لگا رستم نے تڑ لگائی اس چہیڑ سے بہی نہ بڑہا خفا ہو کے کوڑا مارا

اذا جاء القدر عمی البصر	یکی تازیانہ برآورد نرم	بزد تنگدل رخش را گرم
کہوڑا جا کے کنوئین مین گر پڑا	دو پایش فروشد بآن چاہ بر	نہ بدراہ آویزش و راہ بر
دران چاہ با حربہ و تیغ تیز	نہ بد جای مردی و راہ گریز	بدرید پہلوی رخش سترگ
بروبال آن پہلوان بزرگ		

جب تڑپکر رخش کنوئین سے نکلتا تہا دو سہ مین گرتا تہا اسطرح ساتہ کنوئین سے نکلے تمام جسم زخمون سے چور ہوا گہوڑے کا بدن اور اوس جری کا تن جراحت کی کثرت سے خانہ زنبور ہوا رستم سمجہا کہ یہ معاملہ شغاد اور شاہ کابل بدنہاد کا ہی حاکم بانی فساد نالہ و فریاد کرنے لگا کہ افسوس تہمتن ہمارے شہر مین ضائع ہوا جلد نوشدارو لا رستم کو کہلا تہمتن

تہمتن نے کہا تجھکو جیسون ہی تو بھی ظرفہ سمجھون ہی نوشدارو پاسر پار یہان اجل مدنظر ہی قصہ مختصر

بہت سے شاہ شہریار میری رو بہ | بر فتند و ما دیرتر ماندہ ایم | چو شیر ژیان بر گذر ماندہ ایم

فرامرز پور جہان بین من | بیاید بخواہد ز تو کین من | پھر شغاد سے کہا میری اجل اب سر [illegible]

سے بچتی تیرا قصور کیا ہی لیکن دو چار گھڑی بندہ ہوں کمان میری چڑہا دے کہ دو دام سے مجھکو گزند نہ پہونچے

شغاد اندران چرخ را برکشید | بزہ کرد و یکبار اندر کشید | بجنبید و پیش تہمتن نہاد

بمرگ برادر ہمی بود شاد | تہمتن بسختی کمان برگرفت | بران خستگی تیر اندر گرفت

برادر ز تیرش بترسید سخت | بیامد سپر کرد پشت درخت | میانش تہی بود و برگش بجای

نہان شد پسش مرد ناپاک رای | چو رستم چنان دید بفراخت دست | چنان خستہ از تیر بگشاد شست

بہنگام رفتن دلش برفروخت | درخت و برادر بہم بر بدوخت | شغاد از پس زخم او آہ کرد

تہمتن برو درد کوتاہ کرد | چنین گفت رستم کہ یزدان سپاس | کہ بودم ہمہ سالہ یزدان شناس

ازان پس کہ جانم رسید بلب | برین کین من تا گذشتہ نہ شب | مرا زور دادی کہ از مرگ پیش

ازین بیوفا خواستم کین خویش

جب شغاد کو مارا شکر پروردگار کا بجالایا کہ مین نے انتقام اپنا لیا

دو سر بریدہ دشمن کو مار اسرای فنا سے سدہار افسردہ سے | بگفت این و جانش بر آمد ز تن

بزاری و گریان شدند انجمن | ہزار و صد و سیزدہ سالہ گرد | جہانرا ندید و جہانش بخورد

یہ خبر سیستان میں پہونچی زال نے اپنا برا حال کیا فرامرز جا لاشین باپ چچا کی اوٹھا لایا سیستان میں دفن کیا

پھر حاکم کابل کو زندہ گرفتار کیا بہت ذلیل و خوار کیا سیستان مین لایا تن و سر جدا جدا اسکو دکھایا

قول محرران تاریخ عجم رستم کے حسب و نسب مین جو انھون نے بر قرطاس خامہ راست رقم

سے کیا ہی مورخان عجم نسابان شیرین رقم نے حال رستم حوالہ قلم اسطرح کیا ہی کہ نسب اوسکا جمشید
ملتا ہی تعریف اور توصیف کی احتیاج نہین کالشمس فی النہار آشکار ہی دوستی مہلت کلی کید شغاد
سے جان دی قول رستم کل شئی علیہ النفقۃ من الاموال الا الحرب فان النفقۃ علیہا من النفوس ہی
یعنی جو حادثہ پیش آوے وہ مال کے صرف سے دفع ہوتی ہی الا لڑائی کہ اسمین فقط جان کا صرف ہی باقی علی ہذا

دل برین گنبد گردندہ منہ کین دولاب	آسیائیست کہ بر خون عزیزان گردد

یہ نکتہ بھی اوسیکا ہی ان المولیٰ اذا کلف العبد مالا طاقۃ لہ بہ فقد اقام عذرہ فی المخالفۃ
یعنی جو آقا اپنے غلام سے وہ کام چاہے جو اوسکی قدرت مین نہو گویا عذر ٹھہرا دیا اوسکے نماننے کو فرد

یکی کار و زر و یکی گرز دار	سزاوار ہر یک پدیدست کار	چو این کار آن جوید آن کار این
سر سریر آشوب گردد زمین	الا ہمارا شہریار عالی طبع والا مقدار کہ مہر منیر باین جلا و تنویر	

صفای ضمیر آفتاب تاثیر کے روبرو بسان سایہ سیاہ ہی اسکو نمود ظاہری تکلفات دنیا سے بالکل
استغنا ہی خدا گواہ ہی کس واسطے کہ خاطر خطیر اوسکی جام جہان نما ہی دولت و اقبال ہی اور
فر و شوکت و دولت و حشمت تا بابد لم یزل لا یزال لا زوال ہی اسرار قضا اور راز پوشیدہ قدر آئینہ دل
بلا کدر جو ہی اوسمین نظر آتا ہی اور کیسا ہی امر خطیر مشکل ہو سہلا ہویدا ہو جاتا ہی نظم

و صبح به پیش چشم تو امکان جاودان ثبات	آسمان نیز در عزم تو دشوار گذار — رای تو از ورای قباهای آسمان
تکرار کرده دفتر اسرار روزگار	الٰہی تا بقای دورہ لیل و نہار و گردش سپہر زنگاری اریکہ دولت

تخت سلطنت پر یہ سلطان عالی مکان مثل خورشید درخشان کے تخت حکومت ایکجہان پر رہے

ذکر بہمن بن اسفندیار کا گشتاسپ کا سلطنت دینے کو شہ لینا عراق و سیستان

شمشیر خانی میں تحریر ہی کہ جب گشتاسپ پیر ہوا عارضہ شیخوخت بلاہی کہولت میں اسیر ہوا سمجھا کہ اسفندیار کو بے صدور خطا رستم کے ہاتہ سے دانستہ قتل کروایا یہ سلطنت اوسکے بیٹے کو دیجیے بقیہ زندگی معبود کی بندگی میں بسر کیجیے ایک سو بیس برس جہانبانی حکمرانی کی بیکار ہوکے پوتے کو سونپی بہمن تخت پر جلوہ گر ہوا ایک عالم اوسکی بخشش سے بہرہ ور ہوا ایک روز خاص و عام کو جمع کرکے کہا کیخسرو نے سیاوش کا انتقام افراسیاب سے کس دہوم دہام کے ساتہ لیا فرامرز رستم نے عوض میں کابل کے حاکم سے کیا کیا شہر تک خراب کردیا ہل چل گئے مکانونکے نقشے بدل گئے میں بہی رستم کی اولاد برباد کرونگا اسفندیار کا بدلا لونگا یہ کہکے لاکہ سوار خونخوار لیکے سیستان میں آیا زال نے ہرچند منت و زاری بہت کی بہمن نے ایک بات نہ سنی اوسکو قید کیا فرامرز سے لڑائی ہوئی رستم کے گہر کی صفائی ہوئی تین رات دن آتش افروزی خدنگ و سنان سے دلدوزی رہی قسمت برگشتہ تہی چوتہے دن باد مخالف چلی سپاہ کابل و زابل کی آنکہ خیرہ ہونے لگی دنیا پیش نظر تیرہ ہونے لگی مجبور و ناچار فرامرز نامدار نے وہ جرات کی کہ رستم کی لڑائی سبکو یاد آگئی فوج تو بہاگ چکی تہی ایرانیون کی قسمت

جا لگی جہی تہی کہان بلکہ وہ تنہا سوار کجا انبوہ ہزار در ہزار گہوڑا بہی زخمی ہو گیا زغہ اعدا مین گہر گیا جسم سے
کثرت جراحت کے باعث سب خون بہہ گیا وہ جیسی سکتے کے عالم مین ہوی فلک دیکہکے رہگیا لوگون نے گرفتار کیا
بہمن نے زندہ سپرد دار کیا پہر پیچہے کردار سے منفعل ہوا اس حرکت بیجا سے خجل ہوا زال کو قید سے رہا کر کے سیستان
کا حاکم کیا ایران مین بہی حکمرانی کی وارفانی مین بہت کم زندگانی کی رات کو عند بصر و ترہ تنہا اندہیرے مین
کہرے نکلا سانپ نے کاٹا زخم کاری ہوا بہر ساری ہوا جان ہی سلطنت ہاتہ سے چہوٹی اوسکی بیٹی تہی وہ
کرنے لگی اور وہ بہمن سے حاملہ تہی آتش پرستون کی ملت مین بیٹی ہی ہر چند کہ ساسان نام اوسکا خلف
اوس مقام پر تہا وہ معطل رہا اور یہ وصیت کی کہ بعد میرے اسکے بطن سے اگر بیٹا ہو یا بیٹی ہو وہی عیش و آرام
کرے تخت پر بیٹہے سلطنت کا کام کرے تحریر مجمع روضۃ الصفا جو کچہ او سے

قصہ بہمن و گشتاسب لکہا ہی سب بیش و کم رقم ہوا ہی

اور صاحب روضۃ الصفا مورخ نے مثل یکتا لکہا ہی کہ خبر مرگ اسفندیار گشتاسب نے سنکے بہت شرمسار اپنے
کردار سے ہوا اور بہمن بن اسفندیار کو کرمان اوسکی خاندان ملک طالوت سے تہی سیستان بلا کے
ولیعہد کیا یونانی زبان مین معنی لفظ بہمن نیک نیت ہمہ تن ہین حسب المراد سے وہ فرصت پاکی بار گشت
کا خیال ہوا اسوقت یاد آئی باول شاد خدا کی یاد مین مشغول ہوا ازادہ عطا و حصول ہوا کیا فردوسی

ز رنج غیارے و قرص جوی	بہ از مہربانی و کہتری	پی آرچند انکہ کردم بسیج
ندیدم بجز رنج و تیمار ہیچ	لبان خشک و دم آب بہر	ازان بہ کہ بر خواستن وی سرود

مکن تکیہ بر تاج و تخت و سپاہ	مرد و ریی دولت و مال و جاہ		کہ دنیا بسی چون تو دارد بیاد
بسی چون تو دست گردن بباد		اور مرغزار باغ و بہار کہ طول اوسکا دس فرسنگ ہی شیراز کی نواح	

مین اوسیکا بنایا ہی ہمیشہ وہ مسکن علما و فضلای جہان رہا ہی مثل ابو عبد اللہ کہ شیخ ابو اسحاق اوس یگانہ
آفاق کو طبقات فقہای معتبر مین لکہا ہی اور قاضی ناصر الدین ہی اوسی سرزمین پر گذرا ہی گشتاسپ
وہ بادشاہ عالیجاہ تہا جسنے دیوان رسائل مکتوبات کو عبارات خوب کلمات فصیح و مرغوب مین لکہوایا
لقب اوسکا سربد ہی یعنی عابد اور آتشکدے کی تصویر سکے پر تحریر کی دوسری جانب اپنی تصویر مع
تاج رواج دی ایک سو بیس برس سلطنت کی بعضون نے زیادہ بہی لکہی ہی قول اوسکے بہت ہین مگر لکہا کہ
جو نام کا فریفتہ ہوگا روٹی کو محتاج ہوگا اور جسنے روٹی مین خیانت کی بلا مین مبتلا لاعلاج ہوگا ذکر دیہیم

ابن دو لیر یعنی بہمن اردشیر خلف اسفندیار نامدار مطابق مخبران عجم شیرین رقم

اور بہمن کا حال مورخان شیرین مقال یہ لکہتے ہین کہ فارسی اوسکو بہمن اردشیر کہتے ہین کہ اوسنے ہفت اقلیم
کو زیر نگین کیا اور ارباب اخبار یہ اظہار کرتے ہین کہ یہ دانش اور علم و فضل کسی شاہ عجم کو بہم نہوا حافظ ابرو
نے لکہا ہی کہ جب نامہ کسیکو تحریر بردہ باتوقیر کرتا عنوان یہ تہا کہ یہ نامہ اردشیر بندہ خاص اور خادم خدا
ہی جسکو تمہارا حاکم بنایا ہی پہلے خدا کا نام نامے مین جسنے لکہا وہ بہمن تہا اور نام کا باعث
سنو اسفندیار گشتاسب کے پاس بیٹہا تہا کسی نے مژدہ دیا کہ آپکے گہر مین بیٹا پیدا ہوا اوسنے سر جو
اوٹہایا خدمتگار پیالہ جواہر نگار سے لیے دست بستہ نظر آیا پوچہا بہمن کیا ہی اوسنے عرض کیا اردو شیر

فال نیک سمجھکے یہی نام رکہا بہمن کے حالات مین لکہا ہی کہ جب کسی ملک مین عامل بھیجتا ہر کار سے خفیہ
متعین کرتا کہ صحت اوسکی رعایا اور غربا سے کیا ہی یہ لکھتے رہتا اگر عدل کیا مرتبہ بڑہاتا اور جو ظلم و جور
کیا فی الفور پاداش عمل کو پہونچا اور ہر سال رعیت کو طلب کرتا بار عام مین خاص حاضر ہوتے
تخت سے اوترکے شکر پروردگار بجا لاتا پہر رعیت سے مخاطب ہوکے فرماتا کہ ایک سال حال بہر
مین نے تمپر حکمرانی کی اگر مجھسے یا میرے عمال سے تمہارے خلاف کوئی فعل سرزد
ہوا ہو بیان کرو کہ مین اوسکی تدبیر کرون پہر موبد موبدان مجلس سے اوٹہکر یہ عرض کرتا کہ تیری
بادشاہی یا الہی ہمیشہ رہے کہ خاص و عام تیرے شکر گزار ہین بدل فرمان بردار ہین پہر ایک شخص
ندا دیتا کہ ایہا الناس بلا وسواس یہین کو طیار کرو کہ روئید کی خوب ہو خدا سے ڈرتے رہو کہ دم مرگ
محجوب نہو خیانت اور طمع سے پرہیز کرو آتش دوزخ اپنے واسطے نہ تیز کرو اور وزیرون پر
بتاکید تمام یہ احکام تہا کہ جب میرا میلان کسی پر ہو اور راہ راست سے خلاف ہون مجھکو آگاہ کرو بیجا
غصہ نکرنے دو بعد خرابی سیستان اور قتل فرامرز خلف دستان بخت نصر کے بیٹے کو بابل سے
معزول کیا اور کورش نام اولاد لہراسپ سے تہا اوسکی قوم بنی اسرائیل سے تہی اوسکو منصوب
کیا اور فرمایا کہ اسیران بنی اسرائیل بتعجیل بیت المقدس کی سرزمین مین لے جاوے وہان بود و باش
کرین فکر معاش کرین اور جسکو چاہین اپنا حاکم بنائین کورش نے اوس قوم کو جمع کیا اون
لوگون نے بیخ و ملال دانیال کو اپنا حاکم بنایا اور بعضے نسخے مین یہ نظر سے گذرا کہ لہراسپ

نے اپنے عہد حکومت مین بخت نصر کو بابل سے موقوف کیا بنی اسرائیل ہی رہا ہوکے مملکت شام
مین آسایش تمام آباد ہوے اور ایام بہمن مین بیت المقدس سطرح سے آباد ہوا جو کسی زمانے
مین تہا ایکبار بہمن نے ایلچی وہان بہیجا حاکم نے وہانکے نے صدور قصور یہ قصور برپا کیا کہ ان سے
اوسکا سر جدا کیا بہمن اس سانحے سے غیظ مین آیا بخت نصر کو مع فوج دریا موج روانہ کیا شام اور
بیت المقدس کے خاص و عام جو خدا کی نا فرمانی کرتے تہے بادشاہ کی عداوت کا دم بہرتے تہے
تہ تیغ آبدار ہوے شہر ویران وہ سب خالی وہان ہو گئے سو ہزار کودک نارسیدہ دستگیر ہوے لونڈی
غلام بنے اسیر ہوے پہر عراق عرب مین آیا جسدم ایک سو بارہ برس سلطنت کر چکا ہما جو اوسکی
بیٹی تہی بادشاہی اوسکو دی ساسان جو بیٹا تہا وہ محروم رہا کچہ بکریان اپنی بزرگی سے
لیکے اونکے دودہ پر اوسنے قناعت کی گوشے مین بیٹہکے خالق کی عبادت کی اور تاریخ سلیمان شاہی
مین دیکہا کہ جب دارا پیدا ہوا ہما ی نے خوف سلطنت سے اوسکو صندوق مین رکہا اور جواہر
بیش بہا اوسکے پاس رکہکے کسی دریا مین رودہای بلخ سے ڈالدیا چکی پیسنے والی نے نکالا
بڑی محبت سے پالا تا بحد بلوغ پونہچا آثار شاہی نشان فرمانروائی اوسکی پیشانی نورانی سے پیدا
تہے بین شباب مین اپنی مان کے پاس آیا تخت سلطنت میسر ہوا او تاریخ معجم مین ہی کہ بہمن نے
اخیر سن مین افسر شاہی تاج جہان پناہی دارا کے سر پر رکہا یہ نظم محرر کتاب نے لکہی ہی نظم

چو بگذشت از عمر بہمن دو شصت		در افتاد وناگہ چو ماہی بہ شست		هنوز ار چہ دارا پسر بود و

ولیکن بدی خود بدارا سپرد	به گفت ملکے چنین پایدار	کہ ہست از ملوک جہان یادگار
به فرزانگی کردم وداوری	وزانگشت تو همچو انگشتری	دو حکیم بہمن کے ندیم تھے ایک تو

دیمقراطیس دوسرا بقراط ہمیشہ ان سے صحبت رکھتا تھا اور انکے فیض سے نکات غریب معانی عجیب طبیعت
پیدا کرتی تھی کیفیات نادرہ پیدا کرتی تھی ارباب بصیرت پر ظاہر ہی کہ سالکان عرصہ کون و فساد کنان
سرای خراب آباد بے بنیاد نے دفع مضرت قضا مین کیت فکر ریا کو بہت کرم عنان اور جولان
کیا مگر ہر قدم سکندری کہائی سمِ ٹہکنے کی راہ پائی آخر کار سمجھے کہ کسی تدبیر سے دست وہم گمان
دامن تقدیر تک نہین پہنچا اور ایک ساعت کمی و بیشی کا چارہ نہین بجز اطاعت یارا نہین جب
اس باب کو بند اور مسدود پایا دوسری جانب کو عنان تابی کی مند اوٹھایا کہ ذکر خیر پاینده اور صفت
باقی حیات ثانی عمر جاودانی ہی لہذا دفاتر ماثر ذکر جمیل فرصت قلیل مین تحریر کر گئے اور
مناقب حمیدہ خصال پسندیدہ سے خوش افعالون کے صاحب اقبالون کے دفتر بہر گئے شعر
اسطرح جی کہ بعد مرنے کے   یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے   یہ چند قول اون خوش فعل سے کے ہین
تَجْرِبَةُ الْمُجَرَّبِ تَضْيِيعُ الْعُمْرِ آزمودے کو آزمانا پانی پر نقش بنانا زندگی رائگان کہونا پشیمان ہونا ہی
اَلْإِنْصَافُ أَحْسَنُ الْأَوْصَافِ ظلم رسیدہ کی داد دینا بہترین صفت ہی اور ظالم سے مظلوم کا انتقام لینا نیک
خصلت ہی مقیدہ عنایت پروردگار ہمارے شہریار برگزیدہ اطوار کو حاصل ہی معدلت کی ہمت نے
ظالم کا نام صفحہ دہر سے معدوم ہی ظلم وجود کی خبر شرق سے غرب تک مشہور ہی زمانہ مشکور ہی جب

جبتک یہ طلسم خانہ بے ثبات آباد رہے گا یہ زمانہ بھی ساکنان جہان کو یاد رہے گا ذکر ہمای بہمن کی زوجہ
اور ہمای کا ذکر کہ جمانی بھی اوسکو کہتے ہین روضۃ الصفا مین یون دیکھا کہ جسدم اریکہ سلطنت نے اوسکے
قدم کی برکت سے زیب و زینت پائی ایک عالم کی تمنا برائی پانچ مہینے کے بعد چاند سا بیٹا محجوبہ
بصورت خوب برج حمل سے تابان ہوا و پیشانی سے نور ملک ستانی کا ظہور امور جہانبانی کا درخشان
ہوا پہر سے کا عجب رنگ تہا تاجداری کا ڈہنگ تہا اوسنے وضع حمل خلق سے چہپایا سلطنت
کے انتقال کا خیال آیا بعد تامل و تفکر بقول فردوسی

همیداشت آن راستی در نهفت | نهانی بپرداز و باکس نگفت
بدانسان همی بود تا هشت ماه | پسر گشت مانند فرخ شاه
یکی خوب صندوق از چوب خشک | بکردند و بر زو بر و قیر و مشک
درون نرم کرده بدیبای روم | بیالود بیرونش از مشک و موم
بزیر اندرش بستر خواب کرد | میانش پر از در خوشاب کرد
ببستند بس گوهر شاهوار | ببازوی آن کودک شیرخوار
در آندم که شد کودک از خواب مست | خروشان شده دایه چهره بدست
نهادش بصندوق نرم نرم | بچینی حریرش بپیچید گرم
سر تنگ تابوت کردند خشک | بقیر و بعنبر بقیر و بمشک
ببردند صندوق را نیم شب | یکی بر دگر بر نگشاد لب
بپیش همایش برون تاختند | بآب روان اندر انداختند

تاریخ گزیدہ مین اس داستان کا اسطرح بیان ہی کہ وہ صندوق دہوبی کے ہاتھ آیا اوسنے داراب نام
رکھا پرورش کرنے لگا جسدم جوان ہوا وہ سر جو قابل تاج شاہی تہا اس واہی کام کی طرف نہ جہکا

چھوا چہو کی طرف چونکیا ایسا دم رکا تیر اندازی نیزہ بازی کی جانب میلان تا شمشیر زنی کا ہر دم
دھیان رہا جب سرزمین روم پر لشکر کشی ہوئی اور ہمای نے فوج بے شمار بھیجی یہ بھی لشکر کی سیر کو
آیا امیر لشکر کو اسکا جمال پر جلال جو نظر آیا اوسنے بتوقیر کمال اپنے پاس رکھا روم کی لڑائی مین
اسنے وہ ہوم مچائی جرات و مردانگی ایسی ظہور مین آئی کہ فتح پائی جب لشکر پھر آیا امیر فوج نے اس
جوان کا حال ہمای با اقبال سے کہا اوسنے سامنے بلایا پہچانا سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا ملک اوسکو سونپا
ہمای کا لقب چہرزاد دیا دیڑہ ہی تیس اور دو برس حکمرانی کی اور شہر جربادقان قریب اصفہان ہمای
کا آباد کیا ہی اور ہزار ستون اصطخر ہی اوسی کی بنا سے تہا جو سکندر رومی نے خراب کر دیا نظم

شاعر بے نظیر خلاق معانی موجد خوش بیانی فردوسی طوسی اوستاد شیرین خانی

کنون بازگردم بکار همای	پس از مرگ بهمن که بگرفت جای	سپه را همه سر بسر بار داد
در گنج بگشاد و دینار داد	برای و بداد از پدر در گذشت	همه گیتی از داد شد آباد

چسدم بہمن کے بعد تخت سلطنت پر جلوہ گر ہ بصد کر و فر ہوئی در خزانہ کھولا باب فلاکت محتاجون پر بند کیا
بہمن سے جو دو مہینا و چند کیا حمل کی مدت جب پوری ہوئی لڑکا پیدا ہوا پوشیدہ دائی کے حوالے کیا
کہ اپنے گھر مین لے جاکے پالے نہ یہ کو زبان سے نہ پور مکان سے باہر نکالے اور سب کہا لڑکا ہوا تھا
اوسی دم مر گیا گذر گیا خلق تو راضی ہی سبکو یقین ہوا وہم نشین ہوا جب سات مہینے کا ہوا اردبہر و بلایا
صندوق مین مع زر و جواہر بند کیا فرات مین اوس در بہا کو بہا دیا قضای کار کسی دھوبی کی

کی نظر صندوق پر پڑی وہ نکال لایا کھولا تو بچہ بلور رشک غلمان و حور طفل پری پیکر اور بہت سا
زر و جواہر ہاتھ آیا اتنا کا سرور ہوا غم لاولدی اندیشہ مفلسی دور ہوا اپنی عورت سے کہا تو پروردگار سے
فرزند کی طلبگار تھی خالق نے عطا کیا اور پرورش کا اسباب بھی دیا اوسنے جو دیکھا فرط محبت سے
دودھ اوتر آیا گود میں لیکے خوب پلایا پھر نام اوس فرزند نایاب کا داراب رکھا اور دھوبی نے وہ شہر
چھوڑ دیا کہ افشای راز ہو مال و زر کے باعث در الام نہ پڑے جب داراب چھہ سات برس کا ہوا
لڑکوں میں کھیلنے لگا ڈنڈ پیلنے لگا جو لڑکا اوس سے لڑا اگر سن میں زیادہ بھی تھا لیکن اوسکو
پٹک دیا ایسا طاقتور ہوا اور شست و شو کی طرف میل نکیا ننگ و عار سراسر انکار ہوا ایک روز
تنہائی میں دھوبن سے خلوت میں نے پوچھا کہ تو سچ بتا میں کون ہوں تو کون ہے فکر مجکو ملول
کرتی ہے طبیعت یہ پیشہ نہیں قبول کرتی ہے اوسنے ڈر کے مارے رہتے رہتے سب کم و کاست
قصہ سنایا داراب شاد ہوا کہا کچھ زر و جواہر باقی ہے اوسنے دو یاقوت حوالے کیے داراب نے ایک کو
بیچ کے گھوڑا لیا سامان جنگ درست کیا دوسرا بازو پر باندھا اور فن سپہگری سیکھنے لگا تھوڑے
دنوں میں بڑا مشتاق ہوا جتنے کسب و فن حرب و پیکار کے تھے سب میں طاق ہوا قضارا
سلطان روم نے عورتکو حاکم ایران سمجھکے لشکر کشی کی ہمای نے رشنواد کو سپہ سالار فوج جرار
کا کر کے روانہ کیا داراب نے اوس سے ملاقات کی اوسنے فر کیانی درخشندہ پیشانی دیکھکے نوکر
رکھا ہمراہ لیا اثنای راہ میں ایک دن ابر سیاہ گھر آیا ہوا تند چلنے لگی عالم میں اندھیرا چھایا

یہان خیمہ تہا نہ قنات تہی بہ حال پرانی ایک گنبد پیلی کی ساتہ تہی چادر مہتاب تانکے اوسکے تلے سونا اور مستانہ بچہونا اوس روز زیر طاق شکستہ بناہ لی عالم شباب تہا جوانی کی نیند مشہور ہی وہ اگئی دفعۃً غیب سے باواز بلند صدا ائی کہ ای طاق خبردار فرمانروای ایران تیرے سایے مین سوتا ہی بگڑنا احتیاط کرنا کہ ای طاق آزاد ہشیار باش بران شاہ ایران نگہدار باش خیمہ شواد کا قریب تہا یہ آواز اوسکے کان مین پونہچی حیران ہو خبر منگوائی کہ یہ صدا کہان سے آئی یہ ہر دو آوازی کہ ای طاق بہمن کا بیٹا تیرے نیچے سوتا ہی تو نگونسار ہوتا ہی خبردار سنبہل جا یہ تو گہبراکے شواد نے کچہ معتمد اپنے بہیجے کہ جلد جاؤ مفصل خبر لاؤ اونہون نے اکے دیکہا کہ ایک جوان پرانے طاق کے تلے سوتا ہی اسی جا سے یہ نعرہ بلند ہوتا ہی شواد نے کہا اوسکو جگاکے ہمارے پاس لاؤ جسدم داراب اوسکے نیچے سے اوٹہا فوراً وہ طاق بیٹہ گیا شواد نے اسکو بہت تکریم کی خلعت زرنگار سپر و شمشیر مرصعکار روبرو رکہکے اپنے خیمے مین جگہ دی حال پوچہا داراب نے جو ماجرا دہوبن سے سنا تہا بیان کیا شواد نے تلاش کرکے گازر کو بلایا وہ بہی وہی ماجرا زبان پر لایا القصہ شواد نے امیر لشکر کیا اور رومیون سے مقابلہ ہوا داراب نے جدہر گہوڑا اوٹہایا صف کی صف درہم و برہم کی رات ہوگئی سب نے مقام کیا آرام کیا دوسرے روز داراب نے شواد سے کہا تم قلب لشکر سے حرکت نکرنا باہر پاؤن دہرنا دیکہنا مین کیا کرتا ہون کیسی آفت بپا کرتا ہون

فردوسی

بہم بر خوردآن دو پارہ سپاہ	شد از گرد خورشید تابان سیاہ
چو داراب پیش آمدہ حملہ کرد	

عنان رابپ تکاور سپہ	ز پیش صف رومیان کس نماند	ز گردان شمشیر زن کس نماند
بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ	پراگندہ گردان سپاہ بزرگ	آخر کار قیصر روم نے دبکے صلح

کی اسباب گرانبہا نقد و جنس بہت دیا شہزادہ بمرتبہ اتم مسرور ہوا صلحنامہ اور پیشکش ہمائی کے پاس روانہ کیا اور دارابکا قصہ لکھکے وہ یاقوت کیانی صحت کی نشانی بھیجا ہمائی دیکھکے اشکدیدے کو روشن کیا جشن کی تیاری ہوئی شہزادہ کو لکھا داراب کو لیکے جلد آ پھر کچھ محبت کا جوش ہوا ایکمنزل استقبال کرکے دارابکو لائی جشن کے بعد بساعت نیک تخت پر بٹھایا فردوسی

ہمای آمد و تاج شاہی بدست	چو داراب بر تخت شاہی نشست
ببوسید و بر تارک او نہاد	جہان را بہ بہیم تو فرخندہ باد

تیس برس سلطنت پر ہمای کا اختیار رہا پھر داراب کامیاب ہوا **قصہ تخت نشینی داراب خلف**

بہمن اردشیر شعیب کا قتل روم کی مہم صلح قیصر عوض خراج پیکر

داراب نے بفر و تمکین تخت نشین ہوکے شہر کو خوب آباد کیا رنج رسیدون کو مصیبت دیدون کو مسرور و شاد کیا اور اوس گاذر کو بلاکے دولت دنیا سے غنی کیا کار قدیم سے انکار کروایا انہیں روزون مین لاکھ سوار تازی جانبازی کرنے والے تازی حکومت مین اونکے ایران پر چڑھ آئے شعیب نام اونکا حاکم تھا داراب سے لڑائی ہوئی تیسرے دن شعیب کی قضا آئی داراب نے فتح پائی پھر روم مین گیا قیصر لڑا فردوسی

گریزان بشد فیلقوس و سپاہ	یکی را نبد ترک رومی کلاہ	زن و کودکستان ہمہ بندہ آسیر
بکشتند چندین بہ شمشیر و تیر	فیلقوس حسرت و افسوس حصار عموریہ مین شہر بند ہوا داراب نے گھیرا	

سنہ تہیہ خراج گذاری پر فیصلہ ہوا پہر کسی نے عرض کیا کہ قیصر کی دختر ناہید نام غیرت مہ تمام ہی داراب نے خواستگاری کی فیلقوس کو بڑی خوشی ہوئی شاد ہوا کہ سلطان ایران داماد ہوا عقد کے بعد داراب ایران مین آیا ناہید کو ساتھ لایا لیکن اوسکے بخت کا ستارا نہ چمکا فرمانروا عجم کا بدرج رہا یہ سبب تہا کہ بوی خوش اوسکے منہ سے نہ آتی تھی نفرت بڑہتی جاتی تھی آخر کار اطبای نامدار طلب ہو فردوسی

کیا ہی کہ سوزندہ کام بود	بروم اندر اسکندرش نام بود	حکیمون نے تجویز کی بو کم ہوئی مگر
دل بادشہ سیر شد زان عروس	فرستاد بازش بر فیلقوس	ناہید حاملہ تھی داراب سے لکہا تہا

جب روم مین پہنچی لڑکا پیدا ہوا فیلقوس کا بیٹا کوئی نہ تہا سکندر نام رکہا اور اپنا فرزند ظاہر کیا

سکندر پسر بود قیصر پدر	نیا ور دکس نام دارا بر	ولیعہد گشت از پی فیلقوس
جہاندار بیار است چون عرو سر	سکندر زر زور و طاقت مین رستم کا یادگار تہا بلای روزگار تہا دن رات	

حکیمون کے سوا اور کسی سے بات نکرتا تہا بیہودہ صرف اوقات نکرتا تہا آخر کو ارسطاطالیس سا کرو رشید افلاطون شسیر اور رہنمون ہوا یہان ناہید کے بعد دارا ایک اور مشتری خصال زن صاحب جمال سے نکاح کیا فرزند رینہ لال کا نگینہ پیدا ہوا فرط محبت سے داراب نے جشن کا سرانجام کیا لڑکے کو ہمنام کیا جب بیٹا بارہ برس کا ہوا داراب دنیا سے گذر گیا صغر سن مین تخت نشین فرمانروای ایران ہوا مثل پدر امور جہانبانی طریقہ حکمرانی مین سرگرم رہا وضیع وشریف پر احسان کیا سب بادشاہون سے خراج مقرری لیا لیکن سکندر نے سرتابی کی دینے کا انکار کیا مذکور

ذکر سکندر ذو القرنین روایات صحیحہ سے کہ شاہنامہ و تحریر ہے دہقان فردوسی سخندان

حاکیان حکایت راویان روایت لکھتے ہین کہ فیلقوس نے دم نزع تاج شاہی سکندر کے سر پر رکہا اور
ارسطو کو وزیر کیا اوسنے راہ رست لگایا سکندر نے بہت کچھ پایا لیکن سکندر بہی **بیت**

بفرمان او کرد کارے کہ کرد — زبزم و ز رزم و ز صلح و نبرد

دارا نے ایلچی سکندر کے پاس بہیجا
بدستور سابق خراج طلب کیا سکندر نے جواب دیا کہ میرا باپ تیرے والد سے راہ و رسم رکہتا تہا باج
خراج دیتا تہا وہ مر گیا قصہ گذر گیا اب میرا زمانہ ہی ہفت اقلیم زیر نگین مجکو لانا ہی خبردار ہو جا مین
آتا ہون لڑنے کو طیار ہو جا ایلچی کو رخصت کیا پہر مع فوج دریا موج روانہ ہوا ادہر سے دارا چلا
دونون لشکر اصطخر فارس مین دوبدو ہو گئے جنگ نہ ہوئے ایکروز سکندر بلباس نامہ بر دارا کے پاس
آیا کہ حقیقت حال کیفیت اقبال معلوم کرے جسدم روبرو آیا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ سکندر نے کہا ہے
مجکو ہفت اقلیم تحت حکومت لانا ہی تمسے لڑنا نہ ہی اپنے ملک سے مجکو راہ دو تا وہ جنگ
نہو اور جو یون ہی مرضی ہی تو بسم اللہ یہ کہکر دارا اوسکی گفتگو سے حیرت مین آیا جرات دیکہکے گہبرایا

بدو گفت نام و نژادت چیست — کہ با فر و برزت نشان کئیست — گر اندازہ کہتری برتری
من ایدون گمانم کہ اسکندری — بدین فر و بالا و گفتار و چہر — نپرورد چرخ نسل کئی سپہر

سکندر نے کہا مجسے بہتر ہزار اوسکے چاکر ہین اوسکو دماغ کہان جو یہان آنے اس عرصے مین سامان
شراب موجود ہوا دارا نے سکندر کی طرف اشارہ کیا جو جام ساقی نے اوسکو دیا پیکے کہلیا

دارا نے پوچھا یہ کیا ہی سکندر نے جواب دیا کہ ہمارے ملک مین رسم ہی کہ نامہ بر ساغر پھر نہین دیتا
چار جام تو اسنے پیے اور پاس رکھلیے چوتھا ساغر مطلا تھا اوسپر بس کیا پھر کھانا آیا اوسکو کھایا اتفاقا

اوس جلسے مین کسی شخص نے پہچانکے دارا کے کان مین کہا فردوسی

سکندر بدست کاندر نهان

چه گفت سکندر با شهریار جهان
ازان جای بخاست بس شادکام
گرفته بدست اندرون چار جام

بیامد به پیغمبر پرده سرای
دلاور به اسپ اندر آورد پای
فرستاد دارا پس او سوار

دلیران پرخاشجویان هزار
چو باد از پس او همی تاختند
شب تیره بدراه نشناختند

جب اپنے خیمے مین آیا ارسطو سے فرمایا فال مبارک ہوئی چار جام ہاتھ آگئے یقین ہی کہ چار دانگ عالم قبضہ
اختیار مین ہو جائین بار دارا نے شکست پائی ایران کی سلطنت سکندر کے ہاتھ آئی اسکے فیض سے
خاص و عام مشکور ہوے دارا کے حقوق دلون سے دور ہو چوتھی بار مردم ایران متفق ہوے فردوسی

سپاه دو کشور کشیدند صف
همه خنجر و گرز و نیزه بکف
بر آمد ز لشکر ز انسان خروش

که چرخ فلک را بدرید گوش
پدر را نه بد بر پسر جای مهر
بتخشید گفتی بر ایشان سپهر

شب آمد ورا مد بدارا شکست
سکندر پی او میان بر ببست
دارا اس طرح فارس مین آیا

وہان سے ہند کا عزم کیا سکندر نے چار طرف راہ مسدود کی دارا کے دو وزیر بد تدبیر تھے ماہیار دوسرا جانوسیار
بخت برگشتہ جو ہوا دونون نے مشورہ کیا کہ آخر کار یہ گرفتار ہو جائیگا رفیق بھی اسکا ذلیل و خوار
ہو جائیگا مصلحت یہ ہی کہ اسکو قتل کرکے سکندر پاس اگر جائین تو عزت و آبرو پائین شب کو

شب کو راہ مین جانوسپار نے تشنہ آبدار جگر کے پار کیا اور ماہیار نے شمشیر برق کردار کیا دارا گہوڑے سے
خاک پر آیا گورنگون نے آسمان زمین پر گرایا سکندر دم سحر بالین دارا پر آیا نفس چند سینہ زخمدار مین باقی
تہے زندہ پایا فردوسی

سکندر ز اسپ اندر آمد چو باد	سر مرد خستہ بران بر نہاد

دارا نے آنکہ کہولی سکندر کو دیکہا آہ سرد دل پر درد سے کہینچی پہر کہا کہ میرا کام تمام ہی ایران کی سلطنت
تجکو مبارک ہو سکندر نے کہا بخدا مین یہ نچاہتا تہا کس واسطے کہ مین اور تو ایک باپ سے ہون لیکن
کیا کرون تقدیر کی تدبیر اور قضای آسمانی سے چارہ نہین بشر کو بغیر اطاعت یارا نہین دارا نے
کہا جو ہونا تہا وہ ہوا اگر تیرے کلام سے مین ناکام راضی چلا دو تین وصیت کرتا ہون انکو عمل مین
لانا منہ نہ پہرانا ایک تو میرے ناموس کا پاس کرنا دوسرے روشنک میری بیٹی ہی اسکو حرم خاص کرنا اور
رسم آتشکدہ اور جشن سدہ و نوروز کا نہ مٹانا آتشکدہ جمشیدی نہ بجہانا سکندر نے قبول کیا فردوسی

جہاندار دست سکندر گرفت	بزاری خروشیدن اندر گرفت	کف دست او بر دہان بر نہاد
بدو گفت یزدان پناہ تو باد	سپردم ترا جای و رفتم بخاک	روانرا سپردم بہ یزدان پاک

سکندر نے گریبان چاک کیا سر و رو آغشتہ بخاک کیا مہد زرین مین نہلا کے لاش رکہی پیادہ پا
تابوت کے آگے روتا چلا زیر زمین دفن کر کے خیمہ شاہانہ استادہ کیا سر قبر قاتلون کو بر دار کیا

یکے دار بر نام جانوسپار	دگر از بر کینہ ور ماہیار	دو بدخواہ را زندہ بردار کرد
سر خواجہ کش را نگونسار کرد	چو خون خداوند ریزد کسے	درنگش نباشد بدنیا بسے

پھر روشنک کی مان کو نامہ لکھا دارا کی وصیت سے آگاہ کیا اوسنے سنکے حال اپنا تباہ کیا پھر مع زر و جواہر اور حور روشان پری پیکر روشنک کو سکندر کے پاس بھیجا یہان اوس سے عقد ہوا

بستند آئین شہر اندرون	پر از خندہ لبہا و دل پر ز خون	چو ماہ اندر آمد بمشکوی شاہ
دل شاہ را برد زان دل نگاہ	سکندر بسے جان بر ہمی فشاند	وزان عشوہ و ناز حیران بماند

چندے سکندر مبتلای محبت روشنک ہو ایران مین رہا پھر سفر ہند کا سامان کیا تحریر حال

کلک زبانی حاکیان حکایت نام آوران سرزمین عجم ناقلان آثار راویان

اخبار یعنی محرران تاریخ ملوک عجم نے اسطرح رقم کیا ہی کہ جب دارا بن خلف بہمن تخت نشین ہوا تو ایک عالم زیر نگین ہوا مگر فیلقوس قیصر روم نے اطاعت نکی دارا نے وہ لشکر او جمع جو مہندس عقل اور محاسب وہم سے گنا نگیا یکجا کیا اور قیصر نے بھی اسباب حرب سامان جنگ برابر و فراہم درست کرکے کوچ کیا بعد از تلاقی عسکرین توازی صفین مرغ تیر سفیر ہوا اور شجر زندگانی تیشۂ شمشیر سے تہہ ہوا

مرغ چوبین آہنین منقار	طائر روح پاک وحشت شکار	آب آئینہ فام از دریا
گوہر جان ربود کرد فنا	سرگران شد یکی کہ خورد بمن	بادہ از کاسہ سر دشمن

آخر الامر نسیم فتح و ظفر عنایت ذو المنن سے وارث ملک گشتاسپ اور بہمن کی طرف چلی قیصر کی شکست ہوئی ہوا اکھڑ گئی اوس کی فیلقوس لشکر سے مایوس بقیۃ السیف کو لیکے کسی قلعے مین بند ہو رہا کہ رفعت اور برتری اوسکی چشمک زن بلندی چرخ چنبری کاخ خضری ہی روپوش ہوا اندوہ ہم آغوش ہوا اگر

کمدارا نے اوسکا بھی محاصرہ کیا آخر کار ناچار قضیہ منعکس شادی پر اور صلح طریقہ دامادی پر ٹھہری شہریار
ایران نے ایوان بزم کو میدان رزم سے بدلا فیلقوس نے بیٹی دیکے سلطنت روم کی بچہری اور یہ
بھی مقرر ہوا کہ ہر سال بہر حال ہزار بیضہ طلای خالص کہ ایک ایک کا وزن چالیس چالیس مثقال ہو
خزانہ عامرہ میں ارسال ہوا اور حکایت سکندر کے پیدا ہونے کی فردوسی کے قول کے مطابق ہی اسواسطے
تکرار تحریر دلپذیر نہوئی دس بارہ برس دارا سلطنت کرکے دنیا سے روانہ ہوا دارای اصغر کا زمانہ ہوا
دارا جو مشہور ہی لکھا ہی کہ کج خلق طبیعت خشن رکھتا تھا اور غفلت شعار نا تجربہ کار لہو لعب میں مشغول ہوا
سلطنت کے کام میں مجہول رہا یہ امتحان کی بات ہی کہ جب والی ملک کی طبیعت زیادہ عیش پسند ہوتی ہی نوکر انکی
بن آتی ہی رعیت بگڑ جاتی ہی پوری کی آدراک سے بند ہوتی ہی وہ خیرخواہ سرفروش جان نثار مرد میدان
کہاں جو بادشاہ کو راحت و آرام میں رکہیں آپ جانفشانی سے سرانجام کریں جیسا جسکا موقع ہو ویسا ہی
انتظام کریں القصہ دارا سے اعیان و اشراف و رئیس شہر کے کبیدہ خاطر ہوے سکندر کو حال لکھا
لیکے وہان نامہ دار حاضر ہوئے سکندر نے یہ چیر نکالی خراج بھیجنے کی راہ بند کر ڈالی دارا نے نامہ لکھا ایلچی کو
خراج لینے روانہ کیا سکندر نے جواب دیا کہ بیضہ بھیجنے والے کا مرغ روح قفس جسم سے پرواز کر کے
آشیانہ آخرت میں پہونچا یہاں اور کچھ جنجال ہی دینا کیسا اور لینے کا خیال ہی جب نامہ بر یہ خبر لایا دارا نے بہت
طیش کھایا پھر گوے چوگان اور تہوڑے سے تل بھیجے یعنی سکندر کو نادان بنایا اپنا زور و شور دکھایا
جسمیں یہ بیان سکندر کی نظر سے گذرا فوراً کبوتر منگا کے تل کہلوا دیے اور بہ جوش تحریر سے جواب لکھ دیا

کہ اس میں سلامتی تہا نفس سے بغاوت نیک حاصل ہوا اگر بیکسان کبوتر کہاتے گئے مطلب ہم پا گئے اور ہمراہ خط
بہیجا جسکا خلاصہ یہ کہا تہا کہ قریب ہے ہمارے غضب کی تلخی سے تمہاری جان شیرین وہ ذائقہ چکہے کہ تا حشر
مزا یاد رہے القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین سے فوج کشی ہوئی اور جنگ مردان ایران و روم
کی چار دانگ عالم میں دہوم ہوئی اب ہم مقابلہ اور مقاتلہ تک نوبت پہنچی اور نظر زمانہ ناہنجار سے ستارہ دولت
دارا کے طرف پہری پیک اجل فرمان کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا لیکے اردوی سلطان ایران
میں آیا ملک الموت کی گرم بازاری ہوئی دم نقد جان کی خریداری ہوئی پہر جوانان کا دم شمشیر آن
زبان خنجر نوک سنان نے ایک بہاو لگایا بیعانے میں سر و تن کی جدائی دلالی میں زخموں کا ہار ملا چہرہ
جماعے کو دشت کارزار میں کیفیت فصل بہار نظر آئی خون کا جوش ہوا فلک اخضر چادر شفق اوڑہکر
سرخ پوش ہوا اقتضای کار روا آرد پیشام غم انجام دشت نبرد سے آلودہ گرد میں خیمہ گاہ کو پہرا دو مرد
ہمدانی بظاہر رفیق پوشیدہ دشمن جانی کہ وہ حاجب بارگاہ گردون اشتباہ تہے خنجر بیداد جفا سے
دارا کا سینہ چاک کر کے سکندر کے پاس بلا خواص پہنچے تو شہریار روم حرکت سے اون دونوں شوم کی
مطلع ہوا فورا اونکو ذلیل و خوار گرفتار کر کے سر بالین کشتہ خنجر کین شاہ نامدار آیا کوئی دم کا
مہمان پایا وہ سر جو فلک فرسا تہا فرش خاک پر آغشتہ بخون پڑا تہا اوٹہا کے بر سر زانو
رکہا گرد چہرے سے پاک کی آہ دردناک کی دارا نے آنکہ کہولدی سکندر نے قسم غلیظ او
شدید کہائی کہا بخدا مجکو اس امر کی پہلے سے اطلاع نتہی دارا نے یہ جواب دیا نظم زینہار

پدر نیکنامی کنون بیکسی | که از ملک خویشم برون میکنی | کراز کو بهرام بر سبز افسری
نه اینست آیین فرماندهی | مرا دست قدرت بر ایام بود | چنینم ز گیتی سر انجام بود
پدر گرد هرگه ز دنیا گذر | مرا گفت ای نور چشم پدر | ترا مرد من نصیحت بس است

جهان یادگار فراوان کسست | چودہ برس وارای ضعیفہ سلطنت کی چند قول اوسکے تحریر کیے

لا تطمع فی کل ما تسمع یعنی یہ امید نر کہ جو سنے گا وہ پائے گا ہاتہ مین آجائے گا اور دوم یہ کہ وقت است
برا ہوتا ہی جدا جانے تصور کیا کیا ہوتا ہی اوسنے یہ کہا تہا یا اخی انظر الی ملک الملوک و صاحب الاقلیم
السبعۃ جریحا ساقطا علی التراب منفردا عن الاصحاب و الاحباب قد زال ملکہ و حان ہلکہ فاعتبروا یا
قبل ان تصیر عبرۃ للناظرین ای بہائی نگاہ کر طرف بادشاہ بادشاہون کے جو ہفت اقلیم کا صاحب تہا
زخمی خاک پر تنہا پڑا ہی یاری سے آشنا ہی ملک اوس سے چہٹا بلا کی گہڑی سر پر کہڑی ہی پس سے
مین آئی ہی عبرت کر جو دیکہتا ہی اوس سے پہلے کہ تو عبرت گاہ دیکہنے والون کا ہو یعنی اگر تو نے دور طاقت
یہ ہم پہونچائے کہ آسمان پر جا سہیل و سہا کو ہم پہلو پائے اور چرخ بلند سقف ایوان ہو زمین کی وسعت
دالان ہو یا قرص ماہ گردہ سپر ہو اور شعاع آفتاب تیغ پر جوہر ہو صرصر شمشیر جو بجلی سے کے گی بہر کہیں گردن
جہکے گی منضبط ہو یا بودا ہوگا تیر اجل کا تودا ہوگا بجز حی لا یموت سب کو فنا ہی نکوئی رہے گا نہ تری

رباعی

هر ذره که در هوا و دریا بونست | یکخند و کیقباد و افریدونست
از خیره سری که گردش گردونست | این عالم خاک طشت پر از خونست

ہندمین سکندر کا آنا کید کا اسکے دس خواب دیکھنے اور فور کا لڑائی سے بعد
شکست پانا مرجانا فردوسی نے لکھا ہی کہ جب سکندر نے عزم ہندوستان کیا مہیا سفر کا
سامان کیا کید نام راجہ تہا عظیم الشان عالی منزلت با ساز ملک بیکران فوج فراوان اوسنے دس شب روز
متواتر خواب عجیب و غریب دیکھے کوئی اوسکی تسکین نکر سکا نہ خواب کا مطلب ذہن نشین کر سکا آخر کار بتلاش
ایک مرد تعبیر دان نام مہران ہاتہ آیا کید ہندی نے خوابونکو سنایا کہ پہلے مکان عالیشان او دروازہ ہی
اوسی کے موافق دیکہا اور ایک سمت کو دیوار مین سوراخ نظر آیا ایک ہاتہی قوی ہیکل اوسمین آیا اور سوراخ
کی راہ سے باہر نکل گیا نہ سوراخ بڑہا نہ اوسکا جسم گہٹا نہ چہلا نہ پہٹا دوسرے دن یہ دیکہا کہ ایک کپڑے کا
پارچہ ہی اوسکو چار شخص کہینچتے ہین نہ کپڑا پہٹتا ہی نہ کہینچنے والا کوئی تہکتا ہی تیسری بار ایک جوان خوش ہیکل
تخت پر جلوہ گر دیکہا دفعہ چہارم لب دریا ایک پیاسا تہا ناگاہ دریا سے مچہلی نکلی وہ شخص گریزان ہوا اور اوسکے
پیچہے مچہلی بہی او دریا رواں ہوا پانچوین دن ایک شہر وسیع نظر آیا باشندے وہانکے اندہے لیکن خرید و فروخت
باہم کرتے ہین کور ہونے کا اندیشہ ہی نہ غم کرتے ہین چہٹی بار اور ملک دیکہا وہانکی خلقت بہت تو بیمار
اور چند تندرست بے آزار لیکن وہ صحیح و سالم ہین وہ جان بلب زیست سے بیزار ہین تندرستون کی
عیادت کو وہ بیمار آتے ہین تسکین کرتے ہین سمجہاتے ہین ساتوین شب اوسکو ایک اسپ تیزگام زین لگام دو منہ
رکہتا ہی دونون منہ سے گہاس کہاتا ہی لید کرنے کی راہ نہین فضلہ کہا جاتا ہی اٹہوین رات کوئین گہڑے
دیکہی دو پانی سے بہرے ایک خالی اوسپر بہرے گہڑے گرانے مین اونکا پانی اوس مین گرتا ہی نہ خالی گہڑا نیم ناکام

ہی نوین بار عجب ماجرا یہ دیکھا کہ ایک گای اور بچہ علف زمین ہی سے چرتے کا دودہ گای پیتی ہی سو گہتی جاتی ہی
مگر جیتی ہی اور بچہ جو دودہ پیلاتا ہی ہر دم موٹا ہوتا جاتا ہی دسوین دن ایک چشمۂ آب موجب حیرانی نظر آیا
اندر خشک کنارون پر پانی نظر آیا مہران ہیستان سے کہنے لگا کچھ ڈر نہین چاہی خطر نہین کچھ دنون مین
سلطان روم تیری مرز و بوم مین تشریف ارزانی فرماوے گا عزم جنگ چھوڑ کر اطاعت کا دم بھرنا
وہ جو چار چیزین نادر دیکھا تیرے پاس ہین اونکو پیشکش کرنا اوسکے عوض مین تجکو تخت و تاج دے گا
تیرا راج دیگا کید نے کہا یہ تو مین نے سنا الا امیدوار ہون کہ ہر شب کی حقیقت جدا جدا بتا کے
انتشار دور دل کو فرحت و سرور ہو مہران نے کہا پہلے جو مکان رفیع الشان تھا وہ خانہ دنیا ہی سوراخ
چھوٹا ہی ہاتھی جو گذر گیا وہ سکندر ہی اس ملک سے چلا جاے گا گزند نہ پہونچے گا اور چار کھینچنے والے اوس
کپڑا جو دیکھا یہ قصہ طولانی ہی بڑی کہانی ہی پہلے زردشت کا طریقہ رواج پائیگا پھر ایک مسافر آئے گا موسی
علیہ السلام کا نام زبان لائیگا تیسری بار حکیم یونانی اپنی ملت کا بانی ہوگا چوتھے مرتبہ مذہب احمد حق کا
سب کا رنگ فق ہوگا اور تخت پر سر دیکھا نہ جو تھا سکندر کے بعد ایک بادشاہ سفلہ مزاج آئیگا تیری حکومت
بگڑ جائے اور وہ پھلی اور پانی پیاسے کے پیچھے دوڑ زمانہ آخر مین پیمبر خدا اسکا راہ نما ہوگا حماقت شعار
اوس سے فرار کرینگے وہ شفقت و عنایت کی راہ سے سب کے پیچھے دوڑ کے سمجھائے گا راہ راست پر لائیگا
وہ جو اندھے چلتے پھرتے لیتے دیتے تھے تیرہوین صدی ہین وہ لوگ ہونگے جنکو نفع و ضرر نہ سوجھیگا دنیا کی
حرص و آز انکو کور کرے گی اور بیچارا چھون کی عیادت جو کرتے تھے ایسا بھی زمانہ ہوگا کہ جمعات سے کر

دانایان ہند کے پاس جاوینگے وہ رنج اوٹھاوینگے گھوڑا دو منہ کا جو نظر پڑا اوسی عصر مین حرص و ہوا خلق خدا
کی دونی ہو جاوے گی یہ قصد ہوگا کہ جو چیز میسر آئے حلق مین اوتر جائے محتاجونکو نہ دیجیے پیٹ مین بھر لیجیے
دو گھڑے سے بھر ایک خالی جالی کرتا ہی ایک زمانہ مین دو حصہ امیر ایک حصہ فقیر ہونگے کہ دنیا کی ہوس مین
امیر ہونگے گھڑے کا اور گوسالے کا حال یہ ہی کہ تونگر محتاجون کا مال تاکینگے خاک پہانکینگے اور
وہ چشمہ خشک کنارہ تر اوسکا یہ ثمر ہی کہ اس سرزمین پر بادشاہ نادان تخت نشین ہوگا دست بستہ
عقلمند اوسکے گرد حاضر رہینگے جفا و جور سہینگے کید ہندی نے بڑا لطف اوٹھایا زوال سے
اوسکو نہال کیا با خاطر شگفتہ گھر آیا جسدم سکندر مع لشکر اوس نواح مین پہنچا کید کو بلایا اوسنے یہ جواب دیا

مرا چار چیز است کاندر جہان	کسے را نبد آشکار و نہان
کزان تازہ گرد دل ریش او	فرستم چو فرمایدم پیش او

فرستادہ یہ مژدہ فرحت اثر لایا یعنی کید کی بیٹی ہی چہپارہ کہ وہم نظارہ
خورشید تابان کی آنکہ جہپکاتی ہی چمک تک اوسکی چہرہ پر نور کی حجاب نقاب سے بجلی کی طرح کوند جاتی ہی
دوسرا مرد دانا کہ دنیا مین ہمسر نہین رکہتا تیسرا حکیم کہ فکر رسا اوسکی آسمان سے گذر جاتی ہی پر نہین رکہتا اگر
حکم ہو حرارت آفتاب یہ دو تا بیک نگاہ دور کر زنجبیل کا رکافور کرے جو دہنیت مین نفع عام ہو خاک
کا بس کہو دے کیفیت روغن بادام ہو کر شاہ الا جاہ اوس سے امتحان کہ پانی مین رطوبت نہ ہے بحر
مزاج نہ ہی دوران سر ہمیغز آسمان سے جالے ہر ہو صحرائی کو تب نہ آئے چوتہا قدح زرین آب ہی کہ وہ سبب
نایاب ہی اگر آتشکدہ جمشید مین ڈالو کہ برف سے زیادہ سرد ہوگا جب نکالوگے تمام لشکر اوسکے پینے

پینے کو ہم ہوگا سبکے سب سیراب ہوجائینگے اوسمین سے ایک قطرہ کم ہوگا سکندر کو سننیکی سکتا سا ہوا
ارسطو کے ہوش پریشان ہوے بادشاہ او وزیر حیران ہوے سکندر کو انتظار کی تاب نہ آئی چند تقریرین انہ
کیے کہ جلد لاؤ جسدم یہ لوگ کید کی صحبت مین پونہچے اوسنے بعد جہان نوازی اوس مہی خصال کو
مع اسباب او مال کے پہلے روانہ کیا پہر اوس مشہیر دانا کو اور طبیب پرتمکین کو با قدح زرین بہیجا سکندر نے
اوس لعبت چین کو اور قدح زرین کو سراپردہ خاص مین اختصاص بخشا طبیب او مرد ادیب کو امتحانا
روبرو طلب کیا فی الحقیقہ دم تقریر جو کچہ سنا تہا اوس سے زیادہ پایا صحبت کا لطف حظ زندگانی نظر آیا
شب کو اوس آفت جان سے عقد کیا تاب دیکہنے کی نلایا غش آیا پہر اوس جام کو بہر کے حیرت سے
نگاہ کرے

نظم

همہ از دست او خورد رطل گران | بران حسن بانظارہ کنان
بسان زرہ بر گل ارغوان | ز دیدار شد دیدہا ناتوان

پہر کید ہندی سے بحشم و جاہ
ملاقات کو آیا سلطان روم نے بہت تکریم کی پہلو مین جگہ دی وہ ملک او مال سب اوسے بحال رکہا
اوسکی مزید آبرو کا خیال رکہا

قنوج مین مع فوج آنا فور سے لڑائی ہونا

پہر اوسنے مع فوج دریا موج قنوج کی طرف آیا فور ہندی کو نامہ جاہ و جلال بدبدبہ سطوت کمال لکہا فور
نے جواب رقم کیا یہ مضمون حوالہ قلم کیا کہ دارا کو قتل کرکے آپ لیرے ہوے ہیبت سے سیر ہو گیے بلند
کیدی تہا پلیدی نفس سے دیکے آپ سے ملگیا

نظم

همہ رومیان را بکیدم بباد | بگیتی همین تخم زشتی مکار
سخن فور ازو فور دارم مراد | بترس از گزند بد روزگار

اس سبب سے سکندر آشفتہ خاطر ہوکے باوجود فوج کثیر جم غفیر اسی ہزار نامدار ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکے
چلا ادہر سے فور ساتھ ہزار ہندی بانک پٹہ چہے کا استاد جرار اور ہزار ہاتھی جنگی مردم در سونڈ میں
پٹا بہ سونڈ اکلزار ہو رہا سر بر غرور آسمان ور سا فیلبان سامنے سے نظر آتا ساتہ لیکر نکلا اسکندر کے گہو
ہاتھیونکو دیکھکے خوف کہانے لگے بڑے تہرانے لگے سکندر نے ارسطو سے ہاتھیونکا چارہ پوچہا بعد تامل کے
کہا ایک سوار اور گہوڑا لوہے کا طیار ہو جوف دونوں کا خالی رہے اوسمین نال اور بارود بہر دو پہر گہوڑا اور
سوار عرابے پر رکہا ایک پیادہ مہتاب لیکے ساتہ ہوا اور پیادہ کے بدن پر دوالی تا حرارت ضرر نکرے
گرمی اثر نکرے پہر پیادے سے ارسطو نے کہا یہ پلیتہ دم کے پاس لگا دینا بارود کو آگ جو پہنچی وہ
سے اوڑی توپ سے زیادہ آواز ہوئی دہشت وہان تمام لشکر پر غالب ہوا سکندر نے اس ترکیب کو پسند
کیا چند روز کسی حیلے سے لڑائی موقوف کی تو ہار حاجب سے طلب ہو طیاری ہونے لگی جسدم ایک ہزار
گہوڑا اور سوار طیار ہوا سکندر نے مقابلہ کیا ہندی اس بہید سے ناواقف تہے ہاتھیونکو ریلکے دفعۃً عرابوں پر
آگرے ہاتھیوں نے گہوڑونکو سونڈ میں لپیٹا ادہر سے لوگون نے آگ دی بہت جلگئے کتنے شور سے بلکے
اپنی فوج پر جہلاکے پہرے جب آس سے رومی اور ایرانی گرے فور کی شکست ہوئی فوج پست ہوئی
فور نے وفور جرات سے فوج پراگندہ کو جمع کیا ہاتہی تو نہ لے پیادہ و سوار پہر لڑنے لگے تا شام قیامت کا
قیام رہا سالہای دراز جس ہنگامے کا نام رہا جسدم رخ روز پر تیرگی چہائی رات کی کیفیت نظر آئی
دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے دوسرے روز سکندر نے فور کے پاس پیام بہیجا کہ تیری شجاعت اور

اور جرات کی وہ ہم سرزمین مصر مین باہم سنتے تھے اور سیر حال ہی تجکو معلوم ہی ہمت نہین چاہتی کہ
ہم تم بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے ہین اور ہزارہا بندہ خدا کا ہمارے واسطے خون ہولانگ
ہی کہ دونون لشکر تماشائی ہوون ہم تم طالع آزمائی کرین باہم لڑین جسکو پروردگار فتح و
نصرت دے وہی ملک مال سے سلطنت کرے فور نے جواب دیا جواز تھا دیدہ امیر اعین المطلب

دلیران نظارہ کنان از دو صف		یہی تھا الغرض **نظم** دو خنجر گرفتند ہر دو بکف

اسکے بعد فور نے تیغ ہندی چمکا کے سکندر پر لگائی والی روم نے خالی دی ہنوز فور سنبھلنے
نہ پایا تھا کہ بجلی کی طرح تڑپ کر سکندر آیا اور شمشیر صاعقہ کردار سے پہلا وار کیا خود کو کاٹ کے
سر و گردن کو کاٹا جسم کے ساتھ زرہ و جوشن کو کاٹا گھوڑے کے تنگ تک یکشادہ پیشانی
اوترا ای دو ٹکڑے ہو گئے ہندیون کے بخت سو گئے فور کے بعد نامداران فوج اوسکے لڑائی
کے آمادہ ہوے سکندر نے کہا یہ حرکت تمہاری بیجا ہی بغیر رئیس کے کیا لڑائی ہی آخر کار وہ دست بستہ
حاضر ہوے قلعے مین لے گئے خزانے اور دفینے سے آگاہ کیا سکندر نے کسی فور کے وارث کو
بادشاہ کیا دو مہینے قنوج مین مقام کیا وہانکا انتظام کیا پھر وہان سے خانہ کعبہ کا سفر انجام کیا سکندر نے
سنا تھا کہ ابراہیم خلیل نے خانہ رب جلیل بنایا ہی اگرچہ وہ سب سے منزہ اور بری ہی لامکان ہی مگر وہ
جگہ پرستش گاہ ساکنان جہان ہی قنوج سے کوچ کرکے شرف اندوز ہوا بعد حصول زیارت
نصر افیث نام نبیرۂ ذبیح اللہ علیہ السلام کہ شریف مکہ تھا اور اوسنے استقبال کیا تھا

اوسکو مالا مال کیا پھر آل اسمعیل نے خداعہ کے خدع سے فریاد کی طلب امداد کی کہ یمن و حجاز اوس
دغاباز نے بزور و تعدی ہمسے چھین لیا ہمکو وہان سے نکال دیا سکندر نے کچھ جرار اور جانباز حجاز کو بھیجے
خداعہ کی جان گئی ریاست ظلم سے دون کو ملی پھر سکندر جدے سے ہو مصر مین ایک برس بسر کیا اندلس
کے ملک مین ایک عورت بے نظیر صاحب سریر تھی قیدافہ نام سکندر نامہ بر بنکے وہان گیا دم تقریر اوسنے پہچانا
کہا اے پسر فیلقوس خوب ہاتھ آیا اب تیرا مارنا یا جیتا چھوڑنا میرے ہاتھ ہی سکندر نے انکار کیا اوسنے مرقع منگوا کے اوسکی شبیہ سامنے رکھدی

بیاورد و بنہاد پیشش حریر ۔۔۔ نوشتہ برو صورت دلپذیر
بدندان سکندر بخایید لب ۔۔۔ برو تیرہ شد روز چون تیرہ شب

جسدم سکندر کو اوسنے تردد مین پایا اطاعت کی سر جھکایا اور امان
اپنی اولاد کے واسطے چاہی سکندر وعدہ کر کے رخصت ہوا اوسکے بعد جس شہر مین گذر کرتا
وہان کے حاکم کو پہلے یہ لکھتا

نظم

مرا با شما نیست آہنگ رزم ۔۔۔ بدل آشتی دارم و رای بزم
نخواہم کہ جائے بود در جہان ۔۔۔ کہ دیداران باشند از من نہان

اسی طرح ہفت اقلیم کی سیر کی جو لڑا اوسکو مارا جسنے اطاعت کی وہ اچھا رہا جانا

سکندر کا ظلمات مین بخواہش آبحیات رہبری خضر علیہ السلام کی نا یافتہ پھر آنا حسرت اوس تشنہ کام کی

ایکجا کسی نے خبر دی کہ اس پہاڑ کے اوسطرف اندھیرا ہی اوسمین چشمہ آب نایاب ہی جسنے اوسکا پانی پیا موت سے
امان پائی زندگانی جاوید ہاتہ آئی وہانکا عزم کیا خوبی تقدیر کہ خضر علیہ السلام سا راہبر ہوا مگر

کر چشمے پر نہ گذر ہوا وہان سے ناکام جب پھر ایک شہر مین پونہچا خلقت وہان کی جہان نواز مسافر دوست
تہی اونسے پوچہا کوئی چیز عجیب و غریب بہی تمہاری بستی مین ہی ہان لوگون نے کہا درخت کا جوڑا ہی
ایک نر ایک مادہ ہی جو کوئی اونسے دن کو سوال کرتا ہی تو نر قیل و قال کرتا ہی وگر رات ہوئی تو مادہ
سرگرم حکایات ہوئی یہان تک کہ آیندہ کی خبر دیتے ہین جو کچہہ ہونے والا ہی لوگ اونسے پوچہہ لیتے ہین
یہ سنکے سکندر درخت کے پاس گیا دفعۃً آواز درخت سے آئی کہا کہ ای سکندر تمام عالم مین پہرکے یہان
تشریف لائے سلطان روم نے بہت استعجاب کرکے اپنی قضا کا زمانہ پوچہا جواب ملا کہ پہر حال چہار سال
اور دشت غربت مین وطن سے دور عزیزون سے مہجور یہ کلمہ سنکے بر جناح استعجال وبال اقبال وطن کی طرف
روانہ ہوا اسکے بعد قصے سد یعنی بنای سد نظر پڑا الا کلام خدا کے خلاف تہا فقیر کے نزدیک جہوٹ صاف تہا
نہ لکہا کہ وہ ذوالقرنین اکبر تہا یہ وہی سکندر تہا حاصل کلام یہ کہ جب تین برس گذرے وہ لوگ جنسے جدل کیا
جانفشانی اور مدت سے سرگردان تہے سبکو ملک بانٹا بالیاقت اور حوصلے کے مطابق اور تقسیم شدہ دیار ایمان
سو کر اقرار لیا کہ کوئی آپس مین کسی اور پر ظلم و جور نکرے جنگ و جدال کا طور نکرے بلکہ ہمدم و ہمداستان رہی
فرقہ طوائف الملوک مشہور ہی کتب معتبر مین مسطور ہی جب ملک تقسیم کر چکا صحت نے منہ پہیرا مرض الموت
نے گہیرا کوچ کا زمانہ اس نے جانا قریب ہوا در خزانہ کہولا محتاج و غنی کو یکسان کر دیا پہر وصیت کی کہ
اسکندریہ مین مجکو دفن کر دینا ارسطو بہی اس عرصے مین آ پونہچا سب دیکہا کیے وہ چل بسے چالیس دن
ماتم رہا حشر کا عالم رہا خلق خدا نے گریبان چاک کیا روپیٹ کے پوشیدہ تہ خاک کیا

نمانی همی در سرای سپنج	چه نازی بتاج و چه نازی بگنج	نهفتند صندوق او را بخاک
ندارد جهان از کسی ترس و باک	صد و سی و شش سال و شنبه را بگذشت	نگر تا چه دارد ز گیتی بهشت

ذکر ساسان دارا کے بیٹے کا ہند جانا کابل مین آنا بابک کا خواب بیٹی کی شادی اور انکا نکلنا

جس تمامی ہزار دو برس تک نوبت شاہی کی دولت سکندر آئی اونکو اسکانیان اور طوائف الملوک کہتے ہین دو سو برس اونکی حکومت رہی

بدینگونه بگذشت سالی دو صد	تو گفتی که اندر جهان شاه نیست	نکردند یاد این ازیشان ازان
برآسود یکچند روی زمین	تواریخون مین بجز نام اور تفصیل تمام نہین لکہی اور فردوسی نے بہی لکہا ہی	
از ایشان بجز نام نشنیده ام	نه در نامهٔ خسروان دیده ام	اور زوال انکا ساسان جو نسل

دارا سے تہا اوسکے باعث ہوا شرح اس حکایت کی یہ ہی کہ جب دارا اپنے نوکرونکی کوشش سے مارا گیا ساسان نام جسکا اوسکا بیٹا تہا وہ بہاگکے ہند مین آیا وہانسے کابل گیا کسی شبان نے بکریان چرانے پر رکہ لیا وہان فلک کے ساتھ دیکہے بابک نام ایک نامدار با وقار تہا اوسنے خواب مین دیکہا کہ ایک جوان مست ہاتہی پر سوار ہی اور اوسکے سوار و پیادے کی قطار ہی اور سب کہتے ہین کہ ای خوشنو سلطنت تجکو مبارک ہو بابک نے اوسکا نام پوچہا وہ بولا ساسان آئے وشیر صاحب شمشیر دوسری راتکو پہر وہ فیل کوہ پیکر اور وہ جوان مد نظر ہوا اور آگ کا شعلہ تا فلک بلند ہی وہ کہ رہا ہی اسکو پوچہ کہ مذہب اور ملت ہمارے باپ دادا کی روشن بعد خلقت اوسکا فرمان بجا لاتی ہی آگ کی پرستش ہوتی جاتی ہی بابک نے اوس دن بہی نام اور مسکن و مقام پوچہا وہ بولا کابل مین فلانے چوپان کا ملازم یہ جوان ہی دم سحر بابک اوٹہا اوس گڈریے کو مع چرانے والے کے بلایا ہم

جسدم روبرو آیا بابک نے جوان خواب پایا جسکو ہاتھی پر سوار دوبارہ دیکھا تھا اکیلا بیٹھا کے اوس سے نام اور
وطن کا مقام اور باپ دادا کا حال پوچھا ساسان ہراسان ہوا نہ بتایا بابک نے جب قسمین کھائین کہ
نہ خوف و خطر ہے مقدمہ اظہار کرین تجھسے سلوک کرونگا ایذا نہ دونگا اوس وقت آکے کہا ساسان اردشیر
اور میرا باپ مثل خورشید آشکارا تھا نام دارا تھا بابک نے چرواہے کو رخصت کیا اوسکو اپنے پاس رکہ لیا کچھ
دنون کے بعد اپنی بیٹی کا عقد ساسان سے کیا وہ بارور ہوئی اوسی سال ثمر لائی فرزند پری پیکر پیدا ہوا
صورت مین مہر درخشان چہرے پر فر و شوکت کیان نام اوسکا اردشیر بابکان مشہور ہوا جب جوان ہوا
علم و ہنر سے بہرہ ور ہوا قابل ریاست شایان حکومت وہ پر شوکت نکلا فردوسی

چنان شد بفرہنگ و دیدار و چہر	تو گفتی ازو بر فروزد سپہر	اون روزون مین کا پادشاہ اردوان

تھا اوسنے خبر پائی کہ دارا کی نسل سے ایک شخص کابل مین ہی آکے بابک کو نامہ لکھا کہ میرے پاس اوسکو بھیجدے
تعلیم و تربیت پائیگا آوارگی سے کیا ہاتھ آئیگا مجبور بابک کو کچھ بن نہ آیا جواب یہ لکھا اردشیر بابکان کو بھیجا ہے
تو آن کن کہ از رسم شاہان سزد   مبادا کہ بادے برو بر وزد   اردوان اوس سے ہوا انکو دیکھکے بہت
شاد ہوا فرزندونکی روش پرورش کرنے لگا اوسکے چار بیٹے تھے اونکے ہمراہ یہ بھی سیر و شکار کو جاتا باہم
چوگان بازی شکار افگنی تیر اندازی ہوتی ایک روز آپسمین تکرار ہوئی بہت طول ہوا اردوان و جہانبینے
طول ہوا لیکن اتنا برہم ہوا کہ اسکا ترحم کم ہوا اردشیر بابکان غمگین ہراسان رہتا تھا غیر جنسون سے حال کہتا تھا
قضا سے کار اردوان کی کنیز باتمیز گلنار نام نازک اندام کہ خزانے کی کنجی اوسکے پاس تھی بڑا اقتدار تھا

جز وکل پر اختیار تہا وہ سپہر عاشق زار تہی ایکدن شبکو ملاقات ہوئی بے تکلفی کی حرکات ہوئی اوسنے کہا
اب یہ مقدمہ چہپانے کا کہل گیا تو ہمارا تمہارا لہو بہنے کا مصلحت یہی فرار ہو کسی اور شہر مین چلو غرضکہ بر دو معین
وہ زن مردانہ کچہ جواہر کچہ خزانہ اور دو گہوڑے جو ہوا سے جلد رو تر جانے ہون لائی آدہی رات تہی جو وہ قول کی پوری
لیکر نکلی پہر دن چڑہے ایک چشمے پر پہنچے کسل راہ سے دونون کے حال تباہ تہے اوترنیکا قصد کیا کہ دو مرد خدا
غیب سے پیدا ہوئے انسے کہا فوج تمہاری تلاش مین آتی ہی یہان نہ ٹہرو سیدہے پارس کو چلے جاؤ نصیب کو
آزماؤ یہ دونون سنبہلکے باقدم تیز گرم خیز ہوئے اردوان کو یہ حال جو معلوم ہوا فوراً تہوڑے پہلوان بہت
زبردست جوان گرفتاری کو روانہ کیے یہ تو وہان سے چل نکلے کچہ دیر نہ لگی کہ وہ سب اوس چشمے پر پہنچے خستہ
خراب وہ اوس سے گہوڑے ہلاک سوار بیتاب تہے انکا حال پوچہا لوگون نے کہا دم ٹہر دو گہوڑے رنگ سرخ
اور دو سوار آندہی سے تیز گرم خیز تہے بجلی کی طرح چمکلے نکل گئے اونکا ہاتہ آنا بہت محال ہی اگر یہ عزم ہو
تو فاسد خیال ہی وہ تو تہک چکے تہے بیٹہنے اوسی جا مقام کیا دن کو تمام کیا صبح کو جیسے آئے تہے ویسے
ناکام اردوان کے سامنے گئے اوسنے کاہنون سے انکا حال پوچہا اونہون نے کہا سلطان عظیم الشان
ہوگا تیر انشان اور نام مٹائیگا پہر اس شہر مین آئیگا یہ کثرت اندوہ سے بیمار ہوا پہر پہلوانون کو
پارس بہیجا کہ پکڑ لائین اور بابکان کلنار کو لیکے اسطرح پارس مین وارد ہوئے وہان کے حاکم نے اوسی شب کو
خواب مین دیکہا تہا کہ اردشیر بابکان نسل کیان سے یہان آیا ہی حاکم ایران ہوگا سلطان ہوگا یہ جو انکا
بڑی تلاش سے اوسکو جستجو کرکے اردشیر کو اپنے گہر مین لایا رؤسای شہر اور رعیت کو بلایا خوب

خواب سنایا اونکو کہا یا وہ سب دست بستہ مطیع ہوے مع گہر بار جانفشانی اور رفاقت کو طیار ہوئے قصہ

اردشیر بابکان کا اردوان سے لڑائی اوسکی گرفتاری و قتل پہر حاکم ہونا تمام ملک

ایران کا جسدم اردشیر بابکان بشوکت و شان تخت پر جلوہ گر ہوا ملک ستانی کا عزم نظر ہوا حاکم سے صلاح ہی کہ پہلے اردوان کو شکست دیجیے پہر اورون کا بند و بست کیجیے القصہ وہان کا قصد کیا اوسنے تباک نام پہلوان تہا اوسکو سپہ سالار کیا اور بہمن جو اوسکا بیٹا تہا اوسکو ہمراہ کرکے روانہ کیا اردشیر نے پوشیدہ تباک کو نامہ بڑے تپاک سے لکہا کہ ادہر چلا آ وہان سپہسالاری ہی یہان تجہے اسسے حکومت بیاری ہوگی وگرنہ بیدلان دیکہ لینا جو ذلت و خواری ہوگی تو وہ اسکی سلطنت کی خبر پیشتر سن چکا تہا جسدم مقابلہ ہوا اپنے عزیز و یاران ساتہ لیکے اردشیر کی فوج مین چلا آیا بہمن بد حواس ہوا باپ سے مدد چاہی خود لڑنے لگا فردوسی

چو شیران جنگی در آویختند	چو جوی روان خون ہمی ریختند	آخر کار بہمن زخمی ہوکے فرار ہوا تمام لشکر

اردشیر کا مطیع ہوا اوسنے بقدر لیاقت و فراخور حال سبکو زر و مال مرحمت کیا لشکر کثیر جم غفیر لیکے پہر آیا

آیا اردوان بہی با سپاہ فراوان نکلا	چہل روز ہر دو طرف جنگ بود	بدان رزمگہ ستان جہان تنگ بود

اردوان کی شکست ہوئی بہاگا نامداران فتح نصیب دوڑے زندہ گرفتار کیا اردشیر کے روبرو لائے سے

گرفتار شد در میان اردوان	ببردند در پیش شاہنش دوان	بخنجر میانش بدو نیم کرد
دل بد سگالان پر از بیم کرد	اس فتح کے بعد اردشیر بابکان شاہنشاہ ایران ہوا تمام ملک قبضہ	

آیا کسی نے سر اوٹہایا تیس برس سلطنت کی اسکی نسل سے جو بادشاہ ہوا اوس جماعت کو ساسانیان لکہا ہے

تفصیل نام کی جو ملوک طوائف ساسانیوں سے ہوئے اور تعین سلطنت کے زمانے کا اور دنیا سے جانے کا

اردشیر بابکان کے بعد بیٹا پور اوسی کا پور ستہ تو تخت نشین ہوا اکتیس برس حکمرانی کی پھر ہرمز ثانی کی
نو مہینے ایک سال آذر مرد اوسکا خلف سریر آرا رہا اسکے بعد بیٹا اوسکا بہرام قائم مقام پدر ہوا تین برس تین مہینے
کے بعد دنیا سے سفر ہوا اوسکے بعد بہرام بن بہرام تخت پر بیٹھا اونیس برس تا سمایش تمام حکمران رہا پھر بہرامیان بن
بہرام چار مہینے کار فرما ہوا اوسکے بعد شاپور ذوالاکتاف نے سترہ برس حکومت پر ہاتھ صاف کیا پھر اردشیر نکوکار
ستودہ اطوار کا چار مہینے دس برس سلطنت پر دسترس ہوا اسکے بعد شاپور اردشیر پانچ برس بادشاہی
کے پھیر میں رہا پھر بہرام بن شاپور حکومت پر پندرہ برس مامور ہوا اوسکے بعد بہرام کا بیٹا یزدجرد بائیس برس
مرد میدان نبرد ہوا پھر بہرام گور ساٹھ برس کے بعد لقمہ دہن گور ہوا بعد پندرہ برس تک فیروز شاہ جہان پناہ رہا
اسکے پیچھے قباد بادل شاد چالیس سال با عدل و داد تخت نشین ہو کے برباد ہوا پھر نوشیروان عادل سنتالیس
برس کامل صاحب تاج و تخت رہا چار دانگ عالم میں عدالت کے بدولت نام ہوا آج تک شاعر مثال دیتے ہیں عادلون
میں پہلے اوسی کا نام لیتے ہیں انصاف و عدل کا اوسپر اختتام ہوا اوسکے بعد چھ مہینے ایک سال بہر حال اردشیر کار فرما
ہوا پھر چار مہینے توران دخت نے سلطنت کا کام کیا دورے کو تمام کیا الغرض بیست یا کم و بیش ہوا سو
برس یا ایکدن سلطنت کی آخر کار درگور ہوا فردوسی نے یہین تک لکھا ہی بیان سکندر کا تحقیق سے

تحریر راویان سلف سے ابتدای نشو و نما انجام تک صبح ہستی کی شام تک

سکندر ذوالقرنین کے مقدمے میں قول مختلف ائمہ اخبار اور راویان سلف نے لکھے ہیں نظم

سکندر بر آفاق چون دست یافت
پی دانش و نیکنامی شتافت
بروزش همه معدلت کار بود

شبش تا سحر پیشه تکرار بود
به بزم ار چه کوشش نمودی و رزم
بدانش همی فخر کردی و خرم

بهر زانکان سیم دادی و زر
فرومایگان را براندی ز در
هنرمند را همچو جان داشتی

زسته راتشش برتر افراشتی

اور سکندر کا نام یونانی لغت مین اخشیدروس ہی یعنی فیلسوف اور یہ
لفظ مخفف فیلاسوف ہی یونانی محب کو فیلا اور حکمت کو سوف کہتے ہین یعنی محب حکمت اور وہ
لوگ جو صراف زر نقد ہنر کے ہین اور جوہری سلک بہای سیر کے ہین کہرا کہوٹا اونکی زبان سے
کہلاتا ہی تبا اونہین کے بیان سے لگ جاتا ہی اونکی ذات سے اخبار کہن کا رواج آج تک ہی زمانے مین جاری ہی
تقریر اونکی بیت الضرب سخن کا گہن ہی حاصل کلام کا ہی کہ سکہ اونہین کے نام کا ہی وہ سکندر کو
ذو القرنین اصغر لکھتے ہین اور ذو القرنین اکبر کو صاحب سد بلارو وکد لکھا ہی جیسا قرآن مجید فرقان
حمید مین آیا ہی پروردگار نے فرمایا ہی القصہ ناقلان آثار سلف اور راسخان اخبار خلف سے معلوم
ہوا کہ اسکندر ثانی کو ذو القرنین اور رومی یونانی لکھا ہی بادشاہ تہا عالی قدر گردون جناب شہریار
کامران خورشید رکاب اوسکی شجاعت کی داستان صفحہ روزگار پر مسطور ہی خاص و عام کی زبان پر مذکور
ہی اور جود و سخاوت کا اوسکی جہان شکرگزار ہی عالم مین مشتہر ہی بیستان جنگ و جدال مین پنجہ شیر
پر دست پہیر کرتا تہا زبردستی زیر کرتا تہا اور عرصہ قتال مین کار شمشیر کرتا تہا ایک کو دو کرنے مین
دیر یک نہ دیر کرتا تہا قہر کی نگاہ عدو کے سینے ناوک کا تیر ہوتی تہی نظر کے پہرتے ہی اجل دامنگیر ہوتی تہی

در صد ہزار قرن سپہر پیادہ رو	نادیدہ چو او سوار بمیدان کارزار	لشکر منصور اوکا مرز و بوم روم سے ختا

ختن تک اور ہند سے تا سند کلہ شکن دشمن کا رہا وہی کیا جو زبان سے کہا مالک بساط بسیط ہو کرہ عالم پر محیط ہوا حسب و نسب مین بہی اوسکے قول مختلف ہین ایک گروہ نے خلف دارای اکبر لکہا ہی جیسا تحریر ہو چکا ہی بعضون کا قول ہی کہ بادشاہ سکندریہ بازر تہا فیلقوس نے بیٹی اپنی اوسکو دی مدت کے بعد سنے صدور قصور مغدرۃ قیصر کو با وجود حمل روم کی طرف روانہ کیا راہ مین سکندر پیدا ہوا ملال کے باعث اوس غم رسیدہ نے جنگل مین زیر درخت رکہدیا وہان بکریان چرتی تہین بحکم خالق بیچون و بالہام فرمانروای کن فیکون ایک بکری اوس غول سے جدا ہو کے لحظہ لحظہ سکندر کو دودہ پلانے لگی اوسکی مالک عورت ضعیف بوڑہی نحیف تہی اوسنے دیکہا میری بکری بار بار جنگل مین جاتی آتی ہی وہ بہی اوسکے پیچہے گی سکندر تک پونہچی ایک نونہال صاحب حسن و جمال ثمر نوخیز بوستان دولت و اقبال تہا نظر پڑا الفت جوانی اوٹہا لائی بآئین شایستہ پرورش کرنے لگی جسدم قابل تربیت ہوا ادیب کو سونپا چند روز مین ذہن رسا کے باعث زیور فضل و کمال سے آراستہ ہوا اتفاقات زمانہ کسی جرم پر حاکم شہر نے اوس ادیب کو وہانسے نکالدیا وہ مع سکندر جہان اوسکی ماں تہی اوس شہر مین آیا ایکروز رہبر یکبند سکندر کی مان کی نظر اسپر پڑی بمجرد نگاہ فراست شاہانہ کی راہ سے اور جوش مہر مادری سے آگاہ ہوئی کہ یہی لڑکا ہی جسکو صحرا مین چھوڑا تہا سینے سے مہری منہ سے اوڑا تہا فرط الفت سے طلب کیا حال دریافت کیا جیسا خیال تہا سچا نکلا فیلقوس کے روبرو لائی حکایت گذشتہ بیٹے کی باپکو سنائی قیصر

قیصر نے دلائل شجاعت و مردانگی شمائل ابہت و فرزانگی سکندر کے رخ انور سے مہر کے مانند درخشان اور اختر رفعت طلعت بیضا
طالع سلطنت سے تابان و نمایان دیکھا اور تباشیر سحر فیروزی بہروزی جبہہ مہر سیما جبین مشتری ضیا سے جلوہ پیرا پائی و زیور اقبال
و دولت کی چمک دمک شمع طور سے زیادہ دور سے نظر آئی بہت خوش ہوا خود بخود محبت کا جوش ہوا لاولدی
کا غم فراموش ہوا دہوم سے جلسہ طرب و سرور کیا و فرط الفت سے اپنا بیٹا مشہور کیا تھوڑے دنون کے بعد قائم مقام
اور ولیعہد بصد احترام کیا رطب و یابس پر اختیار کلی دیا جسدم تاج شاہی نے فرق مبارک سکندر سے
زیب و زینت پائی فیلقوس نے بتاکید اکید فرمان کیا کہ ارباب فوج و حشم مجمع خدم عامہ رعایا کافہ برایا
اطاعت و فرمانبرداری سکندر کی لازم و واجب جانین جو کچھ ارشاد کرے بلا تردد و توقف بجا لائین جب سمجھ
کہ چکا اور اوس خجستہ بخت سعادت نشان کو بسان موم لائق نقش نصیحت پایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ ای
فرزند ارجمند مراسم حکومت سلطانی مین اور رسوم ایالت و جہانبانی مین پیروی خصال برگزیدہ
آبا و اجداد کرنا اور قواعد معدلت گستری اور رعیت پروری مین بسان شاہان گذشتہ
قدم دہرنا کہ خبر نیک اور انوار فضل مانند شعاع شمس ارض سے تا سما پہونچے اور بنیاد سلطنت
تا کا دثرا لو پہنچے اور معاملات شرع مبین مین اور رفعت اعلام ملت و دین مین کد از حد رکھنا اور
مشہور ہی کہ حفاظت ممالک نگہبانی مسالک بے لشکر جرار یعنی پیادہ و سوار ناممکن ہی پس لازم ہی
کہ نظر عنایت و الطاف ارباب سلاح کے حال پر بہت ہو تا معتقد و راضی کرنا کہ زبان انکی تیغ و خنجر
کی بیان کرنے والی آیت فتح و ظفر ہی اور نوک انکی سنان جانستان کی اور پیکان انکے تیر ابدار کی

ہنگام کارزار دم گیر و دار سینہ عدو مین شرر افشان بسان آتش سقر ہی اور حسب رقم قلم
کی واجب سمجھنا کہ نوک خامہ عنبر شمامہ ہر فرد کی دفتر روزنامچہ ضبط و انتظام ہی اور
فہرست جمعیت خاص و عام ہی اور عزت و توقیر علمای صاحب فضل و کمال کی
دلیل قوی ہی ترقی دولت و اقبال کی اور امداد و اعانت صلحا و فقرا جو گوشہ نشینی خلوت گزینی
مین شرائط عبادت کسب ریاضت سے غافل نہین رہتے پر ضرور ہی اس واسطے کہ اثر انفاس
کیمیا خواص اس گروہ حق پژوہ کا وہ ہی جو مس کو زر کرتا ہی سوکہی ٹہنی کو پر برگ و ثمر
کرتا ہی بارگاہ کبریا مین انکو رسوخ ہی صفای قلب سے ماضی و مستقبل کا حال نظر آتا ہی
تیر دعا انکا ہر بار لب معشوق ہو جاتا ہی اور صیقل عدل و انصاف سے آئینہ جمال
رعیت بہر حال غبار جور و بدعت سے شفاف رکہنا تکلیف شاق معاف رکہنا اور رفع
حاجت اور اجرای امور سیاست اور حرج کار ریاست مین تقصیر غنی شریف دنی
مقیم ہو یا گذری ہو زمرہ رعیت سے ہو یا فرقہ لشکری ہو ترک یا تاجیک ہو دور یا
نزدیک ہو ہندو ہو یا مسلمان نصارا یا گبر ہو مساوات کو کار فرما ہونا نہ کہ ان پر
جبر ہو اور نظم و نسق انتظام امور مالی و ملکی کے واسطے آدمی کاردیدہ تجربہ رسیدہ
عالی خاندان والا دودمان مقرر کرنا اگر ٹکسال باہر ہوگا کاہ پروازی سے نہ ماہر
ہوگا پست ہمتی رکاکت اصل سے روپی کے لالچ مین انبار روسیاہ کرے گا ملک کو تباہ

تباہ کرے گا رعایا پر رعب نہو گا دل مین ذلیل جانینگے سرتابی کرنے لگینگے حکم
نمانینگے اور چھوٹی امت سے ربط نہ بڑہانا غیر جنس کو مصاحب نہ بنانا نگہبانی کو
اپنی ذات کی خبرداری کو قلعے اور مکانات کی جستجو یان چستہ دلیران آزمودہ کار خنجر گذار
معین کرنا کہ دم کا یا رزم و پیکار حق نمک ادا کرین سر اپنا زیر قدم فدا کرین گرمی
مین نرم ٹھہرتا نہین ایسے وقت مین بد اصل رفاقت کا دم بھرتا نہین اور مقدمہ اخبار کہ
سلف سے سلطنت کا مدار اسی پر چلا آیا ہی بہت معتمد امانت دار دیانت شعار کو دینا
جو کوئی خبر کسی کا حال پوشیدہ اور اخفا رکہے بہاٹ کی طرح ٹہاٹ بدسکے
پرچہ نہ بھیجے اور مملکت کی راہون کو چور ٹہگ قزاق راہزن سے پاک کرنا
اس کام پر مقرر مرد چالاک سفاک کرنا کہ مسافر اور سوداگر اندیشہ پائین سونا اوچھالتے
چاندنی راتون مین اپنے گھر جائین مستحق محروم نہونے پائے داد خواہ کا ہجوم نہونے پائے کہ
زیردست کو زبردست سے گزند نہ پہنچے عرش تک نالہ دردمند نہ پہنچے غریب غربا جب داد
بیداد از حد کرتے ہین اسپر بھی جب کوئی نہین سنتا تو تہکگے دعا بد کرتے ہین اور فرصت کا وقت
غنیمت جانکے بیکار نکہونا رعیت کی خبرداری سے غافل نہونا کہ وقت از دست رفتہ
و تیر از شست جستہ پھر نہین آتا ہی افسوس رہجاتا ہی **بیت** سدا دور
دوران دکہاتا نہین گیا وقت پہر ہاتہ آتا نہین خودغرض اگر دربار مین بار پائیگا

فتنۂ خوابیدہ کو جونکانے کا ظلم وجور سے کسی کا مال نلینا مظلوم کا وبال نلینا اور محتاج غریب روزی کی تلاش مین جو بنات النعش کی طرح پریشان غریب دیار ہوگئے ہون اونکو عقد ثریا کی صورت جمع کرنا کہ خلق کی کثرت شہر کی رونق باعث آبادی ہی رعیت کا اوجاڑنا نشان بدبختی علامت بربادی ہی کتب تواریخ مین بہت کچہ لکہا ہی فقیر نے انہین چند فقرون پر ختم کیا ہی کہ تقریر کا طول دیکہنے اور سننے والے کو ملول کرتا ہی عقلمند کو نکتہ کافی ہی جسپر خدا کی عنایت ہوتی ہی یا ہادی کامل کی ہدایت ہوتی ہی وہ مختصر مین طول کا مطلب حصول کرتا ہی اور شمس الدین محمد بن محمود شہر وزی نے لکہا ہی کہ سکندر فیلقوس کا صلبی بیٹا ہی چنانچہ نزہۃ الارواح جو تالیف کی اوسمین جہان بیان حکما تواریخ فضلاے یونان لکہا ہی کہ فلوس نے فیلقوس کو مارا اور سبب مرگ فیلقوس کا ایک امیر فلوس نام اراکین سلطنت سے تہا وہ حرم محترم خاص یعنی سکندر کی مان پر فریفتہ ہوا یہان تک نوبت پہنچی کہ خواب و خور سے گذرا شب و روز خیال جمال مین اوجہا

	رباعی	
عشق ست کہ شیر زر زبون آید ازو		صد گونہ محن الفت برون آید ازو
گہ دوستی کند کہ جان آساید		گہ دشمنئے کہ بوی خون آید ازو

ہر چند فلوس نے بیسیار روپیا زر و جواہر پیشکش کیا اوس صاحب عصمت نے دولت اور مال کا مطلق خیال نکیا جب مدسہ اور افسون اوس نطفہ در کرون کا نچلا فیلقوس کا مارڈالنا دل مین مصمم کیا وقت کا منتظر ہوا ناگاہ فیلاطوس ایک بادشاہ تہا بیٹیا اوسکا سخت گمراہ تہا اوسکی گوشمالی کو فیلقوس

فیلقوس نے فوج جرار ایک سرہنگ باوفا کے ہمراہ روانہ کی اور اوسی زمانے مین سکندر کو بہی افونس
پر تسخیر مدینہ کے واسطے بافوج کثیر بہیجا چلتے شیر بیشہ شجاعت تہے شہزادہ باسعادت کے ساتہ چلے گئے
فلوس نے میدان خالی پایا فرصت کا ہنگام ملا گروہ اشرار جو اوس سے یار تہا ہی اونسے قول و
قرار تہا اونکو لیکے قیصر کے سر پر آیا اور زخم خنجر و شمشیر سے اوس نے قیصر کو مجروح کر کے سطح
خاک پر با جسم چاک گرایا اہل شہر جمع ہوئے سلطان بیجان کو اوٹہا لائے قضارا سکندر
اوسی روز داخل ہوا یہ ہنگامہ دیکہ کے سنکے محل مین محل پونہچا دیکہا تو وہ نابکار اوس عصمت شعار سے
دست و گریبان ہی سکندر ترکیب سے چیخنے لگا کہ اوس ملعون کو اس انداز سے زار و زبون کیجیے کہ مانگا خون نہو
وہ دلفگار پکاری کہ اگر تجکو میرے زخمی ہونے کا خیال ہی تو مجکو بست و بال ہی میرا قتل منظور کر
اس حرامزادے کو میرے نزدیک سے دور کر سکندر کو جوش غیرت سے طیش آیا ایک ضرب شمشیر
آبدار سے فلوس منحوس نابکار کے دو ٹکڑے کیے باپ کے سرہانے آیا اوسکو آفتاب لب بام
چراغ سحری دنیا سے سفری کام تمام پایا فیلقوس نے اعیان سلطنت وزیر امیر تیغ خواہان دولت کو
بلایا بیعت سکندر مین سبکا سر جہکایا پہر ارسطو سے سکندر کی تعلیم و تربیت مین تا دیر گفتگو کی سرای
فانی کو چہوڑ کے مقام جاودانی کی راہ لی سکندر نے بعد فراغ تجہیز و تدفین پدر و انقضای
ایام تعزیت بار دگر خاص و عام کو طلب کیا تخت سے اوتر کے مجمع مین کہڑا ہوا اور بہ آواز بلند
وہ با اقبال سعادتمند سب سے مخاطب ہو کے دہان گہر فشان زبان سحر بیان سے فرمانے لگا

کہ ایہا الناس تمہیں خوف و ہراس اگاہ ہو کہ بادشاہ تمہارا مثل شاہان گذشتہ اور بحکم کل نفس ذائقۃ الموت
فوت ہوا سلطنت سے منہ موڑ کے دار فانی کو چہوڑ کے راہی عالم بقا ہوا مجکو تمپر حکومت اور جبر روا
نہین کبہی مین نے ایسا کام کیا نہین مجہے اپنا ممد اور معاون ناصح امین جانو جو مین کہتا ہون
اوس بات کو مانو میرے کلام کو دل مین سچا و صادق بالیقین سمجہو اوس شخص کو اپنا حاکم بناؤ جو
پرہیزگار ہو امر و نہی مین پروردگار کا فرمان بردار ہو ضعفا و مسکینون پر رحم کرے ظلم و جور
حکومت کے ثبات مین کم کرے رعایا برایا لشکری کے حال سے خبردار ہو تم لوگ شہر سے امین ہو
خیر کے امیدوار ہو یہ خطبہ طول و طویل ہی راقم نے بخیال اختصار فقرات قلیل پر تمام کیا کتب حکمت
مین آغاز سے تا انجام ہی یہان حرف طوالت کلام ہی حاضران جلسے یہ کلام بلاغت نظام جو کبہی کسی
بادشاہ عالیمقام سے نہ سنا تہا سنکے تعجب کیا پہر اسطرح بکزبان جواب دیا کہ یہ تقریر دلپذیر ہمنے سنی
اور نصیحت جان و دل سے قبول کی سعادت دارین حصول کی لیکن تجہ سے سوا ہم کسی اور کو قابل
سلطنت لائق حکومت نہین جانتے یہ کہکے وزیر تخت سے اوٹہا سب آئے اور اطاعت فرمانبرداری
کی بیعت کر رعایا یان ہو گئی اور تاج شہریاری قبای کامگاری کو اوسکے بر و سر پر زیب دی کامل بخشش
سکندر نے حسب لیاقت ہر شخص کے حال پر عنایت و رعایت کی پہر ملکو مین نامے لکہکر رسول اور نامہ
روانہ کیے خلق کو بوحدت و یکتائی خالق و عزت کی بت پرستی کی ممانعت کی تمام فوج کو جمع کیا سکا
نقد بے تعداد و جواہر اضافہ مقرر کرکے بدعت اور ظلم کا جلکا ایسا انصاف و عدالت کا حکم دیا و ہم

وضیع و شریف راضی ہوے غریب نوازی غربا پروری کی چار دانگ عالم مین دھوم مچی فرمانروائی سکندر
کی اور فیلقوس کے مرنے کی خبر سبکو معلوم ہوئی شہریار عجم کو ہر سال ہزار بیضہ طلا فیلقوس ارسال کرتا تہا
انکے زمانے مین پونچے تہے نامہ بہیجکے اوسنے طلب کیے سکندر نے جواب دیا کہ بہیجنے والا بیضہای
طلائی کا صیاد مرگ کے دام مین پہنسا اوسکی قضا آئی اور اگر شاہان زمین یونان کو کوس لمن الملک
بجاتے تہے سر پر غرور پٹیس سلطان جہان فرمانروای انس و جان جہکاتے تہے سبکو بوعدہ و وعید و قہر
گفت و شنید سے رام کیا زیر دام کیا پہر لوای ظفر پیکر آیت فتح و نصرت ہندکو روانہ کیا تمام زمین ہند
حیطۂ تسخیر مین لایا آخر آئی سب پر فتح پائی وہان سے منصور و مظفر مصر مین آیا منارہ عظیم الشان
ہمسر آسمان بحر اعظم کے کنارے پر بنایا ساتوان سن تخت نشینی کا تہا جو اوس سے فراغ پایا تو وہان
سے خیام ذوی الاحتشام ملک شام کو گئے پہر ارمینیہ مین مقام کچہ دن قیام کیا یہ خبر سنکے دارا نے
اہل طرس کو نامہ لکہا کہ خبر خروج اوس دزد باغی کی مع گروہ طاغی سمع اقدس مین پہنچی لازم ہے
کہ بمجرد ورود فرمان سب اسباب اور حرب کا سامان اوسکا چہینکے دریا مین بہا دو اور سردار قوم کو
مغلول اور مسلسل باغل و زنجیر اسیر کرکے یہان بہیجو کہ تم لوگ مرد میدان کارزار جلادت و
تہور شعار ہو اور وہ چور لڑکا ہی ردی حقیر اس مین تاخیر نکرنا ورنہ تقصیر بعذر پذیر نہوگی
اس عرصے مین سکندر وہان سے کوچ کرکے نہر اسطرخودوس کو شرف قدم سے زینت بخشی
دارا یہ خبر سنکے جوش مین آیا منشی کو طلب کیا سکندر کو اس مضمون کا نامہ لکہا نامہ آگاہ ہو

کہ خالق زمین و آسمان حاکم انس و جان نے سلطنت ہفت اقلیم اور یہ تاج و دیہیم بے دغدغہ و شراکت غیر
مجکو عطا کی ہی اور بڑی رفعت و شوکت میرے رفقا کو دی ہی مین نے سنا ہی کہ تو کچہ چور کچہ حرام خور
بڑی پریشانی سے جمع کرکے اونکی جمعیت پر مغرور ہوا ہی سر پر او مین فتور ہوا ہی اوس بہروسے پر
دعوی سلطانی تمنای حکمرانی ہی شور و فساد مملکت مین برپا کیا ہی لبسکہ ساکنان روم عقل کے بہرے
سے محروم ہین عجب نہین جو دماغ پر خلل ہین آج کل یہ ہوا بہری ہو کلاہ پر نخوت عجب سے کج دہری ہو
لازم ہی کہ جب مکتوب کرامت مشحون کے مضمون سے مطلع ہو فوراً اپنے کردار بد سے منفعل او پشیمان
جدہر سے آیا ہی اوسی طرف روان ہو اور اس حرکت کا ڈر ہماری سطوت اور سیاست کا خوف و خطر نکرنا
اسواسطے کہ جو لوگ ہمارے خطاب او عتاب کے قابل ہین تو اوس مرتبے مین نہین ہی یہ تہوڑے سے تک نا
کے شامل پہنچتے ہین ہمارے لشکر کی کثرت اس سے نظر آئیگی اور گو وہ چوگان ہی اس سے کہیلنا طبیعت
بہل جائیگی سکندر جو نامے کے مضمون سے مطلع ہوا جلادونکو بلایا نامہ دارون کو تیغ تہمایا مصلحۃ
یہ امور تہا قتل کرنا منظور تہا وہ داد بیداد کا غل مچانے لگے بیقرار ہوکے چلانے لگے پکارے کے
ای شہریار خجستہ اطوار یہ کیسی رسم جاری نکر نامہ بر کا خون حلال نہین مثل مشہور ہی کہ ایلچی کو زوال نہین سکندر
نے کہا تمہارے آقا نے مجکو جو لکہا ہی اوسی گروہ کا عمل ہین تمنے کیا ہی وہ عرض کرنے لگے کہ دارا نے ابہو
دیکہا نہین فقط حال سنا ہی ہمنے تیری زیارت کی سلطنت کی کیفیت پایتخت کا ڈہنگ الطاف و عنایت کا رنگ
دیکہا قدر ہماری جانفشانی کرتا ہم وہان جاکے تیرے حال سے آگاہ کرین کہ وہ حلم و کرم جاہ و حشم کی گواہی دین سکندر

سکندر نے کہا تمہاری منت وزاری ذلت وخواری کی مانع ہوئی قید سے رہا کیا انوشہ تہانا نہ سے انعام
نہ ہتنا دیا پھر وزیر مسلسل تحریر طلب ہوا نامے کا جواب لکھوایا یہ نامہ ذوالقرنین نے اسکو لکھا ہی جو دعی
اسکا ہی کہ مین بادشاہون کا بادشاہ ہون جسنے ستون گردون کی بنا ہون پھر دم انا ربکم الاعلیٰ
کا دم بھرتا ہی تخیل مین ہی کہ تجھسے آسمان کا لشکر ڈرتا ہی باوجودیکہ کہا پاپیادہ جاگتا سوتا ہی
ایسا ہی خدا ہوتا ہی جب بندہ کو عبودیت کا خیال آیا پروردگار اسکو حقیقت بندگی سے منزل کرتا ہی
یقین جانے کہ جاہ وحشمت ملک مال دولت پر زوال آیا اب تجھسے عزم جنگ مصمم ہوا تیرے ملک مین
آتا ہون دیکھنا جو خرابی لاتا ہون اور شیاہی درسلہ مین فال نیک نظر آئی پروردگار عالم سے امیدوار
ہون کہ تیرا دعوی خلق کے روبرو دروغ ہو مجکو تجپر فروغ ہو اسواسطے کہ میری نظر فقط عنایت حق پر
پر ہی تجکو شیطان نے ورغلایا ہی سراسر تو خطا پر ہی والسلام نامہ تمام ہوا مہر کرکے نامہ برون کو
دیا آپ آذربائیجان کی طرف کوچ کیا دارا کا عامل لڑا لاشون سے صحرا بھر گیا تیرے خالی ہوے
کشتے بے وارث ووالی ہوے وہانسے گیلان مین آیا اوسکو تسخیر کیا حاکم کو اسیر کیا دفعتہ دارا کے
بیمار ہونے کی خبر سنائی قاصد ونامہ بین پوچھا بعد چند روز صاحب حشمت کی فارس کو چلا دارا بھی فوج ظفر موج
اور لشکر جو کثرت مین اختران چرخ چنبری سے زیادہ تہا لیکے آیا پوچھا سکندر نے قلب فوج کو آراستہ
زرہ پوش بادہ شجاعت سے مدہوش جو تھے انسے آراستہ کیا دونون لشکر سیاہ بادل گہٹا
اور بادل کی صورت گہر کر طرفین سے حملہ آور ہوئے گھوڑون کے سم کی گرد سے میدان پر تیرہ وتار رہا

اندہا دہند معرکہ کارزار ہوا صدای بوق ندای کوس اور دم کرنای غنیم سے کوسون تک ان زلزلۃ
الساعۃ شیءٌ عظیم کا سامنا ہوا ہر طرف سے فوج ترسے کو جو تلی ہے سپہر جرخی تکاد السمٰوٰت
یتفطرن کی حقیقت دونون پر کہلی دلاوران دم کے کان مین نصرٌ من اللہ و فتحٌ قریب کی صدا آئی
نصرت و ظفر کی سند پائی آتش حرب جو بہڑکی تیغ و کلوین لاگ لگی خرمن ہستی مین آگ لگی کہین
سر کے انبار تہے کہین دو سپریان تہین ڈہر کی شمشیر برق کردار یلان خونخوار اور پیکان تیر ایسان
ابر مطیر لہو برسانے لگی اور بوندی کی کٹاری الماس پیکر دیدہ جوہر سے یاقوت کی بوندین ٹپکانے لگی

نوک ناوک چو عقل در تک و پوی
از درون دو دیدہ مردم جوی

اوس وقت سے کہ شاہ یکہ اسپہ
خسرو ثابت و سیار محمل لاجوردی مین تختی فلک پر سوار نظارہ کرتا بحد استوا پہنچا تہا اوس ساعت
تک کہ ماہ انجم سپاہ چادر سیاہ زر کے تار کی اوڑہکے سیر دیکہنے کو نکل آیا طرفین سے کسی نے
منہ پہرایا شعلہ شمشیر کا ہر بار بہڑکتا تہا مرغ روح دام اجل مین مچہلی کی طرح پہڑکتا تہا نعرہ
نارٌ حامیۃ کا آتا تہا اور گیر و دار سے پیادہ و سوار کی آواز زلزلت الارض زلزالہا کا شور زمین
سے آسمان پہ جاتا تہا من چلون کی تلوار کی زبان تفسیر ضرباً بالسوق والاعناق سناتی تہی لاشون
کی کثرت سے جنگل پٹ گیا تہا جن کے وضو ٹوٹے تہے اونکو تیمم کو مٹی ہاتہ نہ آتی تہی خون کے بخار سے ابر

فلک پو پہنچے اور زم کے آثار گاو ثرا کے قدم تک پہونچے لطم

جہان شمل شب تیہا چون چراغ
ز آوار اسپان و گرد سپاہ

چو دریای خون شد ہمہ دشت و راغ
ہوا گشت چون روی زنگی سیاہ

خاص و عام کو بقدر لیاقت و جانفشانی مرحمت فرمایا کرمان اور کیچ مکران شہریزر کو دیا اور حال
اصفہان و جرجان و قہستان گودرز کو عنایت ہوا افراسیاب پیران ویسہ کے قتل سے جو
آگاہ ہوا مصروف نالہ و آہ ہوا بہت خاک اڑائی سمجھا زوال دولت کی نوبت آئی پھر شیدہ کو
بصد یاس بھیجا کیخسرو نے اوسکو پیران ویسہ کے پاس بھیجا بعد فتح کیخسرو نے فرمایا کہ خوارزم جو
اس سے خوارزم و سمتام کا نام ہوا جب شیدہ قتل ہوا شہریار ایران بصد شوکت و شان گنگ دز
کہ دار الملک افراسیاب کا تھا وہاں آیا قلعے کو گھیرا افراسیاب کھڑکی کی راہ سے بھاگ گیا قلعہ
فتح ہوا متعلقان حرم سرا پردہ افراسیاب کے پردہ حجاب تھے پائے زیر دامن عاطفت سلطانی آئے اور افراسیاب
بے خور و خواب بہ حسرت بھاگا پھرتا تھا جہاں جاتا تھا آفت میں گھرتا تھا آخر کار نواح آذربائیجان میں
با دل خار خار گرفتار ہوا کیخسرو کے سامنے لائے بعضوں کا قول ہے کہ تیسرے دن حسب فرمان فرمانروائے
ایران قتل ہوا بعضے لکھتے ہیں کہ جسد بحال زبون و زار گرفتار خسرو کے روبرو آیا سلطان
رحیم دل کو اوسکے مآل کار پر عبرت سے تاسف ہوا رقت آئی گودرز پاس تھا بدحواس ہوا کہ مبادا کیخسرو
اوسکو جان کی امان دے تو پھر بکھیڑا مچے یہ سوچ کے بے اجازت شاہ سر اوس کا لیجا کے کاٹ ڈالا
جنگ و جدال کا قصہ ٹلا جب اس غم و غصے سے فرصت پائی آذربائیجان سے بلخ میں رونق افزا ہوا
جشن کا سامان عیش و طرب مہیا ہوا اسکے بعد اکبر و زرا امرا سپاہ رئیسان زر خواہ دبیر و امیر سبکو جمع
کیا پھر اونسے مخاطب ہو کے فرمایا کہ یہ نکتہ مستند اور براہین سے سبکو ثابت ہے کہ جسنے زادہ عدم سے

کچھ عتاب کہا تھا نصیحت کی راہ سے اپنے حقوق یاد دلوا کے یہ خطاب کیا تہا کہ میرا قتل پیش سکندر وسیلہ عروج
کا ہوئے گا تمہاری بھی جان کھوئے گا وہ بادشاہ ہی فہم عالیجاہ ریاست کے قوانین سے خوب آگاہ ہی
شاہان نامدار کو باہم تشنہ خون یکدگر ہوں سلطنتیں زیر و زبر ہوں لیکن نا ممکن ہی کہ بادشاہ کے قاتل کو
جیتا چھوڑیں حمیت سے منہ موڑیں تا عمر اوسکا اعتبار نہو قرب حاصل نہو وفادار ہو شعر

یار با ہیچ بر نگرفت	ہر چہ کشتیم ہیچ در نگرفت	آخرکار روزگار اپنے قصد سے باز آئی وقت

پاکے ضرب شمشیر آبدار سے اوس شاہ آسمان وقار کو پشت زین سے بروی زمین گرایا زمین کانپی
آسمان تہرایا نفسے چند سینہ پر ہوس میں بس باقی تہے کہ اسکندر آیا گوشے میں کو دیکے وہ سر
کل صاحب افسر کیسرکر و فر سے تہا جسکا جہان میں ہمسر تہا آج جا بجا خاک پر تہا اوسکو اوٹھا کے
بر سر زانو رکہا اپنا سر و روا افشان سے پاک کیا اوسکو گرد و غبار سے پاک کیا اور کہا ای شاہنشاہ
گیتی پناہ رنج و ملال کو اس دم کے دور کر خوشی جمال سے مغرور کر کہ فرمانروایان سلف و اقصا شاہان
نامدار ہنگام نزول حوادث و بلا جابر ہوتے ہیں خاص و عام سے زیادہ صابر ہوتے ہیں اور یہ ارشاد
کر کہ تجہے یاد وفا سے کس نابکار نے یہ حرکت کی تا اوس سے اطرح انتقام لوں کہ باعث عبرت
خاص و عام ہو دارا نے چشم نیم وا سے سکندر کو دیکہا ہاتہ اوسکا اپنے سینے پر رکہا اشک کے
قطرے چند گل ہوئے سکندر کے زانو پر ڈہل پڑے پہر کہا ای فرخ ہمت نہیں اسباب شاہی ساز و
سامان کشورستانی و جہانپناہی کے مہیا ہو جانے سے مغرور نہونا اور عجب و نخوت سے مخمور نہونا چشم

پنجم جبکہ جگر کہ ایک منطق تھا کہ روون کا نجات رسید شست بادشاہ سے کہا کیا اسکی گردش میں تخت

تخت و تاج بخت نصیب ہوا لیکن اجل کس تعجیل سے بجا آ موت کا زمانہ قریب ہوا غدر روزگار سے دور فی

لیکن فنا سے غافل ہو یا عمر عزیز کو زندگانی سی ناچیز کو لہو و لعب مین بیکار کہو یا حوادث جہان نا شو

آسمان کسی صاحب جلال کو یا دولت اقبال کو ایک حال پر نہین رکھتا اگر تیری نگہ دنیای دون اور

رنگ چرخ چنبری کو ناگون دیکھنے کی ہوس ہی تو عبرت کے واسطے میرا حال اور زوال بس ہی تیری

مروت اور شرط محبت سے امید ہی کہ میری مان آفت رسیدہ داغ پسر دیدہ ہزارون رنج و الم مین بیدہ

ہی اوسکو مادر مہربان اپنا حافظ او نگہبان سمجھنا میرے ناموس کا پاس اور خیال ہمہ حال رکھنا اور وہ شکستہ

جو میری بخت جگر بی صبر بی پدر ہی اوسکو پردہ نشینان سراپردہ خاص مین اختصاص دینا نظر عنایت سے پہلو بنا

کہ یتیم نازک مزاج ہی اوسکا تھوڑا تھوڑا حال اوسکے سینے مین نہین جو تا پہوڑا ہوا ہی اگر سخت کلمہ کسی نے کہا تو شیشہ

دل کی پھوٹ بہا سکندر نے کہا جو کچھ ارشاد ہوا نیازمند سب بجا لائیگا سر مو فرق نہ ہوئیگا اسکے بعد دارا [illegible]

ذوالقرنین نے یہین ہو کے ارادہ کا جسم	سکندر جہان گفت کو ہوش شد	دم چند بشمرد و ناچیز شد

مشک و عنبر سے دہو دہلا کی کرا انہا کا کفن دیا اور تابوت مرصع کا عمدہ جواہر لگا کے طیار ہوا لاش کو

اوسمین رکہا پھر حکم کیا دس ہزار مرد زنبور چی ترکش بند اسپین کھینچکے پیش پیش اس وضع سے چلین اور آپ سرداران

فارس رئیسان نامدار عالم و فضلای روزگار کو ساتھ لیکے پیادہ پا ہر ین غمگین جنازہ کے ہمراہ ہوا اس طرح

شاہان نامدار دفن ہوتے ہین نہ تیسے عزیز کو روتے ہین اوس انداز سے بصد گریہ و بکا دخمہ مین لیجا کے خاک کو سپرد

اور اوسکے ورثا پر دو دارین کھڑی کر کے دونون بدکردارونکو ذلیل و خوار سر بازار پھرا کے سرنگون بر سر دار کیا
انصاف کا کار کیا پھر روشنک کو سلک ازدواج مین منسلک کر کے بہت ممتاز کیا اور دارا کے بھائی کو مملکت
فارس حوالے کی یعنے ملوک طوائف فرمانبردار ہوے وہ سلطنت ایران کے مختار ہوے اور کتب طب و نجوم و فلسفہ
زبان فارسی سے لغت یونانی مین لکھوا کے ملت منحوس مجوس کی کتابین جلا دین اسکندر نے تسخیر دادوس مدبر سبکے عالم
تمام عالم کے طلب فرصت دفر دیکے بلا تاخیر سبکو تہ شمشیر کیا اسی اثنا مین سکندر کی مان نے نامہ لکھا کہ رو دنیا کی طرف سے
سکندر کو جسنے بقدرت باری دشمنون پر فتح و نصرت پائی مملکت و دولت اوسی کی مددگاری سے ہاتھ آئی معلوم ہو کہ
ای فرزند ارجمند عجب و تکبر سے پرہیز کرنا ورنہ یہ صفت تجکو آسمان سے زمین پر گرا دیگی یہ جو تیری ہے انہدی ہی
برباد جائیگی اور بخل و طمع سے دریا سے حذر کرنا نہین تو یہ حرکت جہلکا جالکر اوس مین پہنسا ئیگی نام و نشان مٹا دیگی
اور جتنا مال و اسباب تو نے پایا ہی جو کچھ تیرے ہاتھ آیا ہی ایک سوار تیز رفتار کے ہاتھ میرے پاس جلد بھیجدے سکندر نامہ
پڑھکے حیران ہوا حکیمونکو جمع کر کے مشورہ پوچھا سوال آخر کا جواب کسی کے سمجھ مین نہ آیا سب نے غوطہ کہایا لیکن
در طلب عوامی فکر رسا جو دقت فہم و ذکا سے سکندر نے بہم پہنچایا کاتب جلد دست کو طلب کر کے جمع خرچ کا بند
قلم بند کیا پھر فرمایا کوئی جفاکش کار آزمودہ سانڈنی ہامون نورد جہانگرد پر سوار ہو کے جلد یونان مین مادر غمخوار کے
پاس پہنچا دے جتنے فضلا اور حکما تھے سکندر کے ذہن رسا و فراست فہم پر تحسین و آفرین کرنے لگے قریب جیحون
شہر وسیع قلعون بنا کیا چار طرف سے سب کام کے لوگ بلا کے اونکو شاد کیا ملک خوب آباد کیا اوس شہر کا
نام مرجالوس تہا اب مرو مشہور ہی ہند سے دور ہی اور ہرات و سمرقند بہی سکندر کی بنا سے ہین وہان کے

وہانسے فرصت پاکے شہر بیساکے ہند مین آیا فور ہندی کو مارا جیسا کہ فردوسی کی داستان سے نامے تحریر ہو چکا ہی
بعد فتح جنگ فور برہمنون پاس گیا اونکے علم و فضل کا شہرہ سنا تہا کہ متوکل بخدا ہین دنیا کے جنجال سے رہا ہین
جب دم سکندر کی آمد اوس قوم کو معلوم ہوئی عرضداشت لکہی کہ اگر تال شاہ یہانکے آنے سے خزانہ و مال ہی تو
محال ہی ہم فقیر محتاج دنیا کے بکہیڑے سے فارغ شدہ رنج ہین پاسبان کی تلاش نہ چوکیدار کی نہ قفل کی حاجت نہ کنجی
کی خواہش گہر وہ ہی جسمین سقف ہی نہ دالان ہی کوٹہری کیسی دیوار ہی نہ در ہی ننگے بدن خزانے کے مالک
نہ سانپ کی طرح بر سر گنج ہین بال پہنتے ہین گہاس کہاتے ہین جسکو اوڑہتے ہین اوسی کو بچہاتے ہین جو پاتے ہین
پاتے ہین اگر مباحثہ علمی حکمت کی تحقیقات درکار ہی تو پیا نبود اور شان و شکوہ بیکار ہی سکندر نے نامہ جو پڑہا
فوج و لشکر سامان سب وہین چہوڑا دو چار حکیم ندیم ساتہ لیکے آگے بڑہا جب اونکے پاس پہونچا عجب حال
دیکہا قوم مسکین مسکن پہاڑ کے غار تہے واقعی حاجب اور پاسبان بیکار تہے ملاقات کے بعد بہت سے مباحثے
اور مناظرے ہر گروہ علم کے قوانین مسئلہ حکمی کے آئین دریافت کیے ذوالقرنین نے اونکی صحبت سے
بڑا لطف اوٹہایا علم و حکمت مین کسب و ریاضت مین اکمل پایا اونکے فضل و کمال کا اقرار کیا فرمایا جو انکی
خواہش ہو وہ دو اونہون نے التماس کیا بے موت زندگانی بقای جاودانی چاہیے سکندر نے کہا
یہ امر مقدور بشر سے باہر ہی جو شخص اپنے نفس نفیس پر ایکدم کی کمی و بیشی گہٹا بڑہا نہ سکے وہ کیونکر ابدی
بقای سرمدی دوسرے کو کسطرح دے سکے برہمن بولے جب بادشاہ کو یقین کامل ہی کہ زیست سے مرگ
شامل ہی اور ہر کمال کو زوال مملکت اور دولت کو تغیر انتقال ہی پہر کس واسطے قتل بندہای خدا اور

شہرونکا ویران و خراب کرنا جمع کرنا گنجہای گنج اور مال کی جستجو کرنا مال کی اون چیزونکی تلاش کرکے
مشقت سے جوڑنا بحسرت خفے سے رشتہ توڑنا ہوا ایکدن ناکام چھوڑنا ہوگا الغرض مینے جواب پایا کہ مین
پروردگار کی طرف سے نہین کامون پر مامور ہون آپس معذور ہون نہین تو اس تہلکے مین ہاتھ ڈالتا
دروازے سے قدم باہر نہ نکالتا یہ خوب جانتا ہون جسطرح آیا ہون اوسی طرح یہان سے جاتا ہی معاملات
جہان بے ثبات سیر خرابات نظارہ طلسم خانہ ہی اس گفتگو کے بعد رخصت ہو الشکر مین آیا بعضی تواریخ
مین لکھا ہی کہ جب فور کی شکست ہوئی سکندر نے فتح پائی کان مین یہ صدا آئی کہ بلاد ہند مین کید نام
حاکم ذی احتشام ہی مملکت اوسکی آباد ہی فوج بہت رعیت کی کثرت ہر ایک خرم و شاد ہی جسکا در
انصاف صاحب عدل و حکمت ہی عجیب غریب اوسکی سلطنت ہی تین سی مرحلے زندگانی کے
قطع ہوئے اب تک طاقت جوانی کی ہوش حواس اوسکے پاس بدستور ہی ہند مین بے مثل لاثانی ہی ہمت
مردانہ طبیعت جوانانہ شمشیر ندیم ہر ایک عاقل و دانا ہی سکندر نے نامہ لکھا کہ اسکو دیکھتے ہی جس حال مین
ہو فوراً بر جناح استعجال سے فیل و قال سوار ہوکے بارگاہ آسمان جاہ مین حاضر ہو نہین تو شعلہ
قہر سلطانی سے دیکھیگا جو فور ہندی کو نظر آیا قاصد صبا دم تیز قدم شہریار کشور ہند
کے پاس پہنچا نامے کی تعظیم و تکریم کی نامہ دار کی عزت و توقیر کی رسم مہمان نوازی بجالایا
جواب بعنوان شایستہ لکھوایا کہ بسر و چشم فرمان واجب الاذعان بجالاتا کہ سر کو قدم بنا کے
در دولت ابد مدت پر آکے شرف ملازمت حاصل کرون لیکن ای شاہنشاہ ضعیف پیری سد راہ ہی خدا

خدا شاہد ہی سن کا طول گواہ ہی ضعف و نقاہت کا سلسلہ پاؤن مین بدتر از زنجیر ہی زندان مین بڑہاپے کے
سے بے تقصیر اسیر ہی لیکن اس طول مدت مین چار چیزین اربع عناصر کی صورت بہم پہونچی ہین چار دانگ عالم
مین وہ کسی کے پاس نہونگی حواس خمسہ بشر کے اونکے دیکھنے سے بجا نہین رہتے ہین ساکنان شش جہت نایاب
کہتے ہین ہفت اقلیم کے بادشاہ خزانہ خیال مین ایسی دولت لازوال پایمال نرکہتے ہونگے ایک تو عورت ایسی
صاحب جمال ہی کہ حور جنان مین اور پری پرستان مین اوسکے چہرہ درخشان کی ضیا سے روپوش ہی نادم ہی خجل ہی
اور لطافت گفتار نزاکت رفتار سے کبک کہسار وہین سر ٹکراتے ہین عندلیب ہزار دستان بند ہو جاتے ہین سرو
لب جو پا در گل ہی شیرین بیانی کی بات پوچہیے قند کے دانت کہٹے ہوتے ہین عجیب و غریب صورت و سیرت ہی
خلاصہ یہ ہی کہ اللہ کی قدرت ہی دوسرا فیلسوف ہی تیسرا طبیب ہی چوتہا پیالہ ہی ایک سے ایک چیز بہتر ہی
اعلی ہی اگر وہ ظرف پر آب ہو تو ایک قطرہ اوسکا کم ہو اور عالم سیراب ہو امیدوار ہون کہ یہ پیشکش بلا زبان والا
کو قبول ہو اور میری غیر حاضری سے سلطان عالیشان کی طبیعت ملول ہو سکندر کو یہ ماجرا سنکے نہایت
اشتیاق ہوا فوراً طلب کیا اور بہر امتحان آیا پہلے فیلسوف کے پاس ایک پیالا تیل سے بہر کے بہیجا او
ہزار سوزن اوس قدح پر روغن مین ڈالکے واپس کیا سکندر نے سوزن کو گلا کے گرہ بنا کے پہر بہیجا یا مرد
باطن بین نے اوسکا آئینہ درست کر کے دکہایا ذوالقرنین نے طشت پانی سے بہرا آئینہ جو اوس مین چہوڑا
وہ بیٹہگیا پہر اوسکو دکہایا مرد صناع نے اوسی کی پیالی بنائی وہ پانی پر تر آئی پہر سکندر نے اوس مین
خاک بہر کے اوسکے پاس بہیجدی حکیم نے دیکہکے اپنا گریبان چاک کیا بہت رویا بہ دستور ترود کی

دوسرے دن سکندر نے حکما اور فضلا ارکان دولت اور اعیان مملکت کو جمع کیا پھر اوس حکیم ہندی کو یاد
فرمایا جسدم وہ روبرو آیا طویل القامة لحیم شحیم پایا سکندر علم قیافہ شناسی سے سمجھا کہ اس ترکیب بدن
حکمت کا اور عقل کا جمع ہونا محال ہی فیلسوف سمجھگیا کہ گلے کی اونگلی چہرے کے گرد پھرا ناک پر
رکھی سکندر نے پہلے اس حرکت کا سوال کیا اوسنے عرض کی وہ تخیلہ جو بادشاہ کے دلمین آیا تھا اوسکا
یہ جواب ہی جسطرح ناک بشر کے چہرے کے زینت ہی اور یکتا ہی اوسی طرح مجھسے سرزمین ہند کی وقعت ہی
دوسرا پیدا ہی پھر سکندر نے فرمایا پر روغن پیالے مین سوئی کا چھوڑنا کیا تھا اوسنے عرض کیا مطلب شاہ کا اوسے
یہ تھا کہ مین علم و حکمت سے مملو ہون اب گنجایش نہین خادم نے جواب دیا ہزار نکتے کی جگہ باقی ہی اگر مشتاق
ہی پھر کرہ جو بنایا میرے ذہن مین آیا کہ قلب اور دل شاہ پر تکلین سکین ہی قابل ورود مسایل حکمی نہین ہی مین نے
آئینہ بنایا کہ ترکیب کو بہت دخل ہی جب لوہے کو صفا اور جلا حاصل ہو کر دل ہوا ور آئینے کے پانی مین
بیٹھنے سے معلوم ہوا کہ زیست کا زمانہ کم ہی مدت قلیل مین علم کثیر تحصیل نہین ہو سکتا میرا حاصل یہ تھا جسطرح
تہ کی بیٹھی چیز ترقی ہی پانی پر پھرتی ہی اوسی انداز سے کم فرصتی مین بجد و کد اکتساب فضل و کمال حاصل پھر
ہو سکتا ہی پھر جب وہ مملو از خاک ہوا اوسکا جواب تجریج تاب اور نہین ہے کہ اوسمین خلاصہ سلطان زمان یہ تھا
کہ فنا ممکنات کی واجبات سے ہی اور بقا مخلوق کی ممتنعات سے ہی یہ سب قصہ پاک ہوگا ہر شخص زیر خاک ہوگا
سکندر نے فرمایا یہ سب سچ ہی جو تو نے کہا مین نے اپنا مطلب بھر پایا تیری صحبت فائدے سے خالی نہین بڑا لطف اوٹھایا
پھر خلعت ہاے گرانمایہ حکیم کو اور ندیم کو سرفراز کیا ممتاز کیا امتحان کامل پایا کہ ہندی سب سے گو نظر آیا اور مسعودی نے

نے لکہا ہی کہ مملکت ہند تک وہ ندیم ساتہ رہا پہر رخصت ہوا حکیم ہمراہ رہا وہ تو وہ معالجے اوسنے کیے کہ زبان
و دست تقریر و تحریر سے عاجز ہی اور تاریخ حکما مین یہ نظر سے گذرا کہ بعد فتح ہندوستان وہ اقلیم چین مین
آیا سلطان چین نے جبین آستانہ اطاعت پر رکہی سر جہکایا برسم تحفہ ہزار من طلای احمر ہزار قطعہ سفید
حریر کے پانچ ہزار جامہ دیبا کے بے نظیر کے او سو قبضہ شمشیر مرصع جواہر مثل سے کہ دیکہنے والون کی
آنکہ مین چکا چوند آتی تہی بجلی سی کوند جاتی تہی اور سو گہوڑے عجیب سبکدو نسیم و صرصر تیز رو چینی کے
زین زرین مغرق بجواہر تین سو تو وہ عنبر یہ از مشک او فردوسی رطل عود سے دو دو سو ہزار مثقال
مشک اور چینی کے ظرف با نقشہای عجیب و صورتہای غریب جسپر سے نظر نہ اوٹہے پای خیال لطافت
مین پہسل پڑے اور سمور قاقم بہت سا سکندر کے حضور مین گذرانا ملک اوسپر بحال رہا بدستور زر
مال باج تخت مین مشرق تا حد و چین زیر نگین ہوا خراج حسب لیاقت سب سے مقرر کیا
اور تاریخ معجم مین یہ زیب رقم ہی کہ جب مملکت فارس پر سکندر قابض ہوا گروہ سلاطین اور شاہ
مجرم اور بے گناہ سب کو قید کرکے ارسطو کو نامہ لکہا کہ فتح الباب جہان او ضبط زمین فارس و ایران
عموما اور حصو حصار و تمشیر اور حسن تدبیر سے اپنی بلا شرکت غیر مع الخیر ہوا فقط تائید پروردگار رفیق
فلک و ار یاری اہل صلاح و تقوی کو صراط مستقیم جادہ قویم پر ترغیب دی اور ارباب جہل و شر کی
مصاحب پر تحریص کرکے تخریب کی اور قانون رعیت نوازی مین کسیون کی چارہ سازی مین عقل کا
اقتدا کیا غیر سے مشورہ لیا ہمت و غیرت نے اجازت نہ دی کہ وہ کام جسمین بدنامی ہو کرنے لگون

لیکن یہ شاہزادے جو قید مین انکے معاملے مین عقل حیران ہی اور اس جمعیت کے مقدمے مین طبیعت
پریشان ہی کہ اگر انکو رہا کرون قید و بند سے آزاد ہون بے تکلف بنیاد سلطنت مین رخنے پڑین
سو طرح کے شر برپا ہون فساد ہون تلافی و تدارک مین طول عمل ہو سررشتہ برا خلل ہو جو قتل کرون
تو دنیا مین جو نخواہ عقبی مین روبروی حاکم روز شمار شرمسار گناہگار ہون شمار ہون معلم اول نے آخر
یہ جواب لکھا کہ بے ثبوت جرم و گناہ اتنے بندہ اللہ کا خون بہت زبون ہی اگر یہ عمل تجھ سے سرزد
ہوگا پروردگار ناراض از حد ہوگا تیری خاندان کا بھی استیصال ہوگا خدا جانے کیا حال ہوگا
مصلحت یہ ہی ہر شخص کو بعد ولایت رکھکے شہرونکی حکومت دے کہ وہ اپنے شغل مین
مشغول رہین ایک کو دوسرے کی خبر نہو ہنگامہ و فساد مٹے شور و شر نہو سکندر نے حسب نصیحت
حکیم ایک ایک کو چہانٹا ایران کے شہرون کو اونپر بانٹا مورخان سلف اونکو ملوک طوائف
لکھتے ہین اور تاریخ حکما کے ترجمے مین ہی کہ سکندر کا گذر اطراف بلاد مین ایک قریے
پر ہوا کہ رفعت و بلندی ہر ایک مکان کی صورت سقف و دالان کی یکسان تہی در و دیوار
نقش و نگار ایک وتیرے کا نظر آیا اور سبکے دروازے پر قبر کا نشان پایا وہان کوئی حاکم
شہر مین کوتوال نہ قاضی تہا ہر شخص خوش و بشاش راضی تہا سکندر نے اونسے مکانون کا ایک طور پر بنا
ہوا کا ہونا قبرونکا دروازونپر نشان مفصل پوچھا وہ بولے مکان کا پست و بلند ہونا ترفع
اور تفوق کی دلیل ہی اس صفت سے ہم بری ہین ہمارے خیال مین یہ بات خوار و ذلیل ہی اور قبر

اور قبر زروازہ پر اسواسطے ہی کہ اوسپر دروازے سے قدم نہ رہا گور مین کیا ہر ساعت موگ مد نظر رہے
بازپرس کا خوف و خطر ہے دو دن کی زندگانی سرای فانی مین نیکی بسر ہو عجب و نخوت سے دور ہین جکہ یہ
ایکدن بحسرت چہوٹ جائگی یہانکے اسباب سے غرور ہو کہ یہ حرکت مورد آفات عظیم ہی نفس امارہ لئیم تنی پرور کا
کی حیمت سے دور ہو جب اوقات ہماری سراسر عدل و انصاف ہی حاکم کی حاجت نہین قاضی کی تکلیف ہمکو
معاف ہی سکندر نے کہا اگر تمہارے تئین رکو جگہ پر فضا راحت افزا کہین سے ملے تو یہانسے اوٹن چلوگے یا نہین
وہ بولے اگر ایسی جا ہو جہان غیر ممکن گذر قضا ہو اور ضرب تیغ ابو یحیی کی سپر ہو موت سے مفر ہو سکندر
کہنے لگا اگر یہ مقدور بشر ہوتا تو حاجت روا مجسے کون زیادہ تر ہوتا وہ بولے اگر بادشاہ بھی اسکام مین
ہماری طرح عاجز ہی تو ہمکو ہمارے حال پر چہوڑ دے کہ حب خار وطن بہ از نظارہ صد گلشن ہی کہا ہی کہ
اثنای جہان گردی مین ذوالقرنین ایک شہر مین وارد ہوا کہ سات بادشاہ بطنا بعد بطن و نسلا بعد نسل
وہان سلطنت کر چکے تہے اوسنے روسای شہر سے پوچہا کہ کوئی شخص اونکی نسل سے باقی ہی اونہون
نے عرض کی ایک جوان ذی شان فلانے گورستان مین مقیم ہی نام کا بادشاہ ہی امور سلطنت سے
اوسکو اکراہ ہی سکندر با مخصوصان چند اوس جوان ارجمند کے پاس گیا ملاقات ہوئی دم تقریر امور فرمانروائی
کی نفرت اور وجہ رغبت کی اوس جای پر وحشت سے پوچہی اور دوستانہ پند مشفقانہ کیا بادشاہی کی
ترغیب دی اوسنے جواب دیا کہ ای شاہنشاہ ذی جاہ مین ایک کام مین مشغول ہون جبتک اوس سے
فراغت ہوگی کفالت کلفہائے حکومت خاص و عام پر متوجہ طبیعت ہوگی ذوالقرنین نے کہا

وہ کونسا شکل امر ہی اظہار اوسکا ضرور ہی فلک المعنے نے کہا بی ثباتی دنیای دون نیرنگ چرخ
سفلہ پرور شعبدہ بازی سپہر بوقلمون جو مد نظر ہوئی تو شاہی سے پر فرمانروائی سے طبیعت
متنفر ہوئی خلق سے جدا کوہستان مین مکان بنا کے بیٹھ رہا ہر امر املتا ہی کہ یہ جای بازگشت
شاہ و گدا ہی اور قصد یہ کیا ہی کہ عظام ملوک عظام اور ہڈیان بندہای محتاج ناکام کی جو ملگئی ہین
اونکو جدا کرون ہر بار شبہہ ہوجاتا ہی فرق بین اور تفاوت نظر نہین آتا ہی فقیر دہو کا کہا کے
اسی او لٹ پہیر مین گنوا تا ہی وَلَقَدْ نَظَرْتُ اِلَی الْقُبُوْرِ فَمَا تَمَیَّزَتْ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰی
اس شغل مین عرصہ ہوا مشقت صبح و شام ہی لیکن معلوم نہین ہوتا ہی کون آقا ہی کون غلام ہی
اور نہ یہ ثابت ہوا کہ یہ محتاج صعلوک ہی گدا ہی یا شاہ یا اوسکا وزیر ہی کم سن تھا جوان تھا یا پیر ہی
سکندر نے کہا یہ وہ فہم ہی جسکا علم منحصر بذات باری ہی سارے جہان کی عقل عاری ہی اگر ہمت
مردانہ ہی میرے کہنے پر عمل کر تیرا مرتبہ تیرے باپ دادے سے زیادہ ہوجائیگا ملک وسیع زیبا ہیبت ہاتہ
آئیگا ملکزادے نے جواب دیا کہ حوصلہ میرا نہایت بلند ہی اور ہمت میری اسکی خواہشمند ہی کہ بے دغدغہ
مرگ زندگانی و بے خوف پیری نوجوانی ہاتہ آئے اور بیمار ہونے رنج و غم اور طبیعت کبھی جس سے نہ سیر ہووے
صنم اور صحبت سے آزار ہو ایک طرح پر بسر لیل و نہار ہو ذوالقرنین نے کہا یہ مطلب مجھسے نکلے گا شاہزادہ
بولا تو پھر اوسی سے کیون نہ مانگون جس سے پاؤن دوسرے کے رو برو کیون ہاتہ پھیلاؤن مہرو
ہنگام دعا بدرگاہ شاہنشاہ شاہان حاجت روای فرمانروایان ہی کہ ای خالق لیل و نہار بتصدق

سید ابرار احمد مختار بطفیل ائمہ اطہار میرے سلطان نوجوان کو یہ سب عطا کرے ہفت اقلیم زیر نگین ہو
ذوالقرنین کی طرح آرام و چین سے فرمانروائی ہوئی ہین ہو **نقل** ایک روز سکندر سے
شمشیر امیر وزیر عرض پیرا ہوے کہ عنایت کردگار داور دادار ربع مسکون ہفت اقلیم زیر نگین
ہی الا وارث تخت و تاج یعنی فرزند نہین ہی جو زادہ پری پیکرون کی طرف کثرت سے اگر
میلان ہو تو ملک اور مال بغیر انتقال نکرے وہ سامان ہو ذوالقرنین نے فوراً جواب دیا کہ سخت
تاسف کی جا ہی اوس سے احمق زیادہ دنیا مین کونسا ہی جو شخص ہر معرکہ مردان ہر د آزما شیران
دشت نما پر غالب رہا وہ لومڑی سنگے جورتون کا مغلوب ہو زن مریدون مین محسوب ہو
نقل ایک شخص بحال خستہ و تباہ لباس کہنہ در بر پارہ پارہ و کلاہ بحضور سکندر آیا کر اپنا
مطلب خوش بیانی اور تقریر رنگین مین فصیحون کے طرز پر سب بیان کیا بادشاہ نے جواب باصواب
ارشاد کرکے فرمایا جیسا تو نے مافی الضمیر کلمات دلپذیر سے ادا کیا اگر ظاہری لباس
پر تکلف سے آراستہ ہو تو دونا لطف ہی اوسنے نے تامل عرض کیا کہ حسن تقریر مین مجکو دسترس
ہی اور تقدیر بدلنے کو آرائش پوشاک کے واسطے بادشاہ بس ہی یہ کلمہ ذوالقرنین کو پسند آیا اور ہم
خلعت بیش بہا اور کئی ہزار روپیہ عنایت کیا **نقل** زتیون نام شاعر تھا اوسنے سکندر سے
دس ہزار روپے مانگے جواب دیا کہ تیری قدر سے یہ تھوڑا زیادہ ہی شاعر نے کہا اگرچہ میری
منزلت سے تھوڑا زیادہ ہی کیا غم ہی کہ تیری ہمت اور بخشش سے بہت کم ہی فوراً مرحمت کیے

نقل کسی حکیم سے سوال کیا کہ بادشاہ کو کس چیز کی مداومت چاہیے جواب دیا کہ ہم رعیت کی فکر مین
رات کو سوچ مین جانا اونکو اوسکا بجالانا **نقل** سکندر سے پوچھا کہ تجکو سب کچھ قدرت ہی لیکن وہ کونسی
بات ہی جسمین طبیعت زیادہ مسرور ہوتی ہی جواب دیا مرتبہ بڑہانا اوس انسان کا جسنے مجپر احسان کیا
نقل ذوالقرنین سے کسی حکیم نے سوال کیا کہ اسکا سبب کیا ہی کہ اوستاد کا مرتبہ
تیرے نزدیک باپ سے زیادہ ہی جواب دیا کہ اوستاد سبب ہی حیات جاودانی کا اور باپ
باعث زندگانی فانی کا باپ ہمکو آسمان سے بروی زمین لایا ارسطو نے فلک چارمین پر مثل
خورشید چمکایا پدر وسیلہ نطفہ منجمد ذریعہ علقہ منعقد ہوتا ہی کہ اوسکے صلب سے رحم مادر
مین آیا کچھ دن سے نقش طرازی خامہ و پرکار رحم بے مدد نقاش و صورت نگار بقدرت پروردگار
صور مختلفہ اشکال جداگانہ کا زمانہ رہا وہان سے وقت وجود مین موجود ہوا جسدم مقرر ہی ہم
بہر چلے مجبور مر چلے اور علم حکمت کہ مادہ ذریعہ حیات جاودانی ثمرہ زندگانی ہی حکما عین الحیوۃ
نفس ناطقہ معقولات کلیہ کو جانتے ہین اور اندھیر ظلمات جہل کو کر دیتے ہین پس جو نفس کہ
تیرگی سے جہل کی عین الحیوۃ حکمت کی روشنی مین گذرا اور قلق جہل اور حمق سے تسکین ملی
وہی حیات ثانی زیست جاودانی ہی ورنہ کلبہ خراب آباد فانی ہی **سکندر کا قول**
صاحب جود و کرم ہمدم محترم اور مکرم رہتا ہی اگرچہ باسباب بظاہر فقیر ہو اور بخل کا بانی
قارون کا ثانی خداوند حشمت قابل لعنت ہمیشہ ذلیل و خوار بے اعتبار رہتا ہی کو امیر کبیر ہو سخت

قول سخت قبیح اور ذلت کا سبب ہی کہنا اور نکرنا اور کیا حسن اور عزت ہی کرنا اور نکہنا چپ رہنا

نقل نجومیون نے سکندر کا طالع اور حال دیکھکے حکم لکہا تہا کہ جب زمانہ قضا قریب ہوگا موت

کا وقت آئے گا تو وہے کی زمین اور آسمان زرین ہو جائے گا جسدم ذوالقرنین نے ملک ستانی

اور سیر سرای فانی سے فرصت پائی یونان کا قصد کیا قوس کے نواح مین جب آیا دفعتہً

دماغ سے خون جاری ہوا یہانتک کہ عاری ہوا فرش اوس وقت نہ آیا تہا بضرورت کسی

امیر نے اپنا جوشن بچہا دیا اور دہوپ سے بچانے کو سپر زرین چہتری کے عوض سر پر

لگائی سکندر نے جو خیال کیا وہ مقدمہ یاد آیا کہ زمین آہنین اور آسمان زرین نجومیون کی مراد اس سے

تہی افسوس دست غربت عالم تنہائی مین قضا آئی مادر فراق دیدہ ہماری صورت دیکہنے نپائی

افسوس کہ نامہ جوانی طی شد	وین تازہ بہار زعوانی دی شد	آن مرغ طرب کہ آشیانش ان بود
خود ہیچ ندانم کی امد کی شد	اوسی دم دبیر خوش تحریر کو بلایا مان کو نامہ لکہوایا	

کہ یہ نامہ بندہ سکندر پسر بندہ داور کا ہی جسنے مدت قلیل اور تہوڑے عرصے مین بندہای جلیل

اہل زمین سے بجسد رفاقت کی اور قرنہای دیر باز زمانہای دراز تک اہل آخرت کی صحبت ہوگی

اوس مان کی طرف جسکی ملازمت اور مصاحبت میسر نہوئی لیکن جو خدا چاہے گا تو عالم نور دا ہمرو مین

زیارت ہوگی اور یہ نامہ بہت طول کا ہی مختصر لکہا القصہ جب بادشاہ عالیجاہ نے داعی حق کو لبیک

اجابت کی صدا دی دار فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی حسب وصیت بعد از تکفین جسد ہمایون کو

تابوت زرین مین کہا ہیر وزیر نے علما اوسکو اوٹہا کے محفل عظیم مین لائے رئیس قوم صدر مجلس کہڑا ہوا
سب سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ ای گروہ انام مین خاص و عام سے کہتا ہون کہ جسکو رہنے کی بادشاہ کے
تمنا ہو یا رہے ہین وگر تعجب کی ہوس معاملات دنیا سے پیدا ہو یار ازین یعنی اگر بادشاہ کو دیکہا چاہے
تو اسپر روئے وگر نیرنگی جہان بے ثبات سے عبرت لیا چاہے تو اس سے ہوش کہوئے پہر حکیموں نے کہا چند کلمے
جسمین نفیحہ خواص اور نصیحت عام ہو اختصار کرکے بیان کرتا ہون پہلے ارسطو کا شاگرد اوٹہا یہہ بات دونون
ہاتہ سکندر کے حسب وصیت جو تابوت سے باہر رکہے تہے کہ تمام عالم سمجہے اور جانے کہ باوجود سلطنت ہفت اقلیم
اور خزانہ بیحساب کے صاحب دیہیم دنیا سے خالی ہاتہ جاتا ہی دو کرکفن سے جو چلا ہی یہ اور نکالا ہی اون
ہاتہونکو اوٹہا کے ذوالقرنین کے سر پر کہا پہر کہا ای سخن سنج شیرین زبان باریک بین نکتہ دان خوش بیان
وہ کونسی چیز تہی جسنے تجکو گونگا کردیا کہ بول نہین سکتا لب کہول نہین سکتا باوجود وسعت میدان
علم و وسعت صحرای حکمت صید غافل کی طرح تجہا عاقل دام تنگ تابوت مین گرفتار ہی نہ کلام
ہی نہ دم ہی نہ شمشیر ہی نہ ارکان سلطنت نہ وزیر ہی بیکس و ناچار ہی دوسرا بولا کل سکندر نے سیم و زر
خلق سے چہپاتا تہا آج چرخ انصاف نے سیم و زر خلق کی آنکہ سے اوسکو زمین مین چہپایا ہی تیسرے
نے کہا کل یہ بات کرنے پر قادر تہا دوسرے کو خوف سے بولنے کا مقدور نہ تہا آج اونکو کلام کا اختیار

ہی یہ بس نہین سکتا کان بیکار ہی
چوتہا بولا یہہ وہ بادشاہ عالی جاہ ہی جو شرق سے تا غرب بسیط

زمین پر محیط تہا آج دوگز زمین اسپر احاطہ کرے گی فشار دیگی
پانچوان یہہ بیان کرنے لگا کہ وہ

وہ سکندر ہی جو کل تدبیر امور خاص و عام مصالح کار کافہ انام بذات خاص بے شرکت غیر کرتا تھا آج اپنی
مہم کے سرانجام مین با اہتمام مین عاجز ہی فسبحان الذی کل شی ہالک الا وجہہ تقریر ہے جب صیت و
پائی لاش اسکندر یکو روانہ کی اہل شہر نے با حشم و جلال استقبال کیا جنازہ دیکھکے خلق کو عبرت
ہوئی رورو کے برا حال کیا جسد سکندر کی ماں نے تابوت دیکھا بصد نالہ و آہ یہ کہا کہ ای قرۃ العین
ذوالقرنین میرے جی کے چین سخت تعجب ہی کہ علم جسکا تا سما اور حکمت تا سمک پہونچے ربع مسکون
کوہ و ہامون تحت حکومت آئے جہان کے ملوک مملوک ہون خستگان خاک کی نیند خرق اوسکے جالیے
وہ ایسا سوئے کہ اوٹھ نسکے اور اسطرح چپ ہو گویا گویا نہ تھا القصہ امیر وزیر حکیم ندیم روبرو آئے پند و نصیحت کے
بعد رسم تعزیت بجا لائے سب نے بادل چاک زیر خاک سونپا اسکے بعد بموجب دستور دستر خوان
بچھا خاصہ چنا وصیت کے مطابق مملکت کی عورتین امرا کی نامدار رئیسان ذی اقتدار کی حاضر ہوئین
دستر خوان کے گرد بیٹھین حکم ہوا پہلے وہ ہاتھ بڑہائے جسنے خون ملال ہاتھ کی مصیبت اور تعزیت
کی کیفیت نہ دیکھی ہو سب نے ہاتھ کھینچ لیا ایک دوسری کی منتظر ہوئی اوس مجمع مین ایسا کوئی
نہ نکلا کہ دود مرگ روزن دودمان سے جسکے نہ اوٹھا ہو سکندر کی ماں سمجھی کہ بیٹے نے فقط میری
تسکین کو یہ آئین نکالا تھا مطلب اس حرکت سے یہ تھا کہ اوس مصیبت مین جزع فزع نکرے کہ جسمین
شریک ہزار در ہزار اور حریف بے شمار ہون کہ البلیۃ اذا عمت طابت اضطراب اور بیقراری
ہر دم کی کم کی یہ کہا کہ دوام سے نے انتہا و بقای سے نے انقراض ملک بیزوال و حیات لم یزل

ولایزال خالق ذو المجد والجلال کہ پیدا کرنے والا جز و کل کا ہی اوسی کو بقا ہی دوسرے کو یہ امر ہوگا نہوا ہی
وہو الحی الذی لا یفنی ولا یموت انا للہ وانا الیہ راجعون تاریخ حکما مین لکہا ہی کہ سکندر کی صورت
مان باپ سے نکلتی تہی جدا تہی ایک آنکہ سیاہ دوسری ازرق تہی ایک سے آسمان کو دیکہتا دوسری زمین کی
طرف متوجہ رہتی تہی اور کلہ اوس نہر بیستان سلطنت کا شیر سے مشابہ تہا اونیس برس کے سن مین سلطنت
ہاتہ آئی سترہ سال حکمرانی جہانبانی کی نو برس مقابلے اور مقاتلے مین اوقات کٹی آٹہ برس اطمینان سے
بادشاہت کی داد دی بائیس مملکت عظیم الشان شرق و غرب جنوب و شمال سے تحت حکومت مین
اونیس بادشاہ پیشوایت دی جاہ دست بستہ سفر اور حضر مین حاضر رہے اور اکثر ربع مسکون کی سیر دو برس مین
مع الخیر ہوتی تہی ہاے وہم و خیال کے ہوش کہوتی ہی اگر کمیت خوش خرام خامہ میدان صفت مین جولان ہو بگام
اول ٹہوکر کہائے نکلا پو سے باز آئین لاکہیں ہزار مرد جرار تمام عالم اور روی زمین زیر نگین کر کے آخر الامر
ناکام ملک مال خزانہ فوج اور لوگون کے واسطے چہوڑ کے مال دنیا سے دو گز کفن وہ زیب انجمن ہمراہ لے گیا
ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب اور ذو القرنین جو لقب ہوا اسکی کئی وجہین
لکہی ہین بعضی لکہتے ہین ساٹہ برس سلطنت کی دو قرن ہوے اور بعضون کا قول ہی کان بڑے تہے
اور بہت کچہ لکہا ہی طول بیجا ہی اسی واسطے خامہ مختصر رقم اسی جگہ تہم گیا الحمد للہ شکر کی جا ہی کہ
حسب ارشاد ہدایت بنیاد سلطان با وقار شاہنشاہ نسب زندہ دار دو مہینے کے عرصے مین نسخہ طیار ہوا اگر
پسند اقدس ہی عز و شرف ارکان بزم سخندانی صدر نشین معانی کو اگر قبول ہو کہ آرزو تمنای دلی حصول ہو

بسم الله الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت این فرهنگیست برای دانستن نامهای پادشاهان و پهلوانان و غیره که در سیر و سلاطین آمده اند کیفیت تا مقدور بصحت کوشیده بحروف مفرد شماره نمایند خدمتش و نام این کتاب تاج الکلام موسوم به لغات فرهنگ شاهنامه غیاث اللغات

الالف آبتین بر وزن عابدین نام پدر فریدون

و بسکون ثالث هم گفته اند بتقدیم تحتانی بر موحده نیز آمده ب

آذربایجان نام آتشکده و شهر تبریز

آذر بهرام نام آتشکده سوم از جمله هفت آتشکده فارسیان ب

آذر شیر بابکان نام پسر ساسان بن بهمن که اول ساسانیان بود ب

آرش بفتح ثالث و سکون شین نقطه دار نام پهلوان ایرانی

از لشکر منوچهر بی نظیر در صنعت تیر اندازی چنانچه تیری انداخته که چهل روزه راه است و نام پسر دوم

کیقباد هم هست که او را کی آرش میگفتند ب

آزاد سرو نام شخصی که در وی گذشته شد رستم گفته او است ف

آزر نام پدر ابراهیم علیه السلام گویند نام عم آنجناب ست ب

ابوعلی نام حکیم مشهور

اخشید روس نام سکندر یونانی

ادریس بالکسر نام پیغمبر مشهور که در بهشت است ب

ارجاسپ بر وزن طهماسپ نام نبیره افراسیاب ب

اردوان بر وزن پهلوان نام پادشاهی از نسل گشتاسپ و نام لاچین هم ب

ارژنگ نام دیوی که در مازندران با رستم جنگید و رستم

او را کشت و نام پسر زره و او یکی از پهلوانان توران بود

و طوس او را بقتل آورد ب

ارس بفتحتین و مهملتین نام رودخانه مشهور که اندر کنار تفلیس و

ما بین آذربایجان و اران میگذرد ب

ارسطاطالیس بفتحتین و مهملات و الف کشیده و کسر

لام و تحتانی نام معلم اول ب

ارسطو بضم رابع و سکون واو ارسطاطالیس ب

ارش بفتحتین و سکون معجمه نام شهری از ولایت شیروان ب

ارمین بروزن پروین نام پسر چهارم کیقباد است

که برادر کوچک کاوس باشد ب

اریمه بکسر اول نام شهر معروف که آتشخانه در حسن انتخاب است ب

ارنواز بروزن سرفراز نام خواهر جمشید ب

استا بالفتح نام قلعه ایست از ولایت سیستان که

بحصانت تمام اشتهار دارد و بالکسر نام قریه از سمرقند ب

اسفندیار نام پسر گشتاسپ ب

اسکندریه نام شهریست بنا کرده اسکندر در کنار دریای فرنگ ب

اشکبوس بفتح اول و ثالث و موحده و واو و سین بی نقطه

زده نام مبارزی کشانی که بمدد افراسیاب آمده بود و فرزا

اورا بیاری پیران ویسه فرستاد و رستم پیاده بمیدان او

آمده بیک تیرش بقتل آورد ب

اشموئیل نام پیغمبری از اولاد حضرت یعقوب علیه السلام

اصطخر بروزن و معنی استخر که قلعه فارس باشد ب

اصفهان نام شهر مشهور

اغریرث بکسر اول و ثالث و تحتانی رسیده و رای

بی نقطه مفتوح مثلثه زده نام برادر افراسیاب که بجهت موافقت

ایرانیان بدست برادر کشته شد ب

افراسیاب نام پادشاه ترکستان ب

افلاطون نام حکیم مشهور استاد ارسطو ب

اکوان بالفتح نام دیوی که رستم را بدریا انداخت و هم بدست رستم کشته شد ب

الوا بروزن حلوا نام نیزه دار رستم ب

الیاس بروزن اجلاس نام پیغمبر مشهور و نام پادشاه

بحر خزر که دریای گیلان باشد ب

اندلس بضم اول و ثالث و لام و سکون نون و سین

بی نقطه نام شهریست در حدود مغرب ب

اولاد بروزن فولاد نام دیوی مازندرانی ب

اهرن بروزن بهمن نام ملک قیصر روم ب

اهواز بروزن شهباز نام شهری از ولایت خوزستان و

ونام ولایتی ب

ایران بروزن حیران نام هوشنگ بن سیامک شاه و ولایت

عراق و فارس و خراسان و آذربایجان و اهواز و طبرستان و نیشابور و جز آن ب

ایرج بکسر اول و یای مجهول و فتح رای مهمله و جیم زده نام پسر فریدون ب

الباء الثانی باکان بفتح موحده

دوم و کاف عربی منسوب بابک که نام جد اردشیر

ساسانست چون اردشیر از وی پرورش یافته بود باو منسوب شد

و گویند بابک نام معبری که ساسان از اختیار تولد اردشیر داده

بابل بروزن قابل نام شهری مشهور در وسط عراق ب

باربد نام مطرب خسرو پرویز ب

باربان بروزن آرمان نام یکی از پهلوانان توران ب

بازور بروزن کافور نام جادوگری از توران که بسحر

لشکر ایران را شکست داد و آخر بدست رهام بن گودرز کشته شد

بخت نصر بالضم و فتح نون و تشدید صاد مهمله نام پادشاه کافر

بربر نام ولایت در مغرب که مردم آنجا سیاه چهره باشند

برزو در برهان است که بروزن البرز بضم اول و سکون ثانی و زای

نقطه دار بواو رسیده و فتح تحتانی نام مبارزی تورانی انتهی ظاهرا برزو مخفف آن

بشوتن بکسر اول بروزن فسون نام برادر اسفندیار ب

بقراط نام حکیم معروف

بلخ بالفتح نام شهری مشهور از خراسان ب

بلغار بروزن گلزار نام شهری نزدیک بظلمات گویند نام ولایتی ب

بهزاد نام اسب سیاوش و نام شاهی و نام نقاشی و نام اسفندیار بن عم

بهمن نام اردشیر پسر اسفندیار ب

بیژن نام پسر گیو بن گودرز خواهرزاده رستم ب

بیدرفش نام پهلوی از لشکر ارجاسپ ف

الباء الفارسی پشنگ بروزن

پشنگ نام پدر افراسیاب و پسر او که شیده میگفتندش

و نام مبارزی از ایران و نام پدر منوچهر شاه ب

پولاد نام پهلوانی ایرانی و نام دیوی مازندرانی که

اورا پولاد غندی میگفته اند ب

پیران بروزن ایران نام پهلوانی مشهور از توران لشکر افراسیاب پیدا و ویسه نام داشت ب

پیشداد اول پیشدادیان را گویند که هوشنگ باشد ب

پیلسم بفتح رابع نام او برادر پیران ویسه است و او بر دست رستم کشته شد ب

التاء الفوقانیه

تباک بالفتح نام مردی م

ترمند نام شهری ف

تور بالضم نام پسر بزرگ فریدون که تورج باشد و ولایت توران ازو گیرند ب

توران نام ولایتی از طرف آب آمو یعنی ماوراء النهر ب

توران دخت نام دختر خسرو پرویز که یکسال چهار ماه پادشاهی کرد ب

تهمتن بروزن قلمزن از القاب رستم و بمعنی آن بی همتا تن ب

تهمینه نام دختر شاه سمنگان مادر سهراب ب

الجیم التازی

جاماسب نام حکیمی ب

جانوسپار بروزن فانوس دار نام شخصی ملازم دارا که آقای خود را در جنگ سکندر بتقریب کشت ب

جشن سده بفتح سین و دال مهملتین جشنی ست که فارسیان در روز دهم بهمن ماه کنند ب

جمشید بالفتح نام پادشاهی معروف ب

الجیم الفارسی

چنگش بکسر اول و کاف فارسی و جیم و در آخر نام مبارزی تورانی که بیاری افراسیاب آمده بود و رستم او را بقتل رسانید ب

چهرزاد نام دختر بهمن مادر دارا و نام دختر اسفندیار ب ف

چین نام شهر مشهور

الحاء المهملة

حجاز نام ولایتی مشهور در عرب ب

حزقیل بالکسر نام پیغمبری

الخاء المعجمه

خراد بروزن شداد نام پادشاهی و یکی از پهلوانان ایران ب

خزر بفتحتین زای نقطه دار زده نام شهری ب

خزروان بروزن نگهبان بکسر ثانی هم نام مبارزی ... ب

خسرو بالضم و فتح ثالث نام پادشاه کیان ب

الدال المهملة

دارا نام پادشاه مشهور که دارای اکبر باشد او را داراب نیز گویند و دارا اصغر پسر او ب

داراب دارای اکبر را گویند نام دختر زاده بهمن ب

دانیال نام پیغامبری م

درفش کاویانی بکسر اول و فتح ثانی و سکون فا و شین قرشت نام علم فریدون ب

دستان بالفتح نام زال پدر رستم ب

الذال المعجمة

ذیمقراطیس نام حکیمی یونانی

الراء المهملة

رخش اسپ رستم و نیز مطلق اسپ

رستم پهلوان مشهور پسر زال

رشنواد بفتح اول و سوم و دوم بدال ابجد زده در آخر نام یکی از نوکران همای دختر بهمن ب

رودابه بروزن نوشابه نام دختر مهراب کابلی که زال او را خواست و رستم ازو تولد شد ب

روشنک بضم اول و فتح شین و نون نام دختر دارا که سکندر او را بموجب وصیت دارا بنکاح خود آورد ب

روم ملکی مشهور بحدود شام ب

روئین دژ نام قلعه از ولایت توران که ارجاسپ والی آنجا بود ب

رهام بروزن غلام نام پسر گودرز ب

ری نام شهریست در عراق و نام پادشاهی هم بوده ب

ریونیز بروزن پشیز نام پسر کیکاوس که داماد طوس بود ب

الزاء المعجمة

زابلستان زابل بروزن کابل نام ولایت سیستان ب

زال نام پدر رستم ب

زردشت بالفتح و ضم دال ابجد نام شخصی که دین آتش پرستی هم بنا نهاد ب

زریر بروزن حریر نام برادر گشتاسپ ب

زو بالفتح نام پسر طهماسپ که بعد از افراسیاب پنجسال پادشاهی کرد ب

زواره بروزن اداره نام برادر رستم و نام قصبه عراق از توابع کاشان هم ب

زیتون نام شهری با چین و قریهٔ در صعید ق

السین المهمله

ساری بر وزن جاری نام شهری از مازندران نیز و یک مل ب

ساسان نام پسر بهمن بن اسفندیار از بها ب

سام نام پسر نوح و نیز نام پدر زال که جد رستم باشد ب

سپیند بکسر اول نام کوسه ب

سرخه بضم اول و فتح خای نقطه دار نام افراسیاب که فرامرز او را زنده گرفت و رستم بکین سیاوش بکشت و نام صحابی مهر از اصحاب اقا سمان ب

سکندر نام پادشاه معروف از روم ب

سلم بالفتح نام پسر بزرگ فریدون ب

سمنگان بفتح اول و کاف فارسی نام شهری در توران و درین زمان آن را سمرقند گویند ب

سنجا بالکسر نام دلاوری که کاموس کشانی همراه با پهلوان بوده ب

سندل نام شهری از هند ف

سوابه سواوه بر وزن خرابه و بالفتح هم گفته اند

نام دختر شاه هاماوران که زن کیکاوس بود ب

سهراب بالضم نام پسر رستم از دختر شاه سمنگان که بدست رستم نادانسته کشته شد ب

سیامک بکسر اول و فتح میم نام پسر کیومرث و نام یکی از پهلوانان توران که در جنگ دوازده رخ بدست گراز از ایرانیان کشته شد ب

سیاوخش بکسر اول و فتح واو و سکون خای معجمه و در آخر و

سیاوش بر وزن بناگوش نام پسر کیکاوس ب

سیستان ولایت نیمروز ب

سیمرغ پرنده که پدر زال را پرورده و گویند نام حکیمی که زال از وی کسب کمال کرده ب

الشین المعجمه

شاپور باسوم فارسی نام پادشاهان چند و نام پهلوانی از آل فریدون که پدر رش نستور نام داشت و در جنگ افراسیاب کشته و نام حدیکار کیخسرو ب م

شاپور ذوالاکتاف نام پادشاهی از آل ساسان این لقب یافت که زکریا در عهد او شهید شد و ذوالاکتاف از آن میگفتند که هر کرا از اعراب میگرفت شانهای او را بر در میکرد ب

شعیب نام پیغمبری علیه السلام

شغاد بروزن سواد نام برادر رستم که رستم را مع رخش در چاه انداخت خود هم بیک تیرش کشته شد ب

شماساس بفتح اول و مهملتین نام مبارز تورانی که بدست قارن کشته شد و نام پهلوی ایرانی در لشکر سیاوش ب

شنگل بالفتح و ضم سوم نام پادشاه هند که بمدد افراسیاب آمده بود ب

شهروز نام شهر بنا کرده خسرو پرویز ب

شهرناز بنون و معجمه در آخر نام خواهر جمشید با خواهر دیگرش در نکاح ضحاک بود ب

شیدسپ نام دستور طهمورث و شید نام پسر گشتاسپ ف

شیده بالکسر و یای مجهول و فتح مهمله نام پسر افراسیاب و نام یکی از شاگردان سنمار و گویند نام حکیمی ب

الضاد المعجمه

ضحاک معرب دهاک نام پادشاه ظالم که بر دوش او مار پیدا شده بود که مغز مردم غذای آن می شد بدست فریدون کشته شد ب

الطاء المهمله

طوس بالضم نام پسر نوذر ف

طهمس بفتحتین و ضم میم نام قریه در مصر ق

طهماسپ نام یکی از پادشاهان ایران ب

طهمورث نام پادشاهی از نبیرهای هوشنگ ب

الغین المعجمه

غور بالضم و ثانی معروف نام ولایتی معروف نزدیک قندهار ب

الفاء

فرات بالضم نام رود نزدیک کوفه ع

فرامرز بفتح اول و میم نام پسر رستم ب

فرانک با نون بوزن تبارک نام مادر فریدون ب

فرعون لقب پادشاه مصر

فرنگیس بفتحتین و سکون نون و کاف فارسی و یای تحتانی کشیده و در آخر مهمله نام دختر افراسیاب و در عقد سیاوش بود و کیخسرو پسر او ب

فرود بفتح اول و ثالث مجهول نام پسر سیاوش ب

فرهاد نام کیکاوس شاه ایران و نام پسر گودرز و نام [illegible] م

فریبرز بفتح اول و ضم موحده و سکون مهمله و آخر معجمه نام پسر کیکاوس که در جنگ از دو فرخ کلباد پسر ویسه برادر پیران و تقبل آورد و نام زنی هم ب

فریدون بفتح و کسر اول نام پادشاهی معروف که ضحاک را در بند کرد ب

فلاطون همان افلاطون که گذشت

فیلقوس بفتح اول نام پادشاه روم گویند جد دارای سکندر بود ب

القاف

قابوس بروزن ناموس نام حکیمی و پادشاه استر آباد ب

قابیل نام یکی از اولاد آدم که هابیل برادر خود را کشت

قادسیه قریه ایست قریب کوفه ق

قارن بروزن آهن نام پهلوانی از یاران رستم ب

قباد بروزن مراد نام پدر انوشیروان ب

قراخان نام پادشاه هند معاصر سکندر و نام یکی از مبارزان افراسیاب ب

قومس بالضم و فتح میم نام شهریست میان خراسان و بلاد جبل و در اندلس ملکی ق

قیدافه بالفتح و دال مهمله و فتح فا نام زن حاکم بردع و اندلس ق

قیصر بروزن حیدر بزبان رومی فرزندی که مادرش پیش از زادن بمیرد پس شکم شکافته آنرا بیرون آرند چون اول پادشاهان قیاصره اغسطوس نام نخستین بوجود آمد بدین اسم موسوم گشت ب

الکاف التازی

کابلستان نام شهریست مشهور

کاکو نام پهلوانی از سبزه زادهای سلم بن فریدون

کاموس بثالث مجهول نام مبارزیست کشانی و پادشاه کشانی بود ب

کاوس بروزن ناموس نام یکی از پادشاهان کیان باشد و بعضی نمرود را گویند و جمعی فرعون را والله اعلم ب

کاوه بفتح واو نام آهنگری که مشهور که فریدون را پیدا کرد ب

کتایون بروزن فلاطون نام مردی و نام زنی بوده است و در فرهنگ جهانگیری و غیره نام دختر قیصر روم و مادر گشتاسپ است ب

گرگسار با کاف فارسی بروزن سپهسار نام ولایتی و نام پهلوانی هم بود ب

کشواد بروزن فرهاد نام پهلوان ب

کلات بروزن حیات نام شهریست از ترکستان ب

کندرو بروزن گفتگو نام وزیر ضحاک بود ب

گرم بروزن رستم نام مبارزی ب

کید بروزن صید نام پادشاه قنوج معاصر سکندر

کیخسرو نام پادشاهی مشهور ب

کیقباد نام پادشاهی مشهور در ایران که در عهد او پادشاهی بر گوهر از او بود ب

کیکاوس بروزن فیلان نام یکی از چهار پسر کیقباد ست ب

کیومرث بفتح اول و میم و سکون راو ثای مثلثه

اول کسی ست که از فرزندان آدم علیه السلام پادشاه بوده است ب

الکاف الفارسی

گرانمایه نام ختر گژدهم که با سهراب جنگ کرد و گرفت ف

گژدهم بضم اول و فتح ثانی و سکون ثالث و میم برادر

اعیانی اسفندیار ب

گرسیوز بروزن نخیی پر برادر افراسیاب ب

گرشاسف با فا بروزن گرشاسپ که پسر اثرط و نام پهلوان پادشاه ب

گرگین بضم اول بروزن حسین نام پهلوان ایرانی ب

گستهم بضم اول و فتح لهبروزن محترم نام

پسر نوذر بن منوچهر و نام پسر گژدهم نیز است ب

گشتاسب بضم اول بروزن لهراسپ نام پادشاهی ست معروف و او پدر اسفندیار روئین تن بود ب

گل شهر بضم اول بروزن زن زن نام زن پیران ویسه است ب

گنگ دژ بکسر دال ابجد و سکون زا فارسی نام قلعه ایست که ضحاک در شهر بابل ساخته بود و نام موضعی ست در حد

مشرق که بقیة الارض مشهور ست ب

گودرز بضم اول و فتحه سوم پسر کشواد که پدر گیو بود ب

گیلان نام شهریست مشهور ف

گیو بروزن دیو پسر گودرز ب

اللام

لاد بروزن شاد نام شهر

که در زمان قدیم بجای دال ابجد رای قرشت بود است

لهراسپ بروزن گشتاسپ نام یکی از پادشاهان ایران ب

المیم

مازندران ملک طبرستان

باشد و مخفف آن مازندر بروزن غارتگر هم مستعمل است

ماموشید نام پادشاهی ست

مانوچهر صاحب تاج نیفر باید که چون یکی از مستورات حرم ایرج بمنوچهر حامله شد گریخته پناه بکوه مانوش برد و چون منوچهر دران کوه متولد شده بود او را مانوش چهر نام کرد انتهی ظاهرا مانوچهر مخفف آن باشد

مانوشان بروزن خاموشان نام کوهی ست که منوچهر دران متولد شد و آنرا مانوش هم میگویند ب

ماه آفرید نام کنیز که ایرج بود و از کشته شدن ایرج معلوم شد که حامله بود و بعد ازان دختری آورد نام کردند منوچهر از ان دختر بهم رسید ب

ماهیار نام کشنده دارا ف

محمود نام پادشاه غزنین

مدینه شهر مشهور ب

مرداس نام پدر ضحاک که بحیله ضحاک کشته شد ف

مصر بکسر اول و سکون ثانی و رای قرشت بلغت عربی بمعنی شهرست عموما و شهری که معروف و مشهورست خصوصا ب

منوچهر مخفف مانوش چهرست ب

منیژه با نجا مجهول و زای فارسی بر وزن نیمچه بمعنی نام دختر افراسیاب ب

مهراب بروزن محراب نام پادشاه کابل ب

مهراج بروزن معراج نام یکی از پادشاهان هند و ستانست و هندوان او را مهاراج خوانند ب

مهران بکسر اول بروزن طهران نام رودخانه ایست عظیم و نام مردیست صاحب فضایل و نام پادشاهی هم بوده ب

میرین بکسر اول و سکون و فتح رای قرشت نام داماد قیصر روم است ب

میلاد نام سرداری از لشکر کاوس ف

النون

ناهید بها بروزن جاوید نام مادر اسکندر رومی ست ب

نریمان نام پدر سام جد رستم ف

نگیسا بکسر کاف فارسی و یای معروف و سین مهمله بالف کشیده نام چنگی خسرو پرویز که نظیر باربد و مرد نبود ب

نوح نام پیغمبر معروف ف

نوذر بروزن کوثر نام پسر منوچهر ب

نوشاد بفتح اول و ضم خامس که دال باشد و سکون را
نوشت نام کوهی است نزدیک سند از توابع کرمان ب
نوشیروان نام پادشاهی معروف و اغلب که بمعنی بد
مخفف نوشین روان بمعنی شیرین جان باشد س
نیمروز ولایت سیستان و در تواریخ مسطور است که
چون سلیمان علیه السلام در انجا رسید زمین پر آب دید دیوان را
فرمود که خاک ریز کنند در نیمروز خاک ریز کردند و بعضی گویند
که خسته نیمروز در انجا لشکرگاه کرده بود س

الهاء

گفته اند
هاماوران بوزن نام آوران ملک یمن و بعضی شام
و بعضی یمن نام ولایتی که پدر سودابه زن کیکاوس پادشاه آن بود
هجیر بروزن نظیر نام پسر گودرز س
هری نام شهریست از خراسان که بهرات مشهور است ف
هفتخوان دو عقبه است یکی آنکه کیکاوس در مازندران
به بند افتاده بود و رستم از برای خلاصی او رفت و در اثنای راه
جادوان و دیوان کشت و بهفت روز بجای مازندران رفت
کیکاوس را خلاص نمود و آنرا هفتخوان عجم میگویند بسبب آنکه
در هر منزلی که میگذشت لشکر از آن ضیافتی مینمود و دوم
عقبه راه روئین دژ بود که ارجاسپ پادشاه توران
خواهران اسفندیار را در قلعه مذکوره بند کرده اسفندیار راه
هفتخوان بلاها که در راه پیش آمد دفع آن نموده و خود را
بدان قلعه رسانیده خواهران خود را خلاص کرد س
هوشنگ با ثانی مجهول و فتحه ثالث و سکون
نون و کاف فارسی نام فرزند چهارم آدم علیه السلام ب
هوم بروزن قوم نام مردی است از آل فریدون ب
همای بضم اول نام یکی از خواهران اسفندیار است و نام
دختر بهمن نام پادشاه زاده که بهمای [illegible] ب
هومان بروزن خومان نام برادر پیران ب

الیاء

یامین نهریست و نام ابن خالد حضرمی ق

یزدجرد پدر بهرام گور ست و یزدگرد در فارسی مستعمل ست و نیز نام آخرین ملوک عجم ست	یَیسع بفتح یا و سین مهمله نام پیغمبری یمن بتحریک آنچه جانب یمین قبله است از شهرهای غور ق

تمام شد فرهنگ سرور سلطانی

کہ گیتی سپرست با تشنگان | ہمی تشنہ چند انگہی شیر | شہد باشند ش کی شہر | ہمہ اسب باد و سپر ...

ولی عہد ہی تاج کیخسرو ی | اور حافظ ابرو نے لکھا ہی کہ مورخ کہتے ہین کیخسرو نے مسجد بنائی تھی وہ ہمیشہ سفر و حضر

مین پاس رہتی تھی محراب مین در و جواہر گرانبہا نہایت آب و تاب سے لگائے تھے بطریق پیغمبران پیشین
اوسمین نماز رب العالمین پڑہتا تھا اور خلق کو پرستش بے نیاز کی ترغیب کرتا تھا اور فارسی کہتے ہین پہر تہا
جو کچھ شاہان ماضی نے رعایا سے بظلم لیا تہا سب کو بلا کے پہیر دیا پہر حال کفالت کرتا رہا عہد حکومت
مین ظلم و جور نکیا خسرو کا قول یہ تہا کہ پایداری ملک و رعیت کی مال سے ہی پروردگار نے اسکو وسیلہ
حصول مقاصد ہر دوسرا بنایا ہی اور آبادی مملکت کی اور ترقی رعیت کی عدل و داد سے ہی
پس لازم ہی کہ مال بے محل صرف نکرے اور انصاف سے نہ گذرے لقب اوسکا مبارک ہی

پہر ذکر پہر اصل کتاب کا ہی یعنی شاہنامے سے شمشیر خانی مین جو کچھ لکھا ہی
ترک سلطنت کیخسرو کا بیان ہی آمد گودرز و ان ہی سمجہانا رستم و زال کا تمنا
سلطان شیخ خصال کا لب چشمہ جانا پہلوانون کا برف مین دبجانا

زندہ کن داستان گذشتگان علی الخصوص فرمانروایان توران و ایران صاحب شمشیر و زبان مالک
اقلیم سخنوری سرخیل شاعران فردوسی سحر بیان لکہتا ہی کہ بعد انتقال کیکاؤس ایک ساٹھ برس
حسب دلخواہ کیخسرو با فرہ جاہ سلطنت کر چکا اور کوئی اندیشہ کسی کا دغدغہ نرہا تو ایک روز
اکابر پیر و ادان سلطنت امیر وزیر حکیم شمشیر ترقی خواہان دولت جتنے تہے سبکو جمع کیا پہر فرمایا